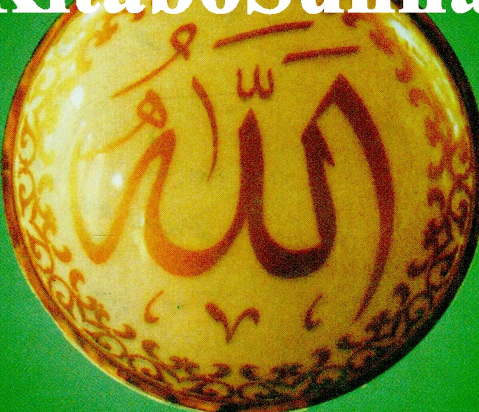
قرآنی معلومات

اور تحقیق



اردو ترجمہ

المقنع

مؤلف : امام ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی

مترجم : پروفیسر عبدالرزاق صاحب

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 021-2213768

قرآنی معلومات

اور تحقیق

قرآنی معلومات
اور تحقیق

اردو ترجمہ

المقنع

مؤلف : امام ابی عمرو عثمان بن سعید الدانی
مترجم : پروفیسر عبدالرزاق صاحب

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : ۱۶۰ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

فہرست مضامین

باب

مقدمہ طبع اول

مکتب دراسات اسلامیہ دمشق کی طرف سے یہ پہلی کتاب شائع کی جارہی ہے۔اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ یہ کتاب مکتب کے علمی کارناموں میں پہلا کارنامہ قرار پائے اس میں عرب اور غیر عرب مسلمانوں کے اولین کارنامے کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔مسلمانوں کا یہ پہلا علمی کارنامہ تھا جسے شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ کارنامہ گویا عربی زبان کے قواعد وضوابط اور بنیادی اصولوں کی تدوین کا نقش اول تھا۔ یہ کتاب ہمیں عربی زبان کے رسم خط، نقطوں کی شکل اور بناوٹ (۱) سے متعلق سیر حاصل معلومات فراہم کرتی ہے اور ہمیں بتاتی ہے کہ ایک زندہ زبان کی حیثیت سے اس زبان کی تکمیل کے مدارج طے کرنے کی ابتداء کیسے ہوئی۔

ایسی کتابوں کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ عربی زبان وادب کے موضوع پر لکھنے والوں نے اس قسم کے موضوعات پر تحقیق کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔

کتاب اللہ کے حافظ اور قرآنی علوم سے شغف رکھنے والے لوگ اس قسم کی کتاب کی اشاعت کے لئے سخت تشنگی محسوس کرتے ہیں جو قرآن کریم کی کتابت کی تاریخ کے بارے میں ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہو۔انہیں اس قسم کی کتاب کی اشد ضرورت ہے۔

مستشرقین میں سے جس عالم کو اس کتاب کی اہمیت کا احساس ہوا وہ مشہور فرانسیسی مستشرق البارون سلفستر دی ساسی متوفی ۱۸۳۸ء تھا۔

اس نے اس کتاب کے آخری حصے کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا اور یہ ترجمہ ۱۸۱۰ء میں شائع ہوا۔

اس کے بعد جرمن جمعیت مستشرقین نے اس کی طرف توجہ کی اور اس نے پروفیسر اوتو برتزل کی نگرانی میں ۱۹۳۲ء میں عربی متن کے اس کتاب کو شائع کیا۔

---

(۱) چونکہ نقاط سے ذریعے حرکات کی تشکیل کا رواج صدیوں سے متروک ہے لہذا اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

مالی صورت حال کے پیش نظر ماسوائے معدودے چند عربی لکھنے پڑھنے والوں کے لئے مستشرقین کی کتابوں کا حصول ان کی گراں قیمت اور مراکزِ فروخت معلوم نہ ہونے کے سبب ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس صورت حال کے پیش نظر مکتب دراسات اسلامیہ دمشق نے علم کی خدمت کی نیت سے اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنا مناسب سمجھا۔

اس نسخہ کی تحقیق، ترتیب فہرست مضامین اور اس کتاب کا مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری پروفیسر محمد احمد دھمان کے سپرد کی۔ لیکن ہمیں موجودہ حالات اور کاغذ کی قلت کے پیش نظر اس کتاب کو بغیر مقدمہ کے شائع کرنا پڑا۔ یہ مقدمہ اس کتاب کے ایک تہائی حجم کے برابر تھا۔

مکتب کی دلی خواہش ہے کہ اسے اس قسم کی مفید اور نفع بخش کتابیں شائع کرنے کی توفیق نصیب ہو تا کہ وہ اسلامی ثقافت اور عربی ادب کی خدمت میں اپنا حصہ ادا کر سکے۔

۸- ربیع الاول ۱۳۵۹ھ

مکتب دراسات اسلامیہ

عرض ناشر

قرآن کریم کے حفظ تجوید اور قرأت کے ساتھ ہی اس کی کتابت کے بارے میں دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک مسلمانوں نے جو اہتمامات کئے ہیں۔ اس پر اگرچہ عربی زبان میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن اردو زبان میں ابھی اس میں بہت کمی ہے اردو دان طبقہ کے لئے قرآن کے اس پہلو سے واقفیت عام مسلمانوں بالخصوص علما اور طلبہ کے لئے ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ تاریخ اسلام میں جن عرب مصنفین نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ ان میں امام ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی۔ امام کا درجہ رکھتے ہیں انہوں نے اس موضوع پر ''المقنع'' نام سے کتاب تالیف کی ہے۔ جس میں اس موضوع سے متعلق معلومات اور کتابت قرآن پر اعتراضات پر شافی جواب تحریر کئے ہیں۔ مکتب دراسات اسلامیہ دمشق نے یہ کتب قدیم قلمی نسخوں سے تحقیق کے بعد شائع کی ہے اور اس کتاب میں مؤلف کتاب اور موضوع کتاب سے متعلق خاطر خواہ وضاحت کی ہے۔

ہم نے اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کے اردو ترجمہ کا اہتمام کیا ہے یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت اور پھر حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جمع و تدوین قرآن اور مصاحف عثمانؓ کی تفصیلات ہے۔ نیز قرآن کریم کی آیات وکلمات کی کتابت، رسم خط اور املا اور مصاحف میں باہم اتفاق اور اختلاف کا تفصیلی بیان ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی کتابت میں اختلاف پر اعتراضات کا شافی جواب موجود ہے۔

کتاب کے آخری حصے میں مؤلف نے قرآن کی حرکات یعنی زیر، زبر، پیش، مد اور تنوین کی نقطوں کے ذریعے تفصیل بیان کی ہے چونکہ حرکات کی تشکیل کا یہ نظام اب صدیوں سے متروک ہے۔ لہٰذا ہم نے اس حصے کا ترجمہ نہیں کیا۔ کیونکہ ہماری رائے میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور نہ ہی اب ایسے قرآنی نسخے دستیاب ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کی کتابت اور املاء میں علمائے سلف و خلف میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم ناجائز قرار دی گئی ہے لہٰذا قرآن کریم کو اسی ابتدائی رسم خط میں لکھنا ضروری ہے اس لئے اس کی تفصیل سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

میں خداوند کریم کے حضور دعا گو ہوں کہ ہماری یہ کاوش عام و خاص اہل علم کیلئے ایک ذخیرہ علم ثابت ہو اور ہمارے لئے یہ کاوش باعث سعادت ثابت ہو۔

آمین

وہ قلمی نسخے جنکے مطابق اس کتاب کی تصحیح کی گئی

کتاب کے اس نسخے کی تصحیح ان قلمی نسخوں کے مطابق کی گئی ہے جو دار الکتب الظاہریہ دمشق میں نمبر ۴۶، ۴۷ اور ۴۸ کے تحت موجود ہیں۔ نیز اس کا مقابلہ مونیخ یونیورسٹی میں سامی زبانوں کے استاذ اتو برتزل کی زیر نگرانی شائع شدہ کتاب سے کیا گیا ہے۔ کتاب میں ہم نے اس نسخہ کی طرف حرف ''ب'' سے اشارہ کیا ہے۔ ہم نے قلمی نسخوں کی طرف بھی اسی طرح اشارات مقرر کئے ہیں۔

قلمی نسخوں کا ذکر

نسخہ نمبر ۴۶:

یہ نسخہ ۸۱ صفحوں پر مشتمل ہے۔ صفحوں کی لمبائی ۵، ۲۰ سنٹی میٹر اور چوڑائی ۱۵ سنٹی میٹر ہے۔ ہر صفحے میں ۱۷ سطریں ہیں۔ اس نسخے پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے اس کا خط بھی پرانا نہیں ہے۔ یہ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کا خط ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ کی ایک شاخ مدرسہ مرادیہ کی کتابوں میں سے ہے۔ پہلے صفحہ پر حسب ذیل عبارت درج ہے:

(۱) كتاب المقنع فى معرفة مرسوم مصاحف (۲) اهل الامصار المتفق عليه والمختلف فيه (۳) مع بيان القول فى كيفية نقطه واحكام ضبطه (۴) على وجه الايجاز وطريق الاختصار (۵) صنفهٔ ابى عمرو عثمان بن (۶) سعيد بن عثمان المُقرئ (۷) رضى الله عنه و غفر (۸) لهٗ آمين

کتاب المقنع جو مصاحف اہل امصار کی متفق علیہ اور مختلف فیہ کتابت کی واقفیت بشمول نقطوں کی کیفیت کے ذکر اور ان نقطوں کے احکام کی تدوین کے مختصراً بیان سے متعلق ہے۔ اسے عمرو بن عثمان بن سعید بن عثمان المقری رضی اللہ عنہ وغفر لہ نے تصنیف کیا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے آمین۔

یہ کتاب واضح دمشقی خط میں ہے۔

نسخہ نمبر ۴۷:

یہ نسخہ اندلسی خط میں ہے ۶۵ صفحات پر مشتمل ہے البتہ پہلا صفحہ پھٹا ہوا ہے اور آخری صفحہ پر بعض فوائد درج ہیں ہر صفحہ کی لمبائی ۱۷ سنٹی میٹر اور چوڑائی ۱۴ سنٹی میٹر ہے۔ ہر صفحے میں ۱۸ سطریں ہیں۔ ابتدائی صفحوں کے کنارے بوسیدہ ہو گئے ہیں جس کے باعث تھوڑے سے الفاظ اور حروف ضائع ہو گئے ہیں۔ یہ نسخہ ۵۲۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔

آخری صفحہ پر جو عبارت لکھی گئی ہے وہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۶ پر درج ہے۔ یہ نسخہ بھی مکتبہ ظاہریہ کی شاخ مدرسہ مرادیہ کی کتابوں میں شامل ہے۔

نسخہ نمبر ۴۸:

یہ نسخہ اندلسی خط (طرز تحریر) میں لکھا ہوا ہے۔ اور پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ کی لمبائی ۱۸ سنٹی میٹر اور چوڑائی ۱۳ سنٹی میٹر ہے۔ ہر صفحہ کی ۲۴ سطریں ہیں کتاب کے خاتمہ کے بعد اس کے آخری صفحہ پر حضرت احمد بن حنبلؒ کے بارے میں ایک نوٹ ہے جس کا خط باقی کتاب کے خط سے جدا ہے۔ آخر میں کاتب کے دستخط اور یہ نام درج ہے "کتبہ ابراہیم بن محمد (۱) بن مفلح الحنبلی عفا اللہ عنہ" یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ کی شاخ مدرسہ عمریہ کی کتابوں میں سے ہے۔ اس نسخہ پر تاریخ درج نہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تاریخ بھی نسخہ نمبر ۴۷ کی تاریخ کے لگ بھگ ہے۔

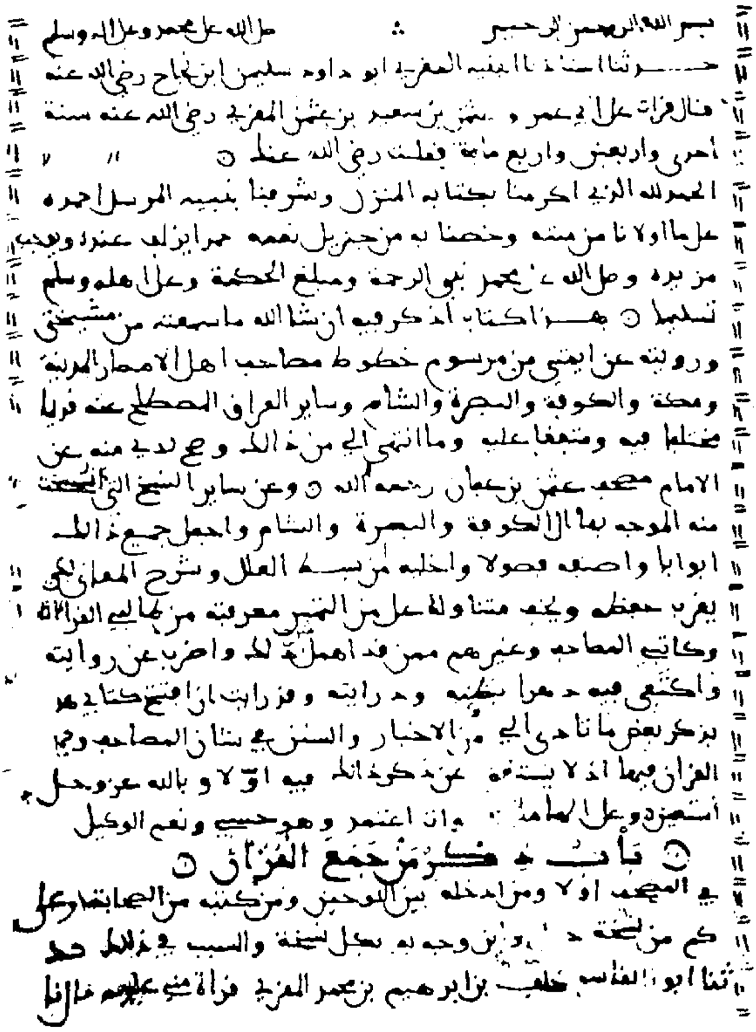
یہ تینں نسخے جلی خط میں ہیں اور ان میں غلطیاں کم ہیں۔

نوٹ: قرآنی آیتوں کے ساتھ جو نمبر دیا گیا ہے وہ قرآنی سورتوں اور آیتوں کے نمبر شمار ہیں تاکہ مراجعت کرنے میں آسانی رہے۔ اور اگر سورۃ کا نام درج ہو تو اس کے ساتھ ہم نے صرف آیت کا نمبر شمار لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ اور سورۃ کا نام لکھا ہوا نہ ہو تو ہم نے سورۃ اور آیت دونوں کے نمبر شمار اکٹھے لکھ دیئے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۸۱ پر "ذات الشوکۃ" (۸-۷) یعنی آٹھویں سورت اور ساتویں آیت۔

نوٹ مترجم: اردو ترجمہ میں حتی الامکان ہم نے سورتیں اور آیات ظاہر کرنے کے بجائے سورۃ کا نام اور آیت کا نمبر اور اس کی عبارت درج کر دی گئی ہے۔ (مترجم)

---

(۱) سنہ ۸۸۴ میں وفات پائی۔ حالات کے لئے الضوء اللامع ج اص ۱۵۲ ملاحظہ کریں۔



بسم الله الرحمن الرحيم ... صلى الله على محمد وعلى آله وسلم
حدثنا استاذنا الفقيه المقرئ ابو داود سليمن بن نجاح رضي الله عنه
قال قرأت على أبي عمرو عثمن بن سعيد بن عثمن المقرئ رضي الله عنه سنة
احدى واربعين واربع مائة فقلت رضي الله عنك
الحمد لله الذي اكرمنا بكتابه المنزل وشرفنا بنبيه المرسل احمده
على ما اولانا من مننه وخصنا به من جزيل نعمه حمدا يزلف عنده ويوجب
من بره وصلى الله على محمد نبي الرحمة ومبلغ الحكمة وعلى اهله وسلم
تسليما هذا كتاب اذكر فيه ان شاء الله ما سمعته من مشيختي
ورويته عن ايمتي من مرسوم خطوط مصاحف اهل الامصار المدينة
ومكة والكوفة والبصرة والشام وساير العراق المصطلح عليه قديما
مختلفا فيه ومتفقا عليه وما انتهى الي من ذلك وصح لدي منه عن
الامام مصحف عثمن بن عفان رحمه الله وعن ساير النسخ التي انتسخت
منه الموجه بها الى الكوفة والبصرة والشام واجعل جميع ذلك
ابوابا واصنفه فصولا واخليه من بسط العلل وشرح المعاني كي
يقرب حفظه ويخف متناوله على من التمس معرفته من طالبي القراءة
وكاتبي المصاحف وغيرهم ممن قد اهمل ذلك واضرب عن روايته
واكتفي فيه بذكر ما بلغنيه وقد رأيته وقد رأيت ان افتتح كتابي هذا
بذكر بعض ما تادى الي من الاخبار والسنن في شأن المصاحف وجمع
القرآن فيها اذ لا يستغنى عن ذكر ذلك فيه اولا وبالله عز وجل
استعينه وعلى [illegible] واياه اعتمد وهو حسبي ونعم الوكيل

باب في ذكر من جمع القرآن

في المصحف اولا ومن ادخله بين اللوحين ومن كتبه من الصحابة وعلى
كم من نسخة [illegible] ومن وجه به بكل نسخة والسبب في ذلك حد
ثنا ابو القاسم خلف بن ابرهيم بن محمد المقرئ قراءة مني عليهم قال نا

مثال الصفحة الأولى من النسخة رقم ٤٨

بالهمزة بعد **قال أبو عمرو** ○
وهذا لا يلزم من قال بالقول الأول لقول مخالفة به فيما يتفق فيه
حركة الهمزة واللام بالكسر نحو قوله لايلف قريش
ولاخوانهم وشبهه .. وفيما يختلف فيه نحو قوله لاقتلنك
ولالى الجحيم وشبهه ○ وذلك أنه يجب على قوله وما أصله
أن يجعل الكسرة أولا . والهمزة بعد ذلك فتوافق بذلك
مذهب الخليل ومن تابعه إذ الأول في ذلك هو حرف اللام
والثاني هو حرف الهمزة باتفاق ○ فإن قال بل أقود
أصلي ولا أزول عن مذهبي فاجعل الهمزة في ذلك أولا إذ هو
طرفها . واجعل الحركة بعد ذلك .. قيل له قد تركت قولك
وزلت عن مذهبك أن الملفوظ به أولا هو اللام . وأن الملفوظ
به آخرا هو الهمزة بجعلك الهمزة أولا ابتداء ثم الحركة
آخرا . فهذا بين وبالله التوفيق ○

تم الكتاب بحمد الله وحسن عونه وذلك في العشر الأوسط
من شهر جمادى الآخرة عام اثنين وعشرين وخمسمائة ○
وقوبل بالأم فصح بحمد الله وعونه في التاريخ فليس فيه من نقص
ولا خلل إلا ما أنعمه كاتبه على سبيل النسيان لا على سبيل العمد
يرحم الله كاتبه وقاريه ورحم من دعا لهما بالرحمة آمين آمين
وصلى الله على محمد نبيه وعلى آله وسلم

مثال الصفحة الأخيرة من النسخة رقم ٤٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ طبع ثانی

اس کتاب میں عرب (وغیر عرب) مسلمانوں کے پہلے ثقافتی کارنامہ سے متعلق بحث ہے۔ وہ کارنامہ ان کی اولین علمی کاوشیں تھیں جو کامیابی سے ہم کنار ہوئیں۔ یہ کاوشیں عربی زبان کے قواعد وضوابط کی تدوین کے سلسلے میں (کھجور کے) بیج کی پہلی گٹھلی (پہلا قدم) تھی اس کتاب میں ہمارے لئے املاء کے اصول اور نقطوں کی شکل اور بناوٹ کی سب سے اولین حالت محفوظ ہے۔ یہ کتاب ہمیں زندہ زبانوں کے احکامات اور ترقی و تکمیل کے راستے پر عربی زبان کے سفر کی ابتداء کی تاریخ سے روشناس کرتی ہے۔

اس قسم کی کتابوں کی نشر واشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ تاریخ ادب عربی کے مؤلفین نے اس قسم کے موضوعات پر لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔

کتاب اللہ کے حفاظ کرام اور قرآنی علوم کے ساتھ شغف رکھنے والے لوگ اس طرح کی کتاب کی اشاعت کے لئے سخت تشنگی محسوس کرتے ہیں کیونکہ یہ کتاب قرآن کریم کے رسم خط وعلم میں مشہورترین اور اہم ترین ماخذ ہے جس کی انہیں اشد ضرورت ہے۔

مستشرقین میں سے جس نے اس کتاب کی اہمیت کی طرف دھیان دیا وہ مشہور فرانسیسی مستشرق (البارون سلفستر دی ساسی متوفی ۱۸۳۸ء) ہے اس نے اس کتاب کے آخری حصے کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا اور اس ترجمے کو سنہ ۱۸۱۰ء میں شائع کیا۔

اس کے بعد جرمن جمعیت مستشرقین نے پروفیسر اتو برتزل کی نگرانی میں اس کتاب کو عربی متن کے ساتھ ۱۹۳۲ء میں شائع کیا۔

ماسوائے معدودے چند عربی خوان لوگوں کے لئے مستشرقین کی کتابوں کا حصول مشکل ہونے کے باعث مکتبہ دراسات اسلامیہ دمشق نے اس کتاب کی تحقیق اور مضامین کی فہرست مرتب کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ یوں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا۔

پہلا ایڈیشن ختم ہونے پر مؤسسہ دارالفکر للطباعة و التوزیع والنشر نے اس نیت سے اس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کا ذمہ اٹھایا تاکہ عربی پڑھنے والوں اور اس سے گہرا شغف رکھنے والوں کے لئے یہ قیمتی ماخذ دستیاب ہو۔ میں ادارے کا شکرگزار ہوں نیز آئندہ اس کتاب کی نشر واشاعت کے تمام حقوق ادارے کے نام کرتا ہوں۔

محمد احمد دھمان

دمشق ۱۴۰۲/۵/۷ھ

۱۹۸۲/۲/۲۰ء

مؤلف کے حالات

(ماخوذ از طبقات القراء للجزری)

تعارف:

عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی (۱) الاموی۔ ان کا مولیٰ القرطبی۔ جو اپنے عہد میں ابن صیرفی کے نام سے معروف ہوئے امام، علامہ، حافظ، استاد الاستاذین اور شیخ مشائخ المقرئین ا۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔

انہوں نے کہا کہ:

''میں نے ۳۸٦ھ میں پڑھنا شروع کیا اور ۳۹۷ھ میں مشرقی (ممالک) کی طرف روانہ ہوا۔ اس سال شوال میں مصر پہنچا۔ وہاں سال بھر ٹھہرا۔ فریضۂ حج ادا کیا اور پھر ذی قعدہ ۳۹۹ھ کو اندلس پہنچا۔ پھر ۴۰۳ھ میں سرحد کی طرف روانہ ہوا۔ سرقسطہ میں سات سال قیام کیا پھر قرطبہ واپس لوٹا''۔ اور بتایا کہ ''میں ۴۱۱ھ کو دانیہ آیا'' اس کے بعد مرتے دم تک یہیں کے ہو کر رہ گئے۔''

انہوں نے درج ذیل حضرات سے قراءت کا علم حاصل کیا:

(بحوالہ ت) خلف بن ابراہیم بن خاقان، (بحوالہ ت)...... ابوالحسن طاہر بن عبدالمنعم بن غلبون، (بحوالہ ت) عبدالعزیز بن جعفر بن خواستی الفارسی، (بحوالہ ت) ابوالفتح فارس بن احمد، ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا (بحوالہ ت) ابوالفرج محمد بن عبداللہ النجاذ (بحوالہ ج) اور اسکے ماموں محمد بن یوسف و (بحوالہ ج) عبیداللہ بن سلمہ بن حزم ان سے سارے قرآن کی قراءت کا علم حاصل کیا اور (بحوالہ ج) عبداللہ بن ابی عبدالرحمٰن المصاحفی۔

ابن مجاہد کی کتاب السبعة کی حسب

ذیل حضرات سے بطریق سماع روایت کی:

---

(۱) عمرو ابوعمرو الدانی (ت)

(۲) ''ت'' مخفف ہے کتاب التیسیر۔ اور ج جامع البیان از دانی کا۔

(بحوالہ ت) ابو مسلم محمد بن احمد الکاتب جنہوں نے صاحب کتاب سے سن کر روایت کی۔ اور الفاظ وکلمات کی روایت حسب ذیل حضرات سے کی۔ (بحوالہ ت) احمد بن عمر بن محفوظ (بحوالہ ج) محمد بن عبد الواحد البغدادی وحسن بن سلیمان انطا کی وحسن بن محمد بن ابراہیم البغدادی۔

انہوں نے ایک جماعت سے حدیث سنی اور علم حدیث، علم اسماء الرجال اور قراءت میں علم وعمل کے دونوں لحاظ سے فقہ، تفسیر اور تمام قسم کے علوم میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

ان سے حسب ذیل حضرات نے بطریق قراءت پڑھا:

ابو اسحاق ابراہیم بن علی الفیسولی (۱) مقیم سرحد اور اس کے اپنے بیٹے احمد بن عثمان بن سعید، حسین بن علی بن مبشر، خلف ابن ابراہیم طلیطلی، خاف بن محمد انصاری۔ ابوداؤد سلیمان بن نجاح، عبد الملک بن عبد القدوس (اس کے خیال کے مطابق) ابن عیسٰی، ابوبکر عمر ابن احمد الفصیح محمد بن ابراہیم بن الیاس معروف بہ ابن شعیب محمد بن احمد بن مسعود الدانی۔ محمد بن عیسٰی بن القرج المغامی۔ ابوبکر محمد بن المفرج محمد بن یحیٰی بن مزاحم اور ابوالزواد (۲) (اقبال الدولہ کا آزاد کردہ غلام) اور ابوالحسین یحیٰی بن ابراہیم بن ابی زید بن البیاز۔

ان سے حسب ذیل حضرات نے کتاب التیسیر کو بطریق سماع روایت کیا:

عبدالحق بن ابی مروان بن الثلجی الاندلسی اور ابوالقاسم شیخ ابن نمارہ.

حسب ذیل حضرات نے ان سے طریق اجازت روایت کی:

ابوعبداللہ احمد بن محمد بن عبداللہ الخولانی، اور احمد بن عبدالملک بن ابی جمرہ المرسی۔ اور یہ آخری شخص ہیں جنہوں نے ان سے مطلق روایت کی اور یہ صاحب ۵۳۰ھ کے بعد تک بقید حیات رہے۔

ابن بشکوال کا کہنا ہے کہ ان کا شمار علم قرآن، اس کی روایات، تفسیر، معانی۔ طرق اور علم اعراب کے اماموں میں ہوتا ہے انہوں نے اس علم میں بہت سی اچھی تالیفات کی ہیں۔ انہیں

---

(۱) الغسولی ق، القیسونی ک

(۲) وابوالرواد ک

علم حدیث، طرق حدیث، اسماء الرجال اور حدیث کے نقل کرنے والوں کے بارے میں پوری واقفیت حاصل تھی۔ وہ خوشخط تھے۔ صاحب حفظ وذکا اور ماہر فنون تھے۔ دیندار، فاضل، پرہیزگار اور سُنّی تھے۔

مغامی کا کہنا ہے کہ ابوعمرو الدانی مستجاب الدعا اور مالکی مسلک فقہ کے معتقد تھے۔

میں نے اپنے شیخ حافظ عبداللہ بن محمد بن خلیلؒ کی تحریر پڑھی ہے کہ بعض شیوخ کا کہنا ہے کہ نہ ان کے دور میں نہ ان کے بعد حفظ اور تحقیق میں ان کے پائے کا عالم ہوا ہے۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ ''میں نے جو چیز دیکھی وہ لکھ لی اور جو کچھ لکھا وہ زبانی یاد کیا۔ اور ایسا نہیں ہوا کہ جو کچھ میں نے یاد کیا وہ بھول گیا ہو۔'' جب ان سے احایث سلف کے اقوال سے متعلق کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اپنے اساتذہ کی تمام سندوں کو قول کے کہنے والے تک سب کچھ بیان کر دیتے تھے۔

میرا کہنا ہے کہ جو ان کی کتابوں پر نظر ڈالے گا۔ اسے اس شخص کے علمی مرتبے اور اس ضمن میں ان پر اللہ کی بخشش کا پتہ چل جائے گا۔ (فسبحان الفتاح العلیم) ان میں سے خاص طور پر ان کی کتاب جامع البیان جو انہوں نے قراءت سبعہ (سات قراءتوں) پر لکھی ہے، قابل ذکر ہے۔ مشہور و معروف کتاب التیسیر ان کی تصنیف ہے اس کے علاوہ ان کی تصنیفات میں ان کی مختصر منظوم کتاب ارجوزہ (۱) مجلد، کتاب ایجاد البیان فی قراءۃ ورش مجلد ہیں کتاب التلخیص فی قراءۃ ورش بھی ان کی ایک نفیس کتاب ہے، اس کے علاوہ ان کی کتابیں کتاب المقنع مجلد فی رسم المصحف کتاب المحکم فی النقط مجلد، کتاب المحتوی فی القراءات الشواذ مجلد۔ کتاب الارجوزہ فی اصول السنہ مجلد۔ کتاب طبقات القراء فی اربعۃ اسفار، ضخیم حجم، ان کی تصانیف ہیں۔

(خدا کرے کہ میں ساری کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ انشاء اللہ)

کتاب الوقف والابتداء۔ کتاب التمہید لاختلاف قراءۃ نافع مجلد۔ کتاب المفردات، ضخیم کتاب، کتاب الامالات (۲) مجلد، کتاب الرآآت لورش مجلد، کتاب الفتن

---

(۱) کتاب الارجوزہ۔ السنہ مجلد: لاک

(۲) الامالات: شاید درست (الملامات) ہے۔

والملاحم مجلد۔ کتاب مذاهب (۱) القراء فی الھمزتین مجلد، کتاب اختلافہم فی الیأت مجلد، کتاب الامالہ مجلد، کتاب شرح قصیدۃ الخاقانی فی التجوید مجلد۔ کتاب التحدید فی الاتقان والتجوید مجلد وغیرہ۔ ان میں اکثر کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور میرے پاس ہیں۔

ان کے اور ابو محمد بن حزم کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف شدید نفرت تھی۔ جو ہجو گوئی تک پہنچ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔

حافظ ابو عمرو ۴۴۴ھ میں شوال کے وسط میں پیر کے روز دانیہ میں انتقال کر گئے۔ اور اسی روز عصر کے بعد دفن کئے گئے۔ حاکم دانیہ نے ان کے جنازے کی قیادت کی اور لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ان کے جنازے کی مشایعت کی۔

(رحمۃ اللہ تعالیٰ) خدا ان پر اپنی رحمت کرے۔

---

(۱) و کتاب مذاہب۔ الامالہ مجلد: لاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی محمد و علی آلہ وسلم

ہمارے استاد فقیہ مغربی ابوداؤد سلیمان بن نجاح (۱) رضی اللہ عنہ نے روایت کیا انہوں نے بتایا کہ ''میں نے ابوعمرو عثمان المغربی رضی اللہ عنہ سے ۴۴۱ھ پڑھا۔ لہٰذا میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

اس خدا کے لئے حمد وثنا ہے جس نے اپنی کتاب نازل کر کے ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فرستادہ پیغمبر کے ذریعے ہمیں شرف بخشا۔ میں اس خدا کی اس بات پر حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں احسانات سے نوازا اور اپنی وافر نعمتوں کے لئے مخصوص کیا۔ ایسی حمد کہ جس سے اس کے ہاں قرب حاصل (۲) ہو اور اس کے مزید انعامات کا سبب بنے۔ نبی رحمت' دانائی وحکمت کے مبلغ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر اللہ کا درود وسلام ہو۔

میں انشاء اللہ اس کتاب میں قرآن کریم، کے ان نسخوں کے بارے میں اپنے شیوخ اور اساتذہ سے سنی ہوئی ان کی دیکھی ہوئی باتوں کا ذکر کروں گا جو نسخے اسلامی مراکز' مدینہ' مکہ' کوفہ' بصرہ' شام اور دور سابق کے عراق میں بھیجے گئے تھے ان باتوں میں اختلافی اور متفق علیہا سب باتوں کا ذکر ہوگا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو مصحف عثمانؓ (۳) سے متعلق مجھ تک پہنچی ہیں اور جو

---

(۱) یہ بزرگ مؤلف کتاب کے جلیل القدر اصحاب میں سے ہیں جن سے انہوں نے قرأت کا علم حاصل کیا یہ بڑی مدت تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ ان سے ان کی اکثر تصنیفات سنیں اور قراءت کے موضوع پر ان کی مؤلفات ان سے حاصل کیں۔ انہوں نے اس فن میں اتنی مہارت حاصل کی کہ انہیں شیخ القراء اور امام القراء کے لقب دیئے گئے۔ ابن بشکوال کا کہنا ہے کہ موصوف کا شمار فن قراءت اس کے طرق کے فن میں بڑے بڑے قاری، فضلاء اور بہترین علماء میں ہوتا تھا۔ موصوف بہترین قوت حفظ وضبط کے مالک تھے۔ ثقہ تھے اور دیندار تھے۔ ان کی متعدد تصنیفات ہیں۔

۴۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور اندلس شہر بلنسیہ میں ۴۹۶ھ میں وفات پا گئے۔

(بحوالہ غایۃ النہایۃ ج ا ص ۳۱۶، ۳۱۷)

(۲) نسخہ ب میں عقیدہ ہے۔

(۳) نسخہ نمبر ۴۸ میں رحمہ اللہ ہے۔

میرے نزدیک درست ثابت ہوئی ہیں۔ نیز ان عام نسخوں سے متعلق جو لکھوائے گئے اور کوفہ، بصرہ اور شام بھیجے گئے۔

میں ان ساری معلومات کی باب بندی اور فصل بندی کروں گا اور انہیں اسباب وعلل اور معانی کی تشریح کی طوالت سے خالی رکھوں گا تاکہ ان معلومات کو جلد یاد کیا جا سکے اور قرأت (۱) کے طلبہ، مصاحف کے لکھنے والوں اور دوسروں جو ان معلومات سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں ان کے لئے ان معلومات کا حصول آسان ہو بخلاف اس کے جس نے ان کی شرح (۲) کرنے میں سستی برتی اور ان معلومات کی روایت سے صرف نظر کیا اور اس سلسلے میں ایک زمانے تک صرف ظن وتخمین سے کام لیا اور اپنی سمجھ اور درایت پر اکتفا کیا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ میں اپنی کتاب کا آغاز مصاحف اور جمع قرآن کے ضمن میں مجھ تک پہنچنے والی احادیث اور سُنن سے کروں کیونکہ سب سے پہلے ان باتوں کا ذکر کئے بغیر چارہ نہیں میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کا خواستگار ہوں اور صلاح کار کے لئے اسی کی رہنمائی والہام پر اعتماد کرتا ہوں۔ وہی میرے لئے کفایت کرنے والا اور بہتر کارساز ہے۔

---

(۱) نسخہ نمبر ۴۸ میں القراءات ہے۔

(۲) ''شرح'' صرف نسخہ نمبر ۴۸ میں موجود ہے۔

باب:

سب سے پہلا صحیفہ/صحیفوں میں قرآن جمع کرنے کا بیان (۱)

قرآن کو لوحین (تختیوں) میں کس نے داخل کیا؟ صحابہؓ میں سے کس نے اسے لکھا؟ اسکے کتنے نسخے تیار کئے گئے؟ ہر نسخہ کہاں کہاں (۲) بھیجا گیا اور اسکا سبب کیا تھا؟

ہم سے ابوالقاسم خلف بن ابراہیم بن محمد المُقری نے بطریق قراءت حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد المکی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز زیاد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قاسم بن سلام نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے المطلب بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن اسماعیل الانصاری نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سدّی سے انہوں نے عبد خیر سے روایت کیا کہ سب سے پہلے جس نے قرآن کریم کو لوحین (۳) (دو تختیوں) کے درمیان جمع کیا وہ حضرت ابوبکرؓ (۴) ہیں۔ ہمیں ابوعثمان سعید بن عثمان النحوی نے بطریق قرأت روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے قاسم بن اصبغ نے روایت کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن الجہم السمری (۵) نے روایت کیا۔ انہوں نے عبید بن السباق سے انہوں نے زید بن ثابت سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ (۶) حضرت ابوبکرؓ (۷) کے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ کے دوران حفاظ قرآن تیزی سے شہید ہو گئے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں قرآن ضائع نہ ہو جائے۔ لہٰذا اسے لکھ لیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ہم ایسا کام کس طرح کریں جس کا رسول ﷺ نے ہمیں حکم نہیں دیا اور نہ اس سلسلے میں ہم سے کوئی عہد لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ کر گزریئے۔ بخدا یہی بہتر ہے حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر سے

---

(۱) المصحف نسخہ نمبر ۴۸، نمبر ۴۶ اور ب میں ہے۔ (۲) نسخہ نمبر ۴۸ میں وجہ بہ بکل ہے۔

(۳) نسخہ ب میں اللوحین ہے۔ (۴) نسخہ ب اور نمبر ۴۶ میں رضی اللہ عنہ ہے۔

(۵) نسخہ ۴۷ میں السامری اور نمبر ۴۶ میں الضمری ہے اور درست نام السّمری ہے جیسا کہ غایۃ النہایۃ ج ۲ ص ۱۱۳ پر ہے۔ (۶) نسخہ نمبر ۴۷ اور ۴۸ میں رحمہ اللہ ہے۔

(۷) نسخہ نمبر ۴۸ الصدیق کا اضافہ ہے۔

مسلسل کہتے رہے یہاں تک خدا نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا ہم خیال بنادیا (۱)۔

حضرت زیدؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے بلایا اور کہا کہ تم ایک جوان ہو اور رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی کی کتابت کرتے رہے ہو لہٰذا تم قرآن کو جمع کرو اور لکھ لو۔

حضرت زیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ وہ کام کیونکر کرسکتے ہیں جس کا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم نہیں دیا۔ اور اس سلسلے میں آپ سے کوئی عہد نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ مجھے مسلسل کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ہم خیال بنادیا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑ ہٹادینے کو کہتے تو وہ کام میرے لئے زیادہ آسان تھا بہ نسبت اس کام کے جو انہوں نے مجھے کرنے کو کہا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں کے سینوں یعنی حافظے سے ٹکڑوں، پسلی کی ہڈیوں اور چھالوں پر لکھے ہوئے قرآن کو تلاش کر کے (اکٹھا) کرنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک آیت نہ مل سکی جو میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا۔ وہ مجھے کسی اور سے نہ ملی تو وہ آیت مجھے انصار کے ایک شخص سے ملی آیت یہ تھی:

"مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عٰهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ" (احزاب: ۲۳)

تب میں نے اس آیت کو اس سورۃ میں درج کردیا۔ یہ صحیفے حضرت ابوبکرؓ کے پاس ان کی وفات تک رہے پھر یہ حضرت عمرؓ کے پاس رہے۔ ان کی وفات کے بعد یہ صحیفے حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔

صحیفوں کا مصحف میں اندراج

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔ مسلمان ان دنوں آرمینیا میں مصروف جہاد تھے۔ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عثمان سے کہا کہ میں نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی تلاوت میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کرتے دیکھا ہے۔ نوبت یہاں تک آئی کہ ایک شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ یہ فلاں

---

(۱) نسخہ نمبر ۴۷ اور ۴۸ میں مثل رائی ہے۔

کی قرأت (۱) ہے۔ راوی نے کہا اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کو پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کے صحیفے ہمارے پاس بھیج (۲) دیں تا کہ ہم انہیں مصاحف کی شکل میں لکھیں۔ پھر ہم یہ صحیفے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے یہ صحیفے حضرت عثمانؓ کو بھیج دیئے۔ راوی کا کہنا ہے حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر، ابن عباس اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ صحیفوں کو ایک مصحف میں لکھئے اور قریش کے کچھ لوگوں سے کہا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت میں (قرآن کی کسی آیت کے سلسلے میں) اختلاف پیدا ہو تو (اس آیت کو) قریش کی لغت (لہجے) میں لکھنا کیونکہ قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

حضرت زید نے کہا کہ ہم میں اختلاف بھی پیدا ہوتا رہا اور ہم سب کسی ایک بات پر متفق بھی ہو جاتے تھے۔ چنانچہ لفظ "تابوت" کی کتابت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حضرت زید نے اسے "التابوہ" کہا اور قریش کے لوگوں نے "التابوت" کہا۔ سب نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا اور انہوں نے بھی میری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ہم یہ معاملہ حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے تو انہوں نے کہا کہ "التابوت" لکھو کیونکہ قرآن کریم قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے حضرت زیدؓ نے کہا کہ مجھے وہ آیت یاد آ گئی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور وہ مجھے کسی سے دستیاب نہیں ہوئی تھی۔ تا آنکہ مجھے وہ آیت انصار کے ایک شخص خزیمہ بن ثابتؓ سے مل گئی۔ آیت یہ تھی:

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ"۔ (۹: ۱۲۸)

ابن شہابؒ نے کہا کہ حضرت انسؓ نے کہا کہ تب صحیفے حضرت حفصہؓ کو واپس کر دیئے گئے اور مصاحف میں سے اس کے سوا باقی کو تلف کر دیا گیا۔

خلف بن ابراہیم بن محمد بن خاقان مُقری نے بطریق قرأت ہم سے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوبکر احمد بن محمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے حدیث

(۱) نسخہ نمبر ۴۸ میں فلاں بن فلاں ہے۔
(۲) نسخہ ب میں اَن ارسلی درج ہے۔

بیان کی اور کہا کہ ہم سے قاسم بن سلاّم کے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے زہری سے اور انہوں نے عبید بن سباق سے روایت کیا کہ انہیں زید بن ثابت نے بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے یمامہ میں مسلمانوں کی شہادت کے موقع پر بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمرؓ ان کے پاس تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری اور حافظ کثرت سے شہید ہو گئے ہیں۔(۱)

مجھے ڈر ہے کہ اگر جنگ کے تمام محاذوں میں قاری اسی تیزی اور کثرت سے شہید ہو جاتے رہے تو یوں قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ میری رائے ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے بتایا کہ میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ کام بھلائی کا ہے۔ حضرت عمرؓ برابر مجھے کہتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی شرح صدر عطا کیا اور میں بھی حضرت عمرؓ کا ہم خیال ہو گیا۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھے کہا کہ تم جوان اور عاقل ہو۔ تم پر ہماری طرف سے کوئی تہمت نہیں ہے۔ تم نبی کریم ﷺ کے لئے وحی کی کتابت کرتے تھے۔ پس تم قرآن کی تلاش کرو اور اسے جمع کرو۔ اور مذکورہ بالا مضمون پر بات چل نکلی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ میں قرآن جمع کرنے کے لئے چل نکلا اور سب نے اسے مختلف ٹکڑوں، درختوں کی چھالوں، پتھر کی سلوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ مجھے سورۃ براءۃ کا آخری حصہ حضرت خزیمہ بن ثابت سے ملا جو ''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ'' سے لے کر آخر سورۃ تک ہے۔

عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے زہری سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس میں اختلاف کی بات کہی تو حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث کو بلا بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صحیفوں کو مصاحف میں لکھیں پھر قریش کے تین گروہوں سے کہا کہ جس (لفظ) پر تم میں اور زید میں اختلاف ہو تو

(۱) نسخہ نمبر ۴۸ میں بالقراء کی بجائے بقراء درج ہے۔

اسے قریش کی لغت میں لکھو کیونکہ قرآن اُن کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ روای نے کہا انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی جب انہوں نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھا تو حضرت عثمان نے تمام اطراف ملک میں ان مصاحف میں سے ایک ایک مصحف بھیجا جو ان حضرات نے تیار کیے تھے اس کے بعد حضرت عثمان نے ان مصاحف کے علاوہ باقی تمام صحیفوں کو تلف کرنے کا حکم دیا۔(۱)

ہم سے خلف بن احمد بن ہاشم نے بطریق قرأت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے زیاد(۲) بن عبدالرحمٰن نے روایت کیا اور کہا کہ پھر ہم سے محمد بن یحیٰی بن حمید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن یحیٰی بن سلام نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے دوست نے ...... سعید سے، انہوں نے قتادہ سے ...... روایت کیا کہ حذیفہ بن یمان نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ مجھے بتایئے کہ میں اس وقت کیا کروں جب (قرآن کے بارے میں) مجھ سے کہا جائے کہ یہ فلاں کی قرأت ہے اور یہ فلاں کی جیسے اہل کتاب نے کہا تھا۔ تاکہ میں اب وہی کروں۔ تو اس پر حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جس مصحف پر جمع کیا وہ زید والا مصحف تھا۔

ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد الفرائضی نے بطریق قرأت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن محمد بن احمد بن نصیر البغدادی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن الصقر بن ثوبان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن عبید بن حساب (۳) نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے اور انہوں نے بنو تمیم کے ایک شخص سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ انس بن مالک نے کہا ہے کہ یہ قرآن کی تعلیم دینے والوں میں اتنا اختلاف پیدا ہوا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑ پڑے یا نوبت قتال تک پہنچی۔ اس صورت حال کی اطلاع حضرت عثمانؓ کو ملی تو انہوں نے کہا کہ تم میرے ہوتے ہوئے قرآن پڑھنے میں اختلاف کرتے ہوئے غلط بیانی کرتے اور لحن کرتے ہو۔ اے

---

(۱) نسخہ ۱۴۰۶ھ۔ یحرق ہے اور نسخہ نمبر ۴۸ میں تحرق۔

(۲) نسخہ نمبر ۴۸ میں زید ہے۔

(۳) نسخہ نمبر ۴۸ میں خشاب اور نسخہ نمبر ۱۴۰۶ میں حباب ہے درست نام حساب بروزن کتاب ہے۔

اصحاب محمد ﷺ اکٹھے ہو جاؤ، لوگوں کے لئے قرآن کا ایک مصحف امام (اساسی نسخہ) لکھ کر تیار کرو جس پر وہ سب جمع ہوں۔ روای نے کہا کہ اس وقت لوگ مسجد میں تھے ان کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ جب انہیں کسی آیت کے بارے میں شبہ ہوتا تو کہتے کہ رسول اللہ نے یہ آیت فلاں بن فلاں صاحب کو پڑھائی تھی اور وہ شخص مدینہ سے میلوں کی مسافت پر ہوتا تھا۔ اسے مدینہ سے پیغام جاتا تو وہ آتا تو لوگ اس سے پوچھتے کہ رسول اللہ نے تمہیں فلاں فلاں آیت کیسے پڑھائی تھی؟ وہ جواب دیتا کہ اس اس طرح تو لوگ اس کے کہنے کے مطابق اس کو لکھ لیتے۔

ہم سے سلمون بن داؤد القروی نے بطریق قرأت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن محمد بن ابی رافع نے روایت کیا اور کہا ہم سے اسمٰعیل بن اسحاق نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے سلمان بن حرب نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ایوب نے ابوقلابہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس شخص نے روایت کیا جو ان کے ساتھ (قرآن) لکھتے تھے۔ حماد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ انس بن مالک القشیری تھے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں میں جب کسی آیت کے بارے میں اختلاف پیدا ہوتا تو وہ کہتے کہ رسول اللہ نے فلاں بن فلاں کو یہ آیت پڑھائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہو۔ تو اس کی طرف آدمی بھیجا جاتا اور اسے لایا جاتا اور اس سے پوچھا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں (یہ آیت) کیسے پڑھائی تھی تو وہ کہتا کہ ایسے ایسے اس پر اس کے کہنے کے مطابق آیت لکھی جاتی۔

ہم سے عبدالرحمٰن بن عثمان بن عفان القشیری الزاہد نے بطریق قرأت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قاسم بن اصبغ نے روایت کیا اور کہا کہ احمد بن زہیر بن حرب نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قتیبہ بن سعید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یحیٰی بن زکریا نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے مجالد نے عمار سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ صعصعہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا تو انہوں نے صحیفے ترتیب دیئے۔

ہم سے ابومحمد خلف بن احمد العبدی نے بطریق قرأت روایت کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبدالرحمٰن اللولوی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن یحیٰی بن حمید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ابوبکر صدیقؓ پہلے شخص

ہیں جنہوں نے جنگ یمامہ میں صحابہ کی شہادت کے بعد قرآن مصاحف میں جمع کیا اور حضرت عثمانؓ نے انہیں ایک مصحف میں جمع کیا۔

ہم سے خلف بن حمدان بن خاقان المالکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ بن زکریا نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یونس نے روایت کی اور کہا کہ ابن وھب نے کہا کہ میں نے مالک کو کہتے سنا کہ قرآن اس طریق پر جمع کیا گیا جس طرح لوگ رسول اللہ سے سنتے تھے۔

ہم سے خاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے شعبہ بن علقمہ بن مرثد سے انہوں نے ایک شخص سے اس نے سوید بن غفلہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ علیؓ نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنایا جاتا تو میں بھی یقیناً مصاحف کے معاملے میں وہی کچھ کرتا جو عثمانؓ نے کیا۔

ہم نے خلف بن حمدان سے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علیؓ نے، روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے قاسم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن مہدی نے شعبہ سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے مصعب بن سعد سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ جب حضرت عثمانؓ نے مصاحف کو تلف کر دیا اور لوگوں کو اس کا پتہ چل گیا تو انہیں یہ بات پسند آئی یا انہوں نے یہ کہا کہ کسی نے اس فعل کو معیوب نہیں سمجھا۔

پہلی بار مصحف میں جمع قرآن

ہم سے احمد بن ابراہیم بن فراس المکی نے بطریق اجازت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے میرے دادا نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن عُیینہ نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے ...... روایت کیا اور کہا کہ ہم نے مہاجرین سے پوچھا کہ تم نے لکھنا کہاں سے سیکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل حیرہ سے تو انہوں نے اہل حیرہ سے پوچھا کہ تم نے لکھنا کس سے سیکھا تو انہوں نے کہا کہ انبار سے۔

ابوعمرو نے کہا کہ بہت سے علماء نے کہا کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے مصحف لکھا تو

اس کے چار نسخے بنوائے۔ اور اطراف سے ہر طرف ان سب سے ایک نسخہ بھیجا ایک نسخہ کوفہ بھیجا اور دوسرا البصرہ، تیسرا نسخہ شام اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے سات نسخے بنوائے اور ان نسخوں میں ایک نسخہ مکہ، ایک یمن اور ایک نسخہ بحرین بھی بھیجا۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور ائمہ کا اسی پر اتفاق ہے۔

حضرت مالک سے پوچھا گیا کہ کیا قرآن کریم لوگوں کے ایجاد کردہ ہجوں کے مطابق لکھنا جائز ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں سوائے پہلی طرز کتابت کے لکھنا جائز نہیں ہے۔

ہم سے ابو محمد عبدالملک بن الحسن نے روایت کیا کہ عبدالعزیز بن علی نے انہیں روایت سنائی اور کہا کہ ہم سے مقدام بن تلید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عبدالحکم نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے اشہب نے کہا کہ حضرت مالک سے پوچھا گیا کہ جس کسی نے آج مصحف لکھا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے یعنی لوگوں کے ایجاد کردہ ہجوں کے مطابق قرآن کریم لکھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میری رائے میں یہ درست نہیں ہے۔ قرآن کو پہلے کاتبوں کے اسلوب پر لکھنا چاہیئے۔ ابوعمرو نے کہا کہ امت کے علماء میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں ہے۔

وباللہ التوفیق

مصاحف میں حروف کے حذف اور اثبات کا بیان

بطور اختصار الف کے حذف کا بیان

ہم سے احمد بن عمر بن محمد بن عمرو الجیزی نے بطریق قرأت حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد بن عبدالعزیز الامام نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسیٰ المدنی نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن مینا قالون نے نافع بن ابی نعیم القاری سے روایت بیان کی اور کہا کہ مصاحف میں درج ذیل مقامات پر الف لکھی ہوئی نہیں تھی۔

"ومايخدعون"(البقرہ: ۹) "واذوعدنا"(البقرة: ۵۱)، "ووعدنا موسی(۱)" (الاعراف: ۱۴۲)؛ "ووعدنکم" (طہٰ: ۸۰)؛

میں جہاں یہ کلمہ آیا ہے،

"فاخذتكم الصعقة" (البقرة: ۵۵)؛ "تشبہ علینا" (البقرۃ: ۷۰)؛

"به خطیئته"(البقرہ: ۸۱)

؛ "تظہرون" (البقرہ: ۸۵)؛ "اسری" (البقرہ: ۸۵)؛

"تفدوھم" (البقرہ: ۸۵)؛ "اوكلما عهدوا" (البقرہ: ۱۰۰)؛

"تصریف الريح" (البقرة: ۱۶۴)؛ طعام مسكين"(البقرة: ۱۸۴)؛

فیضعفه (البقر: ۲۴۵) "ویضعف"، اور "مضعفة"

جہاں جہاں آیا ہے۔

"ولولا دفع اللہ" (البقرة: ۲۵۱)

(الحج: ۴۰) میں جہاں کہیں آیا ہے) اور

"فرھن مقبوضة" (البقرة: ۲۸۳)

سورۂ آل عمران (۳)

"منھم تقه" (آل عمران: ۲۸) میں الف کو یاء سے لکھا گیا ہے۔ "فیکون

(۱) نسخہ ب میں الف ساقط ہے۔

طیرًا" (آل عمران : ۴۹)، (المائدہ : ۱۱۰) میں جہاں کہیں آیا ہے۔ "وقٰتلو وقتلوا" (آل عمران: ۱۹۵)

سورۃ النساء (۴)

سورۃ النساء آیت ۳ میں "ثلٰث وربٰع" "ذرية ضعفا" آیت ۹ میں، "کتٰب اللّٰہ علیکم" آیت ۲۴ میں، "والذین عقدت ایمٰنکم" آیت ۳۳ میں "حسنة یضٰعفها" آیت ۴۰ میں، او لٰمستم النساء "آیت ۴۳ میں اور اسی طرح سورہ المائدہ میں آیت ۵ تا ۶ میں یہی کلمات، "فلقٰتلوکم" النساء: ۹۰) "مُرٰغما کثیرا" (النساء: ۱۰۱) میں۔

سورۃ المائدہ (۵)

سورۃ المائدہ میں "سبل السلٰم" (آیت ۱۶) "فمابلّغت رسالته" آیت ۶۷، "بٰلغ الکعبة، طعام مسٰکین" (آیت ۹۵) "قیٰماللناس" (آیت ۹۷) "علیهم الاولیٰن" (آیت ۱۰۷) "فیکون طیرًا" (آیت ۱۱۰) "اکّٰلون للسحت" (آیت ۴۲)

سورۃ الانعام (۶)

سورۃ الانعام میں: "طیٰریطیر" (آیت ۳۸) ؛ "وذریٰتهم" (آیت ۸۷)؛ "اکبٰرمجریها" (آیت ۱۲۳)؛ "حیث یجعل رسالته" (آیت ۱۲۴) "دارالسلٰم" (آیت ۱۲۷)

سورۃ الاعراف (۷)

سورہ الاعراف میں "انماطیٰرهم" (آیت ۱۳۱)، "وبطل ماکانوا یعملون" (آیت ۳۹)، "علیهم الخبٰئث" (آیت ۱۵۷) "وکلمٰته" (آیت ۱۵۸) جہاں آیا ہے "خطیٰئتکم" (آیت ۱۶۱)، اور "اذامسهم طٰیف" (آیت ۲۰۱)

سورۃ الانفال (۸)

سورۃ الانفال میں: "الحق بکلمٰته" (آیت ۷) "وتخونوا امٰنٰتکم" (آیت ۲۷)

سورۃ التوبہ (۹)

سورۃ التوبہ میں: اَن یعمروا مسٰجداللّٰہ (آیت ۱۷)، "خلٰف رسولِ اللّٰہ" (آیت ۸۱)

سورۂ یونس (۱۰)

سورۂ یونس میں:۔''کلمت ربک'' آیت (۳۳)

سورۂ ھود (۱۱)

سورۂ ھود میں ہے:۔ وبطل ماکانوا یعملون'' (آیت ۱۶)،''یضٰعف لھم'' (آیت ۲۰)،''قالو اسلٰماقال سلٰم'' (آیت ۲۹)وسورۂ الذاریت آیت ۲۵) میں جہاں آیا ہے۔

سورۂ یوسف (۱۲)

سورۂ یوسف میں:۔''آیٰت للسائلین'' (آیت ۷)،''فی غیبٰت'' (آیت ۱۰اور ۱۵) یہاں دوجگہ الف محذوف ہے۔

سورۃ الرعد (۱۳)

سورۂ الرعد میں:۔''و سیعلم الکفّٰر'' آیت (۴۲)

سورۂ ابراہیم (۱۴)

سورۂ ابراہیم میں:۔''به الریٰح'' (آیت ۱۸)

سورۂ بنی اسرائیل (۱۷)

سورۂ بنی اسرائیل میں:۔''طٰیرہ فی عُنقه'' (آیت ۱۳)

سورۃ الکھف (۱۸)

سورۂ الکھف میں:۔''تزٰ و رعن کھفھم'' (آیت ۱۷)،''لکلمٰته ولن'' (آیت ۲۷)،'' نفسازکیۃً'' (آیت ۷۴)،''لتخذت علیه'' (آیت ۷۷)،''تذروہ الریٰح'' (آیت ۴۵)،''لکلمٰت زبیَ'' (آیت ۱۰۹)

سورۂ مریم (۱۹)

سورۂ مریم میں:۔''تسقط علیک''۔ (آیت ۲۵)

سورۂ طٰہٰ (۲۰)

سورۂ طٰہٰ میں:۔ ''الارض مھدا '' (آیت ۵۳)، (سورۃ الزخرف (۴۳) آیت ۱۰)
اور (سورۂ النباء ۷۸ آیت ۶) اور'' وو عدنکم '' (سورۂ طٰہٰ ۲۰ آیت ۸۰)

سورۃ الانبیاء (۲۱)

سورۂ الانبیاء میں :۔ ''فجعلھم جذٰ ذا '' (آیت ۵۸)، ''تعمل الخبٰیث ''
(آیت ۷۴)، ''کانوا یسٰرعون '' (آیت ۹۰)، ''وحرٰم علی قریۃ '' (آیت ۹۵)۔

سورۃ الحج (۲۲)

سورۂ الحج میں:۔ ''ان اللّٰہ یدٰفع '' (آیت ۳۸)، ''ولولا دفٰع اللہ '' (آیت ۴۰)،
''للذین یقٰتلون '' (آیت ۳۹)، ''معٰجزین '' (آیت ۵۱)۔

سورۃ المومنون (۲۳)

سورۂ المومنون میں:۔ ''لامنٰتھم '' (آیت ۸)، ''المضغۃ عظٰمافسکونا العظٰم ''
(آیت ۱۴)، ''سٰمرًا تھجرون '' (آیت ۶۷)۔

سورۃ النور (۲۴)

سورۂ النور میں:۔ '' یخرج من خللہ '' (آیت ۴۳)۔

سورۃ الفرقان (۲۵)

سورۂ الفرقان میں:۔ ''ارسل الریٰح '' (آیت ۴۸)، ''فیھاسٰرجا '' (آیت ۶۱)،
''ازواجنا وذرّیٰتنا '' (آیت ۷۴)۔

سورۃ النمل (۲۷)

سورۂ النمل میں:۔ ''ء ایٰتنا مبصرۃ '' (آیت ۱۳)، ''قال طٰئرکم عنداللّٰہ ''
(آیت ۴۷)، '' بل اذٰرک علمھم '' (آیت ۶۶)۔

سورۃ القصص (۲۸)

سورۂ القصص میں:۔ ''فٰرغاان کادت '' (آیت ۱۰)، ''قالواسٰحرٰن تظھٰرا

وقالوا''(آیت۴۸)۔

سورۃ العنکبوت (۲۹)

سورۂ العنکبوت میں:۔''ءایٰت من ربہ''(آیت۵۰)۔

سورۂ لقمان (۳۱)

سورۂ لقمان میں:''وفصٰلہ''(آیت۱۴)،''ولاتصٰعر''(آیت۱۸)

سورۃ الاحزاب (۳۳)

سورۂ الاحزاب میں:۔''تظٰھرون منھن''(آیت۴)

سورۃ المجادلہ (۵۸)

اسی طرح سورۂ المجادلہ میں آیت ۲ اور ۳ میں جہاں دو لفظوں میں حذف آیا ہے۔

اور اسطرح''یضٰعف لہا''(سورہ الاحزاب آیت ۳۰)، جہاں حذف واقع ہوا ہے۔

سورۂ سبا (۳۴)

سورۂ سباء میں:''فی مسٰکنھم''(آیت۱۵)،''وھل یجٰزی''(آیت۱۷)، ''ربنا بٰعد''(آیت۱۹)۔

سورۂ فاطر (۳۵)

سورۂ فاطر میں:۔''علی بینٰت منہ''(آیت۴۰)۔

سورۂ یٰسٓ (۳۶)

سورۂ یٰسٓ میں:۔''فٰکھون''(آیت۵۵) جہاں حذف آیا ہے۔''حملنا ذریتھم'' (آیت۴۱)،''بقٰدر علیٰ ان''(آیت۸۱)

سورۃ الصافات (۳۷)

سورۂ والصافات میں:''فھم علی اٰثرھم''(آیت۷۰)

سورۃ الزمر (۳۹)

سورۃ الزمر میں:۔ ''من هو كذب'' (آیت ۳)

سورۃ غافر (۴۰)

سورۃ غافر میں:۔ ''كلمت ربك'' (آیت ۶)

سورۃ فصلت (۴۱)

سورۃ فصلت میں:۔ ''وماتخرج من ثمرٰت'' (آیت ۴۷)

سورۃ حم عسق (۴۲)

سورۃ حم عسق میں: ''ويحق الحق بكلمته'' (آیت ۲۴) اور ''ان يشأيسكن الريح'' (آیت ۳۳)۔

سورۃ الزخرف (۴۳)

سورۃ الزخرف میں:۔ ''عليه اسورة'' (آیت ۵۳)، ''وقل سلم'' (آیت ۸۹)

سورۃ الاحقاف (۴۶)

سورۃ الاحقاف میں: ''او اثرة من علم'' (آیت ۴)، اور ''بقدر على'' (آیت ۳۳)

سورۃ القتال (۴۷)

سورۃ القتال میں:۔ ''والذين قتلوا'' (آیت ۴)

سورۃ الفتح (۴۸)

سورۃ الفتح میں:۔ ''بماعهدعليه الله'' (آیت ۱۰)

سورۃ الذاریات (۵۱)

سورۃ الذاریات میں: ''فقالو اسلمافقال سلم'' (آیت ۲۵)

سورۃ الطّور (۵۲)

سورۃ الطور میں:۔ ''واتبعتهم ذريتهم بهم ذريتهم'' (آیت ۲۱)

سورۃ التحریم (٦٦)

سورۃ التحریم میں: ''وان تظٰھرا علیہ'' (آیت۴)، ''بکلمٰت ربھا و کتبہ'' (آیت۱۲)

سورۃ ن والقلم (٦٨)

سورۃ ن والقلم میں: ''لولاان تدٰرکہ'' (آیت۴۹)

سورۃ المعارج (٧٠)

سورۃ المعارج میں: ''برب المشٰرق والمغٰرب'' (آیت۴۰)

سورۃ نوح (٧١)

سورۃ نوح میں: ''مماخطیٰئتھم'' (آیت۲۵)

سورۃ الانسان (الدھر) (٧٦)

سورۃ الانسان میں: ''علیھم ثیٰب سندس'' (آیت۲۱)

سورۃ النبأ (٧٨)

سورۃ النبأ میں: ''لغوا ولا کذٰبا'' (آیت۳۵)

ابوعمرو نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عیسیٰ عن عیسیٰ عن قالون عن نافع سے روایت کردہ سب آیات یہی ہیں جہاں لکھنے میں الف حذف کیا گیا ہے۔

ہم سے ابوالحسن بن غلبون نے بطریق قرأت حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے میرے والد نے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے حدیث بیان کی اور کہا کہ ہم سے اسماعیل بن اسحاق القاضی نے قالون سے انہوں نے نافع سے ان الفاظ (میں الف کے محذوف الرسم ہونے کے بارے میں) کے عام ہونے کے بارے میں حدیث بیان کی اور اس پر درج ذیل اضافہ کیا: سورۃ الکہف میں ''فلا تصٰحبنی'' (آیت:٧٦)، سورۃ الحج میں ''سکٰری وماھم بسکٰری'' (آیت۲)، سورۃ حمٓ عسق میں '' کبٰیر الاثم'' (آیت ۳۷) اور اسی طرح سورۃ النجم کی آیت ۳۲)، سورۃ واقعہ میں ''بموٰقع النجوم'' (آیت :۷۵)، سورۃ المطففین میں ''ختٰمہ مسک'' (آیت ۲۶)، سورۃ الفجر میں

"فادخلی فی عبدی" (آیت ۲۹)

ابوعمرو نے کہا کہ میں نے اہل عراق وغیرہ کے مصاحف میں مذکورہ الفاظ میں عام رسم کتابت اسی طرح دیکھی جیسی ہم نے اہل مدینہ کے مصاحف کے متعلق روایت کی۔

ہم سے خلف بن ابراہیم بن محمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابوعبید القاسم بن سلام نے روایت کی اور کہا کہ میں مصحف عثمان بن عفان کے مصحف امام کو دیکھا جو بعض امراء کے محافظ خانوں سے نکال کر مجھے دکھایا گیا۔ میں نے اس میں خون کے دھبے دیکھے۔ سورہ البقرہ میں "خطیکم" (آیت ۵۸) ایک جگہ الف حذف ہے اور سورہ الاعرف میں "خنیعٹتکم" (آیت ۱۶۱) دوجگہوں میں الف حذف ہے ابوعمرو نے کہا کہ اسی طرح سورہ نوح کی (آیت ۲۵) میں تمام مصاحف میں دوجگہ الف حذف ہے۔ "و میکٰیل" (۹۸:۲) بغیر الف ہے۔ سورہ یوسف میں حٰش للّٰہ (آیت ۳۱، ۵۱) سورہ رعد میں، وسیعلم الکفر" (آیت ۴۲) اور سورۃ طٰہٰ "ان ھٰذٰن" (آیت ۶۳)۔

انہوں نے کہا میں نے مصحف امام میں اسی طرح تثنیہ مرفوع کے تمام صیغے بغیر الف دیکھے۔

سورۂ المومنون میں "ام تسئلھم خرجا" (آیت ۷۲)، اور اسی سورت میں (آیت ۸۵، ۸۷، ۸۹) "سیقولون للّٰہ للّٰہ للّٰہ"، سورہ الانسان (الدھر) میں "قواریرا" (آیت ۱۵) پہلی جگہ میں الف کے ساتھ اور دوسری جگہ (آیت ۱۶) میں الف کے ساتھ تھا لیکن وہ مٹ گیا تھا۔ میں نے وہاں اس کا نشان واضح طور پر دیکھا۔ البتہ "سلٰسلا" (آیت ۴) میں الف بوسیدہ ہو چکا تھا۔

خاقانی نے ہم سے روایت کی اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے حدیث روایت کی اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حجاج نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عاصم الجحدری نے روایت کیا اور کہا کہ مصحف عثمان کے اس نسخے مصحف امام میں جو انہوں نے لوگوں کے لئے لکھا تھا۔ ہر جگہ "للّٰہ للّٰہ" لکھا ہے یعنی سورہ المومنون میں آیت "سیقولون للّٰہ" عاصم نے کہا کہ نصر بن عاصم اللیثی پہلا شخص

تھا جس نے ان دو الفوں کا اضافہ کیا، ابوعبید نے کہا کہ پھر میں نے مصحف امام یعنی اسی نسخے میں غور سے دیکھا تو میں نے اسے جحدری کی روایت کے مطابق پایا۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں نے ثغر (سرحد) والے قدیم نسخے میں یہ لفظ دیکھا جو نسخہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے پہلے وہاں بھیجا گیا تھا۔ اور اسی طرح مصحف مدینہ اور مصاحف کوفہ سب میں یہ لفظ اسی طرح ہے۔ میرا خیال ہے کہ شام کے مصاحف میں ایسا ہی ہے۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن قطن نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے سلیمان بن خلاد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یزیدی نے روایت کیا اور کہا اہل مدینہ و مکہ کے مصاحف میں " وسیعلم الکفٰر" (سورۃ الرعد آیت ۴۲) میں ایک الف حذف ہے۔

فصل:

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کے لکھنے والے کاتبوں نے یائے ندا کے بعد کے تنبیہ کے بعد بھی بطور اختصار الف کو حذف کرنے پر اتفاق کیا (۱) اس کی مثال قول خداوندی:

(یایھاالناس)، (یارض)، (یاولی الالبب)، یاخت ھرون' یادم' ینوح' یلوط' یھود' یشعیب' (یصلح)، (یھرون)، (یمریم)، (یفرعون)، (یھمن)، (یملک)، (یاسفی)، (یویلتی)، (ویحسرتی)، (یربنی(ینبی)، (یقوم)، (ھانتم)، (ھولاء)، (ھذا)، (ھذہ)، (ھذن)، (ھتین)، اور (ھکذا) اور جہاں کہیں بھی اس طرح آیا ہے...... یا اور ھا کے بعد لکھنے میں الف اس لئے ہے کہ اس پر ہمزہ ہے اور (۲) یہ ہمزہ شروع میں ہے۔

انہوں نے اسی طرح درج ذیل مقامات پر الف حذف کرنے پر اتفاق کیا: قول خداوندی ہے:

"الرحمن" جہاں کہیں آیا۔ "ذلک"، "ذلکم"، "ذلکن"، اولئک"، "اولئکم"، لکن، "لکنہ"، لکنی"، "لکنکم"، ولکن لا"، نیز اس طرح کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے۔

لام کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے درج ذیل مقامات پر قول خداوندی میں لام کے بعد الف حذف کیا:

"الملئکۃ"، "وملئکۃ"، "ملئکتہ" "السلم"، "سلم"، "اللہ"، "الھکم"، "سلما"

نیز اس قسم کے دوسرے الفاظ انہوں نے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے درج ذیل اقوال میں

(۱) نسخہ نمبر ۴۶ اور ب اور ۴۷ میں اسی طرح 'اجمع اور نسخہ ۴۸ میں 'اجتمعوا کتاب' ہے۔

(۲) نسخہ نمبر ۴۶ میں 'نص' کی بجائے 'من' ہے۔

بھی الف کو حذف کیا۔

"سُبحٰن"، "سبحٰنه"، "سبحٰنک" جہاں بھی آیا ہے سوائے ایک جگہ کے اور وہ ہے سورۂ اسراء میں "قُل سبحان ربي" (آیت ۹۳) یہ اختلاف صرف مصاحف میں ہے۔

میں نے خود اسے اہل عراقِ قدیم کے مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔

تثنیہ مرفوع کا بغیر الف لکھنا

اسی طرح انہوں نے تثنیہ مرفوع کو بغیر الف لکھا ہے مثلاً

"وامرأتٰن"، "رجلٰن"، "سٰحرٰن (۱)"، "ومایعلّمٰن"، "یحکمٰن"، "یقتتلٰن"، "اضلّٰنا"

وغیرہ یہ الف خواہ اسم ہو یا حرف تا آنکہ الف لفظ کے آخر میں واقع ہو اور یہ الف زائدہ ہوگا۔

ن کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے ن کے بعد اس الف کو حذف کیا جو ضمیر متکلم میں آتا ہے مثلاً

"انجینٰکم"، "آتینٰکم"، "اغوینٰکم"، "مکنّٰهم"، "اٰتینٰه"، "عَلّمنٰه"، "اٰتینٰک"، "ارسلنٰک"، "اٰتینٰها"، "فرشنٰها"، "ففهمنٰها"، "انشأنٰهن"، "فجعلنٰهن" وغیرہ

لام کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے لام کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً:

"بغلٰم"، "غلٰما"، "غلٰمین"، "خلٰئف"، "ء الٰف"، "السلٰسل"، "البلٰغ"، "بلٰغا"، "الخلّٰق" اور اسی طرح "الضلٰل" "فی ظلٰل"، "الضلٰلة"، "الکلٰلة"، "ولاحلٰل"، "من خلٰله"، "خلٰله"، "ظلٰلها"، "ظلٰلهم"، "حلٰل"، "اغلٰلا"، "الاغلٰل"، "من سلٰلة" اور اس طرح کے دوسرے الفاظ جن میں دو لام آئے ہیں۔

---

(۱) سورۃ القصص آیت ۴۸ نافع ابن کثیر، ابوعمرو اور ابن عامر کی قرأت میں ہے۔

عین کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے 'ع' کے بعد الف حذف کیا ہے مثلاً قول خداوندی: "تعلی اللّٰہ" اور "فتعلی اللّٰہ" جہاں کہیں آیا ہے۔

ب کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے ب کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً قول خداوندی: "تبرٰک" جہاں آیا ہے۔ اسی طرح "برٰکنا"، "مبرٰکا"، "مبرکۃ"، "المبرٰکۃ" میں الف حذف کیا گیا ہے۔

'یا' کے بعد حذف الف

اسی طرح انہوں نے قول خداوندی: "القیٰمۃ" میں سارے قرآن میں جہاں آیا ہے الف حذف کیا ہے۔

'طا' کے بعد حذف الف

اور اسی طرح 'طاء' کے بعد انہوں نے 'الف' حذف کیا ہے مثلاً "الشیطٰن" اور "من سلطٰن" جہاں یہ الفاظ آئے ہیں۔

'س' کے بعد حذف الف

اس طرح انہوں نے 'سین' کے بعد الف کو حذف کیا مثلاً قول خداوندی:
"المسٰجد"، مسٰجد' جہاں کہیں بھی یہ الفاظ آئے ہیں اسی طرح انہوں نے درج ذیل الفاظ میں 'س' کے بعد الف کو حذف کیا ہے۔
"المسٰکین"، "مسٰکین"، "مسٰکنھم" جہاں کہیں آئے ہیں۔

لام کے بعد الف کا حذف

اسی طرح انہوں نے لام کے بعد الف کو درج ذیل مقامات پر حذف کیا ہے:
"اللعنون"، "من اللعبین"، "اللٰت"، "ملقوا"، "ملقوہ" "فملقیہ"، "یلقوا" جہاں کہیں آئے ہیں۔ نیز "الّتی" جہاں آیا ہے۔ اسی طرح "ثلثۃ"، "ثلث"،

"ثلٰثین" میں جہاں یہ الفاظ آئے ہیں، الف حذف کیا ہے اسی طرح انہوں نے الف کو میم کے بعد حذف کیا ہے مثلاً۔

اللہ کے قول "ثمٰنیة"، "ثمٰنی حجج". اور ثمٰنین" جہاں کہیں آیا ہے۔

حاء کے بعد حذف الف

انہوں نے اسی طرح 'حا' کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً قول خداوندی: "اصحٰب النار"، "اصحٰب الجنّة" اور "اصحٰب مدین" وغیرہ میں۔

صاد، تاء، ھا، اور لام کے بعد حذف الف

اور اسی طرح انہوں نے ضاد اور تاء کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً

قول خداوندی: "النصٰرٰی"، "نصٰری"، "الیتٰمی"، "یتٰمی" سارے قرآن میں جہاں کہیں آیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے ھاء کے بعد الف کو حذف کیا ہے۔ مثلاً قول خداوندی ہے۔ "الانھٰر" اور "انھٰر" جہاں کہیں آیا ہے اسی طرح انہوں نے لام کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً قول خداوندی "الئٰن جئت بالحق"، "فالئٰن بٰشروھنّ"، "الئٰن خفف اللّٰہ عنکم" اسی طرح دوسرے مقامات پر سوائے ایک مقام کے جہاں انہوں نے الف کو لکھا ہے اور وہ سورۂ الجن کی آیت: فمن یستمع الاٰن، (آیت ۹) ہے۔

واو کے بعد حذف الف

اسی طرح انہوں نے واو کے بعد الف کو حذف کیا ہے مثلاً قول خداوندی۔ "السمٰوٰت" اور "سمٰوٰت" سارے قرآن میں سوائے ایک موقع کے جہاں سورۃ فصّلت میں "سبع سمٰوات" (آیت ۱۲) میں 'واؤ' کے بعد الف لکھا ہوا ہے۔ البتہ 'م' کے بعد الف کا حذف تو بغیر کسی اختلاف کے ہر جگہ ہے۔

فصل

راء کے بعد الف کا حذف

ابوعمرو نے کہا کہ اسی طرح راء کے بعد الف کو تین مقامات پر حذف کیا گیا مثلاً قول خداوندی "تُرابا" میں اور ان مقامات کے علاوہ دوسرے مقامات پر لکھا گیا ہے۔ حذف کا پہلا مقام سورۃ الرعد کی آیت ۱۱۵ "أءِ ذا کنا ترٰبًا" ہے اور تیسرا مقام سورۃ عمّ یتساء لون میں آیت ۴۰ "یٰلیتنی کنت ترٰبا" ہے۔

ہمزہ کے بعد الف کا حذف

اسی طرح ہمزہ کے بعد الف کو قول خداوندی:

'قرءٰنا' میں حذف کیا گیا ہے مثلاً سورۃ یوسف میں دو مقامات پر پہلا مقام آیت ۲ میں "انا انزلنٰہ قرءٰنا عربیا" میں اور دوسرا مقام آیت ۳ میں "انّا جعلنٰہ قرءٰنا عربیا" ہے۔ میں نے اہل عراق کے مصحف اور دوسرے مصاحف میں ان دونوں مقامات پر اس لفظ کو الف کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔ اسی طرح 'عین' کے بعد الف کو سورۃ الانفال آیت ۴۲ میں اللہ کے اس قول "فی المیعٰد" میں بطور خاص حذف کیا گیا ہے دوسرے تمام مقامات پر الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

ان مقامات کے بارے میں مجھے خلف بن ابراہیم نے بتایا ہے اور انہوں نے مجھے ابوبکر محمد بن عبداللہ الاصبہانی سے انہوں نے اپنے شیوخ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی اجازت دی ہے۔

فصل

ءایاتنا کا الف

ابوعمرو نے کہا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں ''ء ایاتنا'' کا ذکر آیا ہے وہاں یہ لفظ بغیر الف کے لکھا گیا ہے(۱) سوائے دو مقامات کے جہاں اسے الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اور یہ دو مقام سورۂ یونس آیت ۲۱ 'مکر فی ء ا یاتنا'' اور آیت ۱۵ ''ءایاتنا بیّنٰت'' ہیں۔

الکتاب اور کتاب کا الف

پورے قرآن کریم میں جہاں کہیں الکتاب اور کتاب آیا ہے وہ بغیر الف لکھا گیا ہے سوائے چار مقامات کے، پہلا مقام سورۃ الرعد آیت ۳۸ ''لکل اجل کتاب'' دوسرا سورۃ الحجر آیت ۴ ''الاّ ولھا کتاب معلوم' تیسرا سورۃ الکہف آیت ۲۷ ''من کتاب ربک' اور چوتھا مقام سورۂ النمل آیت ۱ ''تلک آیات القرآن و کتاب مبین'' ان مقامات پر الف لکھا گیا ہے۔

ایّھا کا الف

پورے قرآن کریم میں سوائے تین مقامات کے ''ایھا'' الف سے لکھا گیا ہے جن تین مقامات پر الف کو حذف کیا گیا وہ یہ ہیں:۔ پہلا سورۂ نور آیت ۳۱ 'ایه لمؤ منون' دوسرا سورۂ الزخرف آیت ۴۹ 'یایه السٰحر' اور تیسرا مقام سورۂ الرحمٰن آیت ۳۱ 'ایه لثقلن' ہے۔

ساحر کا الف

سارے قرآن میں سوائے ایک مقام کے ''ساحر'' بغیر الف سے لکھا گیا ہے جہاں الف کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ سورۂ الذاریات آیت ۵۲ میں ''الاّ قالو ساحر'' ہے۔

ہم سے احمد بن عمرو نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عیسیٰ نے نافع سے روایت کیا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ 'ساحر' آیا ہے وہاں 'ح' سے پہلے الف لکھا ہوا ہے۔ (۲)

---

(۱) نسخہ ۴۷ میں رسمتا ہے۔ (۲) نسخہ ۴۶، ۴۸ اور ب اور ۴۷ میں الکتاب ہے۔

سحار کا الف

اسی طرح سورہ الشعراء آیت ۳۷ میں ''بکل سحار'' میں الف لکھا گیا ہے قرآن میں اس مقام کے سوا اور کہیں یہ نہیں ہے۔

ہم سے احمد بن عمرو نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن منیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع سے روایت کیا کہ سورۂ الشعراء کی آیت ''بکل سحّار'' میں 'ح' کے بعد الف لکھا ہوا (ا) ہے۔ ہم سے فارس بن احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن طالب نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے اسمٰعیل بن شعیب نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عیسی بن سلمویہ نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن یعقوب نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے العباس بن الفضل نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے قتیبہ بن مہران نے روایت کیا اور کہا کہ الکسائی نے کہا کہ لفظ 'سحار' صرف سورۂ الشعرا میں الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

لیکہ کا الف

تمام مصاحف میں سورۂ الشعرآ کی آیت ۱۷۶، اور سورہ ص آیت ۱۳ میں ''اصحٰب لیکة'' میں لفظ 'لیکة' کو لام سے پہلے الف کے بغیر لکھا گیا ہے۔ اور سورہ الحجر آیت ۷۸ اور سورۃ ق آیت ۱۴ میں اسے الف اور لام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ سب نے مصحف امام میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے۔ اس فیصلے کے عام ہونے کی خبر خلف بن خاقان نے بھی محمد بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے اصحاب سے اور انہوں نے محمد بن عیسی سے دی ہے۔

---

(۱) ب میں صرف الکتاب ہے۔

فصل:

عجمی ناموں میں سے الف کا حذف

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کے کاتبوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم میں استعمال عجمی ناموں میں الف محذوف ہے مثلاً ابرٰھیم. اسمٰعیل، اسحٰق ھٰرون، عمرٰن، لقمٰن وغیرہ، اسی طرح انہوں نے سلیمٰن، صٰلح، ملٰک اور خٰلد میں بھی الف حذف کیا ہے حالانکہ یہ نام عجمی نہیں ہیں۔ لیکن اس کا استعمال اور رواج زیادہ ہو گیا ہے۔ البتہ عجمی ناموں میں سے جن کا استعمال نہیں ہوا تو ان میں انہوں نے الف کو باقی رکھا مثلاً طالوت، جالوت، یاجوج، وغیرہ۔ میں نے دیکھا کہ مصاحف میں ان چار ناموں میں اختلاف ہے اور یہ چار نام ھاروت، ماروت، ھامان اور قارون ہیں۔ بعض کو الف کے ساتھ لکھا گیا اور بعض کو بغیر الف۔ لیکن اکثر جگہ الف کے ساتھ لکھا گیا ہے ھجاء السنہ میں جسے الغازی بن قیس اندلسی نے اہل مدینہ سے روایت کیا ہے۔ 'ھٰروت' مٰروت' اور 'قٰرون' کو رسم خط میں بغیر الف کے لکھا گیا ہے نہ کہ ترجمہ میں۔ میں نے اہل عراق کے مصاحف میں 'ھٰمٰن' کو ھ کے بعد الف سے لکھا دیکھا ہے البتہ م کے بعد تمام مصاحف میں یہ نام بغیر الف کے ہے۔ البتہ 'داوٗد' کو الف کے ساتھ لکھنے میں تمام مصاحف میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ انہوں ں نے اس نام سے ایک 'واوٗ' کو حذف کیا لہٰذا اس میں سے 'الف' حذف نہیں کیا۔ اسی طرح الف ''اسرایل'' بھی اکثر مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا گیا ہے کیونکہ اس سے 'یا' کو حذف کیا گیا ہے جو ہمزہ کی ایک شکل ہے۔ میں نے مدینہ اور قدیم عراق کے بعض مصاحف میں اسے 'الف' کے بغیر لکھا دیکھا ہے اور بعض میں الف کے ساتھ۔ اور اکثر الف کے ساتھ ہی لکھا گیا۔

جمع سالم سے الف کا حذف

اور اسی طرح جمع مذکر سالم اور جمع مونث سالم میں کثیر الوقوع الف کو حذف کرنے پر انہوں نے اتفاق کیا ہے مثلاً جمع مذکر: العٰلمین، الصٰبرین، الصٰدقین، الفٰسقین، المنٰفقین، الکٰفرین، الشیٰطین، الظٰلمون، الخٰسرون، السٰحرون اور الکٰفرون،

اور جمع مونث سالم: المسلمٰت، المؤمنٰت، الطیبٰت، الخبیثٰت، الکلمٰت، فی ظلمٰت، الظلمٰت، بکلمٰت، المتصدقٰت، ثیبٰت، بینٰت، الغرفٰت اور اس طرح کے دوسرے صیغے۔ اگر الف کے بعد ہمزہ آئے یا مضعّف حرف آئے مثلاً السائلین، القائمین، الخائنین، الصائمین، الضالین، العادّین، اور حافّین وغیرہ آئے تو الف لکھا جائے گا کیونکہ میں اہل مدینہ اور اہل عراق قدیم (۱) کے مصاحف میں تلاش کیا۔ میں نے پایا کہ بہت سے ایسے مقامات پر جہاں الف کے بعد ہمزہ آئے وہاں الف کو حذف کیا گیا ہے۔ میں نے زیادہ تر جمع مونث میں نقل کے باعث حذف پایا ہے اور جمع مذکر میں زیادہ تر الف کو لکھا گیا ہے۔

(۱) ''اہل العراق القدیمۃ'' ومحذوف منہا: اہل المدینہ۔

فصل

جمع مونث سالم میں جہاں دو الف جمع ہوئے ہیں

جمع مونث سالم میں جہاں دو الف اکٹھے آئے ہیں، اکثر مصاحف میں دونوں الف کو حذف کیا گیا ہے خواہ الف کے بعد مضعف حرف آئے یا ہمزہ مثلاً

الصٰلحٰت، الحٰفظٰت، الصٰدقات، النٰزعٰت، والصٰفٰت صفا، والنفٰثٰت، الغٰدیٰت، السٰبقٰت، الطٰئمٰت، غیٰبٰت، المنٰفقٰت، تٰبٰت اور سٰئحٰت (۱) وغیرہ۔

میں نے اہل عراق کے اصل مصاحف میں بڑے غور سے دیکھا ہے نص کی عدم موجودگی کی صورت میں میرا خیال نہیں کہ یہ مصاحف 'الف' کے حذف کے معاملے میں مختلف ہوں۔

محمد بن عیسیٰ الاصبہانی نے اپنی کتاب "فی ھجاء المصاحف" میں کہا ہے کہ سورۂ والذاریات آیت ۵۳ اور سورۂ طور آیت ۳۲: "قوم طاغون" سورۂ الفرقان آیت ۶۸ میں "یلق اثاما" سورۂ عسق (۲) آیت ۲۲ میں "فی روضات الجنات" اور سورۂ النباء آیت ۳۵ میں "ولا کذابا" چھ مقامات پر کلمات کو الف کے ساتھ لکھا ہوا پایا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ میں نے اہل عراق کے مصاحف میں اسی طرح دیکھا ہے ان میں سے بعض مصاحف میں سورۂ البقرہ کی آیت ۲۸۲ میں "کاتب بالعدل"، "ولایاب کاتب" ولایضار کاتب" اور آیت ۲۸۳ میں "ولم تجدوا کاتبا" چار مقامات پر الف لکھا ہوا ہے۔ اس سورۃ الانفطار آیت ۱۱ میں "کراماً کاتبین" میں 'الف' لکھا ہوا۔

میں نے بعض مصاحف میں اسے بغیر الف کے دیکھا ہے۔ الغازی نے اپنی کتاب میں سورۃ البقرہ میں "کاتب" کو الف سے لکھا بتایا ہے۔ اور میرے نزدیک یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہ لفظ قرآن میں کم وارد ہوا ہے نیز اس لئے کہ اس کی قول خداوندی: "کتٰب" اور کتٰبا" سے مشابہت نہ ہو جائے۔

---

(۱) بعض نسخوں میں ان الفاظ کے آگے پیچھے ہونے اور بعض سے ساقط ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے

(۲) یہ سورۃ شوریٰ ہے ( ) نسخہ نمبر ۴۷ میں کلھن ہے۔

فصل

جہاں دو یا دو سے زیادہ الف جمع ہوں

ابوعمرو نے کہا کہ استفہام میں جہاں کہیں دو یا دو سے زیادہ الف ہوں تو کچھ مصاحف میں بغیر کسی اختلاف کے ایک الف لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ کیونکہ دو یا دو سے زیادہ ایک جیسی صورتوں کو اکٹھا لکھنا ناپسندیدہ ہے البتہ جہاں دو الف ہوں مثلاً

ءانذرتهم، ءا قررتم، ءاشفقتم، ءانتم اعلم، ءاذامتنا، أءِ له مع الله أُنزل عليه، اءُ لقى الذكر،

اور اسی جیسے دوسرے کلمات جہاں ہمزہ استفہام دوسری ہمزہ پر داخل ہو۔ اسی طرح ہر زبر والی ہمزہ جو الف پر داخل ہو خواہ یہ الف ہمزہ کا مبدل ہو یا زائدہ ہو مثلاً

امنوٗ، ء امن، ء ادم، ء اخر، ء ازر، ء امين، ء اسن، ء انفا

وغیرہ تو ان تمام صورتوں کو الف سے لکھا جائے گا اور میرے نزدیک یہ دوسرا الف ہے۔ البتہ جہاں استفہام میں تین الف ہوں مثلاً ء امنتم، سورہ الاعراف (آیت ۱۲۳)، اور سورۂ طٰہٰ (آیت ۷۱) اور الشعراء (آیت ۴۹) اور سورہ الزخرف آیت ۲۸ میں قول خداوندی: "ءالهتنا خير"، صرف یہاں جو الف لکھا ہوا ہے وہ ہمزہ استفہام ہے کیونکہ یہاں اس کی ضرورت ہے۔ یہ الفرا، ثعلب، ابن کیسان کا قول ہے الکسائی کا کہنا ہے کہ یہ الف اصلی ہے یہی کچھ اصحاب مصاحف نے کہا ہے اور میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے۔ اسی طرح سب مصاحف میں "ترا الجمعان" سورۂ الشعراء آیت ۱۱ اور "حتى اذا جانا" سورۂ الزخرف آیت ۳۸ میں ایک الف ہے اور دونوں جائز ہیں پہلا حرف الف ہو یا دوسرا۔ یہی بات میرے نزدیک زیادہ قرین قیاس ہے۔ اسی طرح انہوں نے سورۂ سبحان (بنی اسرائیل) کی آیت ۸۳ اور سورۂ فصلت آیت ۵۱ "ونا بجانبهٖ" میں ایک الف سے لکھا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ہمزہ ہو یا "ی" کی بدلی ہوئی شکل ہو۔ پہلی بات زیادہ معقول ہے۔

کتاب اللہ میں جہاں کہیں بھی "رأى" کا لفظ آیا ہے مثلاً "راكو كبا" "راايديهم"، "فلماراه"، "فلمارالقمر"، را الشمس" وغیرہ ہے چاہے یہ فعل کے

حرف لام کے بعد..... ساکن آئے یا متحرک، مصاحف میں ہر جگہ ایک الف کے ساتھ لکھا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ یہ ہمزہ حرف لام ہو، سوائے دو مقامات کے اور وہ یہ ہیں۔ سورۂ نجم آیت ۱۱ میں ''مارأی'' اور آیت ۱۸ میں '' لقدرأی من ءاٰیٰت ربہٖ'' اہل امصار کے مصاحف میں حرف لام والے الف کو بالاتفاق خاص ان دو مقامات پر ''یاء'' کے ساتھ رکھا ہے۔

اسی طرح انہوں نے ہمزہ کے بعد جو حرف لام ہے، 'یاء' تانیث لکھا ہے مثلاً سورۂ روم آیت ۱۰ میں اللہ کا یہ قول ''اساء وا السوأی'' میرے نزدیک یہ امالہ اور تقلیب کے قصد سے ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''یٰاٰدم'' جہاں کہیں آیا ہے تمام مصاحف میں ایک الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے میرے نزدیک یہ الف اصلی ہے نہ کہ کچھ اور اسی طرح انہوں نے ''ھٰؤلاء'' جہاں کہیں آیا ہے بغیر الف کے لکھا ہے اور اس میں لکھی ہوئی 'واؤ' میرے نزدیک ہمزہ ہے جس پر اتصال کی غرض سے اکتفا کیا گیا ہے۔

فصل

ابوعمرو نے کہا میں نے اہل مدینہ اور اہل عراق کے اکثر مصاحف میں دیکھا ہے کہ ان سب میں بالاتفاق مستقل ہمزہ کی شکل میں الف کو حذف کیا گیا ہے مثلاً اللہ کا قول ''لأملئنّ جهنم'' جہاں کہیں آیا ہے نیز تین مقامات پر: سورہ یونس آیت ۷ ''واطمئنوا بها'' سورۂ زمر آیت ۴۵ ''واشمئزت قلوب الذين'' اور سورۃ ق آیت ۳۰ میں ''هل امتلئتِ'' ان میں سے بعض میں الف لکھا ہوا دیکھا ہے لیکن یہ قیاس ہے۔ کتاب الغازی میں سورۂ نساء آیت ۱۰۳ میں بغیر الف کے ہے حالانکہ باقی تمام مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ تمام مصاحف اس الف کے حذف پر متفق ہیں جو ہمزہ کی صورت سورۃ البقرہ میں اللہ کے قول ''فادٰرءتم'' میں آیا ہے۔

فصل

الف نصب کا حذف جس سے پہلے ہمزہ اور ہمزہ سے پہلے الف آیا ہے

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف میں متفقہ طور پر وہ الف نصب حذف کیا گیا ہے جس سے پہلے ہمزہ اور ہمزہ سے پہلے الف ہو مثلاً اللہ کا قول ماءً ، غثاءً، جفاءً، اور سواءً وغیرہ یہ اس لئے تاکہ دو الف جمع نہ ہوں اس کا لکھنا بھی جائز ہے لیکن حذف بہتر ہے اور پہلی صورت زیادہ قرین قیاس ہے اگر ہمزہ سے پہلا حرف متحرک ہو چاہے بعد الف نصب کے لئے ہو یا تثنیہ کے لئے مثلاً اللہ کا یہ قول: ''خَطئا'' ،''ملجئا''، متکئا''، أن تبوّء القومکما''، وغیرہ میں دو الفوں میں ایک الف محذوف ہوگا۔ مگر جہاں دوسرا الف نصب اور تثنیہ کا ہے بعض نحویوں کا کہنا ہے ''چونکہ تلفظ میں دو الفوں کو جمع نہیں کیا گیا لہٰذا لکھنے میں ان کو جمع نہیں کیا گیا ہے۔

فصل

'واؤ' جمع کے بعد الف کا حذف

تمام مصاحف دو مستقل اصل اور چار لفظوں میں واو جمع کے بعد الف کے حذف کرنے پر متفق ہیں۔ دو اصل تو ''جاءوٗ'' اور ''باءوٗ'' ہیں جو قرآن میں جہاں بھی آئے ہیں۔

دوسرے چار الفاظ میں سے پہلا لفظ سورۂ بقرہ کی آیت ٢٢٦ میں ''فان فاءوٗ'' ہے۔ دوسرا سورۂ الفرقان کی آیت ٢١ میں 'وعتوعتوا کبیرا'' ہے تیسرا سورہ سبا کی آیت ٥ میں ''والذین سعوفیء ایتنا'' ہے اور چوتھا سورۂ الحشر کی آیت ٩ میں ''والذین تبوّء و الدار'' ہے۔

واو اصلی کے بعد الف کا حذف

اسی طرح واو اصلی کے بعد ایک جگہ الف کو حذف کیا گیا ہے اور وہ سورۂ النساء آیت ٩٩ میں ''فاولئک عسی اللّٰہ ان یعفو عنهم'' فقط ان جگہوں کے بعد واو جمع، واو اصلی جو فعل میں آیا ہو مثلاً

'آمنو'، 'کفروا'، 'نسوالله'، 'لاتدعوا'، 'اذادعوا'، 'اساء واء'، اشتروا'، 'اعتدوا'، 'ء اذوا'، 'غدوا'، 'اتقوا'، 'لوّوا'، 'ولّوا'، 'ءاووا'، 'تدعوا'، 'ترجوا'، 'فلایربوا'، 'لتربوا'، 'انما اشکوا'، 'ادعوا'، 'لیبلو'، 'ان یعفوا'، 'لن ندعوا وغیرہ

جہاں کہیں آئے ہیں خواہ وہ فعل جس کا لام حرف 'واؤ' ہو نصب کا ہو یا رفع کا کیونکہ 'واؤ' سب میں موجود ہوتا ہے۔ الف لکھا ہوا ہے۔

اسی طرح واو کے بعد علامت رفع کی حیثیت سے الف لکھا گیا ہے مثلاً قول خداوندی:

'اولوا الالبٰب'، 'اولوا العلم'، 'اولوا العزم'، 'اولوا بقیة، وغیرہ میں

احمد بن یزید الحلوانی نے ابراہیم سے انہوں نے بشار بن اسید سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کے مصاحف میں سورۂ الروم کی آیت ٣٩ میں 'لتربوا'' اور سورۂ الاحزاب کی آیت ٦٩ میں ''کالذین'''' اذوا موسیٰ'' بغیر الف لکھا گیا ہے اور میں نے اسے اس طرح کسی

مصحف میں نہیں دیکھا۔ تمام مصاحف میں سورۂ یونس کی آیت ۹۰ میں 'بنو اسرائیل' کو واو کے بعد الف کے ساتھ لکھا گیا ہے حالانکہ یہاں 'واؤ' رفع اور جمع کی علامت ہے۔ اسی طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قول:

'ملٰقوا ربهم'، 'مُرسلوا الناقة'، اور 'كاشفوا العذاب' اور ان جیسے اسماء میں الف لکھا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

علامت رفع 'واؤ' کے بعد الف کا حذف

تمام مصاحف میں متفقہ طور پر اسم مفرد مضاف کے رفع کی علامت کے طور پر 'واؤ' کے بعد الف حذف کیا گیا ہے مثلاً

'لذو فضلٍ'، 'لذو مغفرة'، ' ذو عقاب'، 'ذو العرش'، ' ذو الجلال' اور 'ذو الفضل' اور اس جیسے دوسرے مقامات پر جہاں آیا ہے۔

مجھ سے ابو محمد عبدالمالک بن الحسن (۱) نے روایت کیا کہ عبدالعزیز بن علی نے ان سے روایت کیا اور کہا ہم سے مقدام بن تلید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن الحکم نے روایت کیا اور کہا (اشہب (۲) نے کہا) کہ مالک سے قرآن کے ان الفاظ کے بارے میں پوچھا گیا جن میں واو اور الف آئے ہوں کہ کیا مصحف میں اگر اس طرح ملیں تو کیا ان کو بدلنا آپ کی رائے میں جائز ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابو عمرو نے کہا کہ ان حروف سے مراد رسم خط میں وہ زائد واو اور الف ہیں جن کے معنی تلفظ میں بھی نہ آتے ہوں۔ مثلاً

"اولٰئک"، "اولی"، "اولات"، "ساوریکم"، "الربٰوا"، "وغیرہ سب "واؤ" زائدہ اور "لن ندعوا"، "لیبلوا"، "ولااوضعوا"، "اولاذبحنّه"، "مائة"، "مائتين"، "لاتايسوا"، "لاياىس"، "افلم يايس يبدؤا"، "تفتئوا" وغیرہ

میں الف زائدہ اور اسی طرح "من نبای المرسلين "، "ملائه" "افاين مت" وغیرہ میں الف زائدہ ہے۔

---

(۱) صرف نسخہ ب میں الحسین ہے۔
(۲) صرف نسخہ ۲۷ میں یہ اضافہ ہے۔

فصل

الف وصل کا حذف

جاننا چاہیئے کہ تلفظ میں ساقط الف کو سوائے پانچ مقامات کے ہر جگہ لکھنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ ان پانچ مقامات میں یہ الف تمام مصاحف میں حذف کیا گیا ہے پہلا مقام سورتوں کے شروع میں 'بسم اللّٰہ' ہے اور فقط سورۂ ھود آیت ۴۱ میں "بسم اللّٰہ مجریھا ومرسٰھا" ہے اور یہ کثرت استعمال کے باعث ہے۔ البتہ "باسم ربک الذی" اور "باسم ربک العظیم" وغیرہ میں الف بغیر کسی اختلاف کے لکھا گیا ہے۔

دوسرا مقام جب الف مکسور ہو اور اس پر ہمزہ استفہام داخل ہو مثلاً "قل اتتخذتم"، "ولو اطّلع"، "بیدی استکبرت"، "جدیدافتری" وغیرہ اور اگر الف مفتوحہ ہو مثلاً "قل آلذکرین"، "آللّٰہ اذن لکم"، "آللّٰہ خیر" وغیرہ تو اس معاملے میں ایک جماعت نے اسے محذوف مانا ہے اور دوسری جماعت کے ہاں یہ ثابت یعنی لکھی ہوئی ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ مناسب ہے۔

تیسرا مقام: جب یہ الف اصلی ساکن الف پر داخل ہو اور اس کے شروع میں 'واؤ' یا 'فا' ملے ہوں مثلاً "واتو البیوت"، "واتمروا بینکم"، "فاتوا بسورۃ"، "فاتوا حرثکم"، "واتونی" اور "فات بھا" وغیرہ اور اگر "ثمّ" یا کوئی ایسا لفظ جو اسے کلام سے منفصل کردے اور یہاں سکون ممکن ہو تو ایسے مقامات پر الف بغیر کسی اختلاف کے لکھا ہوا ہے مثلاً "ثم ائتوا"، "قال ائتوا"، "الملک ائتونی بہ" اور "الذی اؤتمن" وغیرہ۔

چوتھا مقام: جب یہ الف فعل امر موجّہ پر داخل ہو اور اس کے شروع میں بھی 'واؤ' یا فا آتا ہو مثلاً قول خداوندی ہے:

"وسئل القریۃ"، "وسئلھم"، "فسئل الذین"، "فسئلوھم"

اور جہاں بھی خاص کر سوال کرنے کے مقامات میں آیا ہو۔

پانچواں مقام جب الف لام معرفہ کے ساتھ داخل ہو اور اس کے پہلے ایک اور لام تاکید کے لئے ملی ہوئی ہو یا وہ لام حرف جار ہو مثلاً قول خداوندی:

"للذی ببکة"، "للدار الآخرة"، "للّٰه الاسماء"، "فللّٰه و للرسول"، " للذی انعم اللّٰه علیه"، "للذین اتقوا" اور " للذین اتبعوه" وغیرہ

ان مقامات میں کاتبوں کی قدیم عادت رہی ہے کہ الف کو لکھنے سے حذف کرتے رہے ہیں اور اس کیوجہ ہم نے اپنی بڑی کتاب میں بیان کر دی ہے۔ مصاحف کے کاتبوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قول خداوندی "عیسی ابن مریم " اور المسیح ابن مریم " جہاں جہاں آیا ہے الف وصل لکھا ہوا ہے کیونکہ یہ نعت واقع ہوا ہے جس طرح انہوں نے قول خداوندی۔ سورۃ توبہ آیت ٣٠۔

"قالت الیهود عُزیر ابن اللّٰه وقالت النصری المسیح ابن اللّٰه "

میں خبر واقع ہونے کے باعث الف وصل لکھا ہے۔

'وباللہ التوفیق'

باب:

یاء سے پہلے حرف کی کسر پر بطور جز اکتفا کرتے ہوئے 'ی' کے حذف کا بیان

ہم سے محمد بن احمد بن علی البغدادی نے بطریق قرأت روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوبکر محمد بن القاسم الانباری النحوی نے روایت کیا اور کہا کہ کتاب اللہ میں سے تمام 'ی' حروف کو کسرہ پر اکتفا کرتے ہوئے ندا کے معنی سے صرف نظر کرتے ہوئے حذف کیا گیا ہے مثلاً

سورۃ البقرۃ آیت ۴۰ فایّٰی فارھبون''، آیت ۴۱: وایّٰی فاتقون''، آیت ۱۵۲: ''ولاتکفرون'' آیت ۱۸۶ ''دعوۃ الداع اذادعان''، آیت ۱۹۷: ''واتقون یااولی الالبٰب''، اور سورہ آل عمران میں آیت ۲۰: 'ومن اتبعن وقل''، آیت ۵۰: ''واطیعون''، ''آیت ۱۷۵: وخافون ان کنتم''، سورۂ النساء میں آیت ۱۴۶: ''وسوف یوتِ اللّٰہ''، سورۂ المائدہ میں آیت ۳: ''واخشون الیوم''، آیت ۴۴: ''واخشون ولاتشتروا''، سورۂ الانعام میں آیت ۵۷: ''یقض الحق''، آیت ۸۰: ''وقدھدٰ ن''، سورۂ الاعراف میں آیت ۱۹۵: ''ثم کیدون فلاتنظرون''، سورہ یونس میں آیت ۷۱: ''ولاتنظرون''، ''وننج المؤمنین''، سورۂ ھود آیت ۴۶: ''فلاتسئلن مالیس''، آیت ۵۵: ''ثم لاتنظرون''، آیت ۷۸: ''ولاتخزون فی ضیفی''، آیت ۱۰۵: ''یوم یأت لاتکلم''، سورۂ یوسف میں آیت ۴۵: ''فارسلون''، آیت ۶۰: ''ولاتقربون''، آیت ۶۶: ''حتی توتون موثقا''، آیت ۹۴: ''لولاان تفندون''، سورۂ رعد میں آیت ۹: ''الکبیر المتعال''، آیت ۳۰: ''والیہ متاب''، آیت ۳۶: ''والیہ مٰاب''، آیت ۳۲: ''فکیف کان عقاب''، سورۂ ابراہیم میں آیت ۱۴: ''وخاف وعید''، آیت ۲۲: ''بمااشرکتمون من قبل''، آیت ۴۰: ''وتقبل دعاء ربّنا''، سورۂ الحجر میں آیت ۶۸: ''فلاتفضحون''، آیت ۶۹: ''ولاتخزون''،

سورۂ النحل میں آیت ۲: ''فاتقون ''، آیت ۵۱: ''فایّی فارھبون''، سورۂ بنی اسرائیل میں آیت ۶۲: ''لئن اخرتن''، آیت ۹۷: ''فھو المھتد''، سورۂ الکہف میں آیت ۱۷: ''فھوا المھتد''، آیت ۲۴: ''ان یھدین''، آیت ۳۹: ''ان ترن''، آیت ۴۰: ''ان یوتین خیرا''، آیت ۶۶: ''علی ان تعلمن''، آیت ۶۴: ''ماکنانبغ''، ''سورہ طٰہٰ میں آیت ۹۳: الاّ تتبعن''، ''سورۂ الانبیاء میں آیت ۲۵: ''فاعبدون''، آیت ۳۷: ''فلاتستعجلون''، آیت ۹۲: ''واناربکم فاعبدون''، سورۂ الحج میں آیت ۲۵: ''والبادومن یرد''، آیت ۴۴: ''فکیف کان نکیر''، آیت ۵۴: ''وان اللّٰہ لھاد الذین''، سورۃ المؤمنون میں آیت ۲۶: ''بماکذبون''، آیت ۳۹: ''بماکذبون''، آیت ۵۲: ''فاتقون(۱)''، آیت ۹۸: ''ان یحضرون''، آیت ۹۹: ''رب ارجعون''، آیت ۱۰۸: ''وَلاتکلمون''، سورہ الشعراء میں آیت ۱۲: ''اخاف ان یکذبون''، آیت ۱۴: ''ان یقتلون''، آیت ۷۸: ''فھویھدین ''، آیت ۷۹: ''ویسقین''، آیت ۸۰: ''فھویشفین''، آیت ۸۱: ''ثم یحیین''، اور آٹھ مقامات پر (۲)، آیت ۱۱۷: ''وانّ قومی کذبون''، سورۂ النمل میں آیت ۱۸: ''وادالنمل''، آیت ۳۶: ''اتمدونن بمال فماآتٰن اللّٰہ ''، آیت ۳۲: ''حتی تشھدون''، سورۃ القصص میں آیت ۳۳: ''ان یقتلون''، آیت ۳۴: ''ان یکذبون''، سورہ العنکبوت میں آیت ۵۶: ''فاعبدون ''، سورۂ الروم میں آیت ۵۳: ''بھٰدالعمی''، سورہ سباء میں آیت ۱۳: ''کالجواب''، آیت ۴۵: ''ونکیر''، سورۂ الفاطر میں آیت ۲۶: ''نکیر''، سورۂ یٰسٓ میں آیت ۲۳: ''ان یردن الرحمن''، ''ولاینقذون''، آیت ۲۵: ''فاسمعون''، سورہ الصافات میں آیت ۵۶: ''لتردین''، آیت ۹۹: ''الی ربی سیھدین''، آیت ۱۶۳: ''صال الجحیم''، سورۂ ص میں آیت ۸: ''عذاب''، آیت ۱۴: ''فحق عقاب''،

---

(۱) نسخہ ۴۸ میں اضافہ

(۲) آیت ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۴۴، ۱۵۰، ۱۶۳ اور ۱۷۹

سورہ الزمر میں آیت ۱۶: ''یعباد فاتقون''، آیت ۱۷: ''فبشر عباد الذین''، سورۂ المومن (۱) آیت ۵: ''عقاب''، آیت ۱۵: ''یوم التلاق''، آیت ۳۲: ''یوم التناد''، آیت ۳۸: ''اتبعون اھدکم''، سورہ عسق (۲) میں آیت ۳۲: ''الجوار''، سورہ الزخرف میں آیت ۲۷: ''سیھدین''، آیت ۶۱: ''واتبعون ھذا''، آیت ۶۳: ''واطیعون''، سورۃ الدخان میں آیت ۲۰: ''ان ترجمون''، آیت ۲۱: ''فاعتزلون''، سورۂ ق میں آیت ۱۴: ''فحق وعید''، آیت ۴۱: ''المناد''، آیت ۴۵: ''وعید''، سورۃ الذاریات میں آیت ۵۶: ''لیعبدون''، آیت ۵۷: ''ان یطعمون''، آیت ۵۹: ''فلاتستعجلون''، سورۃ القمر میں آیت ۵: ''فماتغن النذر''، آیت ۶: ''یدْع الداع''، آیت ۸: ''مھطعین الی الداع''، ''اس میں اور چھ مقامات (۳) جہاں ''نُذُر'' آیا ہے جس میں 'ی' محذوف ہے۔ سورہ الرحمن میں آیت : الجوار''، سورہ ملک میں آیت ۱۷: ''نذیر''، آیت ۱۸: ''نکیر''، سورۂ نوح میں آیت ۳: ''واطیعون''، سورۂ المرسلات میں آیت ۳۹: ''فکیدون''، سورۂ کورت میں آیت ۱۶: ''الجوار الکنّس''، سورۂ والفجر میں آیت ۴: اذا یسر''، آیت ۹: ''وبالواد''، آیت ۱۵: ''اکرمن''، آیت ۱۶: ''اھنن''، '' اور سورۂ قل یایھالکفرون میں آیت ۶: ''ولی دین''

ابوبکر نے کہا کہ مصحف میں یہی وہ سارے الفاظ ہیں جہاں 'ی' ساقط ہے اور یہاں 'ی' بغیر وقف ہے۔ دوسرے مقامات پر ''ی'' کے ساتھ وقف ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ ابن الانباری کو ان پانچ مقامات کا دھیان نہیں رہا جہاں لکھنے میں ''ی'' حذف ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے مقامات کے ساتھ ان کا ذکر نہیں کیا۔ ان میں پہلا مقام سورۂ طٰہٰ میں آیت ۲۱ ''بالواد المقدس'' ہے اسی طرح سورہ القصص میں آیت ۳۰: ''الواد الایمن''

---

(۱) اس سورت کا نام سورۂ سورہ غافر بتایا جاتا ہے۔

(۲) یہ سورۃ الشوریٰ ہے۔

(۳) وہ یہ چھ مقامات یہ ہیں۔ آیت ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۳۰، ۳۷ اور ۳۹

سورۃ الشعراء میں آیت ۶۲: ''ان معی ربی سیھدین'' سورۃ قٓ آیت ۴۱: ''واستمع یوم ینادٖ'' مذکورہ بالا تمام مقامات کی طرح ان مقامات میں بھی 'ی' کے حذف کتابت ہونے میں مصاحف میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ قول خداوندی ہے: سورۃ الحجر کی آیت ۵۴ میں ''فبم تبشرون'' سورہ النحل کی آیت ۲۷ میں ''تشاقون فیھم'' میں جنہوں نے ''ن'' کو کسرہ دی ہے انہوں نے انہیں ان فہرست میں شامل کیا ہے جہاں 'ی' لکھتے میں حذف ہے اور جنہوں نے 'ن' کو فتحہ دی ہے انہوں نے انہیں محذوف ''ی'' کی فہرست سے خارج کیا ہے۔

منادی مضاف الی نفسہ میں 'ی' کا حذف

ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوبکر بن الانباری نے روایت کیا اور کہا کہ وہ تمام منادی اسم جہاں متکلم نے اپنے ساتھ منسوب کیا ہو وہاں 'ی' ساقط ہے مثلاً قول خداوندی:

> سورۃ الزمر میں آیت ۱۶: ''یقوم''، ''یعباد فاتقون''، آیت ۱۰: ''یعباد الذین امنوا''، ماسوائے دولفظوں کے جہاں سورۃ العنکبوت کی آیت ۵۶: ''یعبادی الذین امنوا''، اور سورۃ الزمر کی آیت ۵۳: ''یعبادی الذین اسرفوا'' میں 'ی' کو بحال رہنے دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ سورۃ الزخرف کی آیت ۶۸ میں ''یعبادی لاخوف علیکم'' میں 'ی' کے حذف واثبات میں مصاحف میں اختلاف ہے۔ اہل مدینہ کے مصاحف میں ''ی'' کے ساتھ لکھا ہے اور ہمارے مصاحف یعنی اہل عراق کے مصاحف میں بغیر ''ی'' کے لکھا ہے۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن قطن نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوخلاد نے روایت کیا اور کہا ہم سے الیزیدی نے ابوعمرو سے روایت کیا کہ انہوں نے اہل مدینہ وحجاز کے مصاحف میں اسے 'ی' کے ساتھ دیکھا۔ الیزیدی نے کہا کہ ہمارے مصاحف میں یہ 'ی' کے بغیر لکھا ہے۔ معلیٰ بن عیسیٰ نے عاصم جحدری سے روایت کیا اور کہا کہ سورۃ البقرہ میں ''ابراھٖم''، 'ی' کے بغیر لکھا ہوا ہے مصحف امام میں بھی اسی طرح موجود ہے جبکہ سارے قرآن میں 'ی' کے ساتھ ہے۔

فصل

ابوعمرو نے کہا کہ ہر مجرور اور مرفوع اسم جس کے آخر میں 'ی' ہو اور اس پر تنوین ہو تو تمام مصاحف کا اسی 'ی' کے حذف پر اجماع ہے۔ کیونکہ وصل کی حالت میں اس کے ساکن ہونے اور اس کے بعد تنوین کے ساکن ہونے کی بناء پر حرف 'ی' تلفظ سے حذف ہو گیا ہے۔ اس کی مثال قول خداوندی:

"غیر باغ ولا عاد"، "ومن هاد"، "ومن وال"، "ومن واق"، "وغواش"، "ولیال"، "وبواد"، "وفی کل واد"، "ومستخف"، "والآزان"، "ودان"، "ولات"، "وملاق"، "ومن راق وغیره

ہم سے محمد بن احمد بن علی بن محمد بن القاسم الانباری نے یہ روایت کیا اور ہم نے تمام مصاحف میں اسی طرح پایا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

ضمّہ پر اکتفاء کی غرض سے یا کسی اور غرض سے واو کے حذف کا بیان

ہم سے ابومسلم (۱) محمد بن احمد الکاتب نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کی اور کہا کہ چار مقامات پر مرفوع افعال میں سے 'واو' کو حذف کیا گیا پہلا مقام سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱: "وَيَدع الانسٰن بالشر" دوسرا مقام عسق آیت ۲۴: "ويمح الله الباطل" تیسرا مقام سورۃ القمر آیت ۶: "يدع الداع" چوتھا مقام سورہ العلق آیت ۱۸: "سندع الزبانية" ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف میں ان مقامات کے ہر 'واو' کے حذف میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح سورۂ التحریم میں آیت ۴: "وصلح المؤمنين" میں 'واو' کے حذف میں

---

(۱) نسخہ ۴۶ نسخہ ب میں اسی طرح ہے۔ نسخہ ۴۷ میں ابوہشام اور نسخہ ۴۸ میں کنیت کے حذف کے ساتھ، غایۃ النہایۃ ج ۲: ۱۳۰ میں اس کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں اور کنیت ابومسلم لکھی گئی ہے۔

بھی مصاحف متفق ہیں۔ اس مقام پر واحد کا صیغہ جمع کے معنی میں ہے۔(۱)

ہم سے الخاقانی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابو عبید نے روایت کی اور کہا کہ میں نے حضرت عثمان کے مصحف امام میں سورۃ ۶۳ آیت ۱۰ میں "واکن من الصلحین" واؤ کے حذف کے ساتھ دیکھا ہے اور اسی پر مصاحف کا اتفاق ہے اور کوئی اختلاف نہیں اور الحلوانی احمد بن یزید نے خالد بن خداش سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان کے مصحف امام میں "واکون" واو کے ساتھ پڑھا ہے۔ میں نے یہ مصحف خون پر بھرا دیکھا زیادہ خون سورہ والنجم پر تھا۔

ہم سے محمد بن احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت کی اور کہا کہ الفراء نے کہا مصحف میں سورۃ التوبہ آیت ۶۷، اور سورۃ الحشر آیت ۱۹ میں قول خداوندی "ونسواللہ" واو جمع حذف کی گئی ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اہل امصار کے مصاحف میں کہیں ایسی بات ہے۔ الفراء سے جو ابات کہی گئی ہے وہ نقل کرنیوالے کی غلطی ہے۔

---

(۱) نسخہ ۴۸ اور نسخہ ۴۹ میں یؤذی عن جمیع اور نسخہ ۴۷ میں 'عن الجمیعُ ہے۔

فصل

ہمزہ کی شکل میں 'واؤ' کا حذف

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمزہ کی شکل میں جو 'واؤ' قول خداوندی: "الرؤيا"، "رُئياك"، "رُءيى" میں ہے وہ واقعیت پر دلالت کی بناء پر سارے قرآن میں محذوف ہے۔ اسی طرح قول خداوندی: "تئوى اليك" اور "التى تئوية" میں بھی 'واؤ' محذوف ہے مجھے علم نہیں کہ ساکن ہمزہ ماقبل ضمہ کو ان مقامات کے سوا کسی اور جگہ (واؤ کے حذف کے بغیر) تحریری شکل میں لکھی گئی ہو۔

دو 'واؤ' میں سے ایک پر اکتفا کرتے ہوئے ایک واؤ کا حذف

اسی طرح لکھنے میں دو 'واؤ' میں سے ایک ہی پر اکتفا کے پیش نظر دوسری 'واؤ' کو حذف کیا گیا جب دوسری واو علامت جمع ہو یا مبنی ہو۔ واو جمع کی مثال قول خداوندی:

"و لاتلوُن"، "لايستوُن"، "والغاون"، "وليسُئوا"، "وجو هكم"، "وفادرء وا"، " اور فاوالى الكهف" وغیرہ اور اسی طرح "يدرُون، "ولايطئون"، "وبذؤكم"، "ومستهزءون"، "ومتكئون"، "وفمالئون"، "وانبئونى"، "وليطفئوا"، "وليواطئو"، "ويستنبئونك" وغیرہ جن میں واو جمع سے پہلے ہمزہ ہو اور اس سے پہلے فتحہ ہو یا کسرہ، بنا کی مثال قول خداوندی : "ماوُرى"، "والمئودة"، "ويئوسا"، "داوُد"، " وغیرہ۔

میرے نزدیک مذکورہ بالا مثالوں میں جو واو لکھنے میں ثابت ہے وہ دوسری ہے کیونکہ یہ واو جس معنی کے لئے آیا ہو وہ معنی ختم ہوتے ہی (یہ واو بھی) ختم ہوجاتی ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی جائز یعنی ممکن ہے کہ یہ پہلی 'واؤ' ہو کیونکہ یہ اس لفظ کا حصہ ہے او یہ بات میرے نزدیک زیادہ معقول ہے کیونکہ یہ خاص طور پر بناء کے لئے داخل ہوئی ہے۔

وباللہ التوفیق

فصل

ہمزہ کا لکھنا جس کے بعد الف ہو

ہر ہمزہ جو الف کے بعد آئے اور اس کے ساتھ ضمیر متصل ہو اگر ہمزہ مکسور ہو تو 'یا' کی شکل میں لکھی جائے، اگر مضموم ہو تو واو کی شکل میں لکھی جائے گی۔ کیونکہ آسانی کے لئے اسے ہمزہ اور اس حرف کے درمیان کر دیا جائیگا۔

مکسور کی مثال یہ قول خداوندی ہے: "ومن أبائهم، ومن نسائهم، والی اولیائهم، وبأبائنا، اور علی ارجائها" وغیرہ۔

مضموم کی مثال قول خداوندی: "جزاؤهم، وءاباؤکم، وابناؤکم، وفجزاؤه، واولیاؤه، اور واحباؤه وغیرہ ہے۔

اور اگر ہمزہ مفتوح ہو یا مکسور کے بعد یاء کی شکل میں ہو یا مضموم کے بعد واو کی شکل میں ہو تو اسے لکھا نہیں جائے گا تا کہ دو دو شکلوں کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ اس کی مثال قول خداوندی: "ابناء نا، وابناء کم، ونساء نا، ونساء کم، اولیاء ہٗ، وفمن جاءَ ہ، واسراء یل، ومن وراء ي، وشرکاء ي، وجاء وکم، ویراءون" وغیرہ ہیں کتاب ہجاء السنۃ میں اور ہمارے تمام قدیم مصاحف میں سورۂ انفال آیت ۳۴: 'انْ اولیاءُ ہٗ'، سورۃ یوسف آیت ۷۴، ۷۵ میں: "جزاءُ ہٗ، تینوں لفظوں میں 'واو' نہیں ہے۔ اہل عراق کے مصاحف میں سورۃ البقرہ آیت ۲۵۷: "اولیئهم" سورۃ الانعام آیت ۱۲۸: "وقال اولیئهم" آیت ۱۲۱: "الی اولیئهم"، سورۃ الاحزاب آیت ۶: "الی اولیئکم" سورۃ فصلت آیت ۳۱: "نحن اولیئکم" میں ہمزہ بغیر واو، یاء اور الف کے لکھا گیا ہے۔ ابن غلبون نے ہم سے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبدالواحد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عثمان بن جعفر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبیداللہ ابن سعد بن ابراہیم نے اپنے چچا (ماموں) یعقوب سے، انہوں نے نافع سے روایت کیا کہ سورۃ یوسف آیت ۷۴ میں "قالوا فماجزاؤہ" آیت ۷۵: "قالوا جزاؤہ (۱) فھو جزاؤہ" میں ہر جگہ واو ہے یعنی لکھنے میں واو یہ صحیح اسناد قیاس کرنے

(۱) "قالو جزاؤہٗ" نسخہ ب اور ۴۸ میں موجود نہیں ہے۔

کی اجازت دیتا ہے اور اس کے علاوہ کے صحیح ہونے کو رد کرتا ہے یہاں اور ایسے دوسرے مقامات پر ہمزہ کی شکل کے حذف سے واو اس حالت میں ہمزہ کی شکل لکھنے سے استغنا کی تحقیق ہے۔ اور حرف کی عدم موجودگی کے باعث لکھنے میں تخفیف ہے۔

وباللہ التوفیق

تلاوت میں تلفظ یا معنی کیلئے الف کے لکھنے کا بیان

ہم سے خلف بن حمدان المقری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید القاسم بن سلام نے روایت کیا اور کہا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے مصحف امام میں سورۃ البقرہ آیت ۶۱: "اهبطوا مصرا" الف کے ساتھ لکھا گیا۔ اور سورۃ یوسف آیت ۷ میں "آیت للسائلین" میں الف اور "تا" کے ساتھ دیکھا اور سورۃ الکہف آیت ۳۸ میں "لکنا هو" الف سے لکھا دیکھا۔

سورۃ الاحزاب آیت ۱۰ میں "الظنونا" آیت ۶۶ میں "الرسولا" آیت ۶۷ میں "السبیلا" تینوں مقامات پر الف سے لکھا دیکھا ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ قول خداوندی سورہ ۷۶ آیت ۴: "سلسلا" آیت ۱۵، ۱۶ "قواریرا قواریرا" تینوں مقامات پر اہل حجاز اور اہل کوفہ کے مصاحف میں الف کے ساتھ ہے اور اہل بصرہ کے مصاحف میں پہلا "قواریرا" الف کے ساتھ اور دوسرا بغیر الف کے ساتھ ہے۔

ہم سے محمد بن احمد الکاتب نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم النحوی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ادریس نے خلف سے روایت کیا کہ جدید و قدیم سب مصاحف میں پہلا "قواریرا" الف کے ساتھ اور دوسرے میں اختلاف ہے تمام مصاحف اہل مدینہ اور مصاحف اہل کوفہ میں "قواریرا قواریرا" الف کے ساتھ میں اور مصاحف اہل بصرہ میں پہلا "قواریرا" الف کے ساتھ اور دوسرا "قواریرا" بغیر الف کے ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ اسی طرح مصاحف اہل مکہ میں ہے محمد بن یحییٰ القطعی نے ایوب بن المتوکل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے مصاحف میں اور اہل بصرہ کے قدیم مصاحف میں "قواریراً قواریرا" دو الف کے ساتھ ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ "الظنونا"، "الرسولا"، "السبیلا" اور "سلسلا" کے الف کے ساتھ لکھے ہونے میں اہل امصار کے مصاحف میں اختلاف نہیں ہے۔ جبکہ "قواریراً قواریرا" میں اختلاف

ہے۔

ہم سے احمد بن عمر بن محمد القاضی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد ابن منیر نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع سے روایت کی کہ سورۃ الاحزاب میں .... آیت ۱۰، ۶۶ اور ۶۷ میں تین جگہ اور سورۃ الانسان آیت ۴، ۱۵، ۱۶ میں تین جگہ یہ الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

ہم سے محمد بن احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ادریس نے خلف کے حوالے سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یحیی بن آدم کو ابن ادریس سے روایت کرتے سنا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے مصاحف میں پہلا اور دوسرا لفظ یعنی "قواریر قواریر" بغیر الف کے لکھے ہوئے ہیں۔

ہم سے خلف ابن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کی اور کہا کہ میں نے سورہ فاطر کی آیت ۴۰ میں قول خداوندی "علی بینت منه" کو بعض مصاحف میں الف اور تاء کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ میں نے یہ اہل عراق کے بعض قدیم اصلی مصاحف میں یہ پایا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف دیکھا ہے۔ احمد بن عمر بن محفوظ نے ہم سے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد ابن احمد الامام نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے قالون نے فافع سے روایت کی کہ یہ لفظ لکھنے میں بغیر الف کے لکھا ہوا ہے اور اسی طرح یوسف کی آیت ۷ میں "ء ایت للسائلین" ہے۔

ہم سے خلف بن ابراہیم نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حجاج نے ہارون سے روایت کیا.......... کہ مجھ سے عاصم الجحدری نے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مصحف امام میں سورۃ الحج کی آیت ۲۳ میں "ولؤلؤا" الف سے لکھا ہے اور سورۂ الملٰئکۃ (۱) کی آیت ۳۳ میں لفظ "لؤلؤ" مکسور بغیر الف ہے۔ ابوعبید نے کہا

(۱) یہ سورۂ فاطر ہے۔

اور ابوعمرو کہا کرتے تھے کہ اس لفظ میں الف کا اضافہ اسی طرح کیا گیا ہے جس طرح "کانوا" اور "قالوا" میں کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ کسائی کہا کرتے تھے کہ یہ الف ہمزہ کی جگہ بڑھائی گئی ہے۔ ہم سے محمد بن احمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد بن قطن نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے سلیمان بن خلاد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یزیدی نے روایت کی اور کہا کہ ابوعمرو نے کہا کہ: سوۃ الحج کی آیت ۲۳ میں قول خداوندی: "وَلؤلؤا" میں الف اسی طرح لکھا ہے، جس طرح (۱) "قالوا" وغیرہ میں لکھا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ سورۃ الحج کی آیت ۲۳ میں الف لکھنے میں مصاحف میں اختلاف نہیں ہے۔ صرف سورۂ فاطر آیت ۳۳ کے بارے میں مصاحف میں اختلاف (۲) ہے اور نصیر کا گمان ہے کہ سوۃ فاطر (۳) میں الف کے حذف پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ ابراہیم بن حسن نے بشار بن ایوب سے اور انہوں نے اسید سے انہوں نے الاعرج سے روایت کی کہ ہر اس مقام پر جہاں "اللؤلؤ" ہے۔ وہاں اہل مدینہ آخری واو کے بعد الف لکھتے ہیں۔ اور ہم سے احمد بن عمر الجیزی نے روایت کیا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا او کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع سے روایت کیا کہ سورہ فاطر میں جو لفظ "ولؤلؤا" ہے وہ الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ (۴)

ہم سے ابن خاقان المقریٔ نے بطریق اجازت روایت کیا اور کہا کہ محمد بن احمد بن عبداللہ الاصبہانی نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن عیسی الاصبہانی سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں "اللوء لؤ" کا ذکر آیا ہے اسے "لوء لوء" لکھا جاتا ہے۔ اہل بصرہ کے مصاحف میں اس لفظ میں الف نہیں ہے۔ (۵) ماسوائے، دو مقامات کے ان دو مقامات کے سوا کہیں بھی اس لفظ کو الف کے ساتھ نہیں لکھا ہوا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں:

---

(۱) نسخہ ۴۲ میں الالف فی ہے۔
(۲) نسخہ ۴۷ میں 'اختلفوا' ہے۔
(۳) "وزعم سے فی فاطر" تک کی عبارت نسخہ ۴۶ اور ۴۸ میں موجود نہیں ہے۔
(۴) نسخہ ب میں 'بالالف مکتوب' ہے۔
(۵) نسخہ ۴۷ میں فیہا ہے۔

سورۂ الحج آیت ۲۳: "ولؤلؤا" اور سورۂ هل اتی علی الانسان، آیت ۱۹: "حسبتهم لولؤا" انہوں نے کہا کہ عاصم جحدری نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے مصحف امام میں جہاں کہیں (اللوء لؤ)(۱) کا ذکر آیا ہے۔ وہاں الف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ سوائے سورہ الملائکہ آیت (۲) ۳۳: کے الفراء نے کہا کہ مصاحف اہل مدینہ وکوفہ میں ان دونوں مقامات پر یہ لفظ دو الفوں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ ہم سے فارس بن احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الحسین بن شیرک نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوحمدون نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الیزیدی نے روایت کیا کہ سورہ ۱۸ آیت ۷۴ میں قول خداوندی "نفسازاکیة" اہل مدینہ اور اہل مکہ کے مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن منیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع سے روایت کیا کہ "زکیه" بغیر الف کے لکھا ہوا ہے۔ ہم سے خلف بن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ابوعبید نے کہا کہ قرآن کی سورۂ هود آیت ٦٨ میں، سورۂ الفرقان آیت ۳۸، سورۂ العنکبوت آیت ۳۸، سورۂ والنجم آیت ۵۱ میں "الاان ثمودا" الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ ہم سے احمد بن محفوظ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن منیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے المدنی نے قالون سے انہوں نے نے نافع سے روایت کیا کہ چاروں مقامات پر یہ الفاظ الف کے ساتھ لکھا ہے ابوعمرو نے کہا کہ اس بارے میں مصاحف میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

---

(۱) نسخہ ۴۷ کے حاشیہ پر اضافہ ہے۔

(۲) یہ سورۂ فاطر ہے۔

تلفظ اور معنی کے اعتبار سے الف کے اثبات کا بیان

فصل

قرآن میں جہاں بھی قول خداوندی "مائة" اور مائتين" آئے ہیں، ان میں میم کے بعد الف کے اضافے سے متعلق کوئی اختلاف وارد نہیں ہوا ہے(۱) لیکن قول خداوندی: "فئة" اور "فئتين" میں الف کا اضافہ نہیں ہے، اسی طرح سارے قرآن میں قول خداوندی: "الربوا" اور سورۃ النساء آیت ۱۷۶ میں "ان امرؤا هلك" میں واو کے بعد الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح قول خداوندی: "يعبؤا، تفتؤا، لاتظمؤا، يبدؤا، والضعفوءا اور انابرءاؤا" وغیرہ میں الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ وہاں کیا گیا ہے جہاں لفظ کا آخری حرف ہمزہ مضموم ہوا سے وصل کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ تا کہ ان مقامات پر اس واو اور واو جمع اور فعل میں 'واؤ' اصل کے ساتھ مشابہت پیدا ہو۔ جہاں کہیں بھی ہمزہ اس طرح آخرِ لفظ میں واقع ہو۔

محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ میں نے تمام مصاحف میں 'شيء' بغیر الف لکھا دیکھا ہے سوائے سورۂ کہف میں آیت ۲۳: 'ولاتقولن لشاي' کے جہاں اسے الف سے لکھا گیا ہے۔ مصحف عبداللہ (۲) میں ہر جگہ الف سے لکھا ہوا ہے۔ ابو عمرو نے کہا کہ میں نے مصاحف اہل عراق میں کہیں بھی اسے الف سے لکھا نہیں پایا۔

ہم سے خلف بن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی (۳) بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا کہ سورۂ مریم آیت ۱۹: "لِأهب لك" میں لام کے بعد الف لکھنے پر تمام مصاحف کا اجماع ہے

---

(۱) نسخہ ب میں یوں ہے: وفي ثلاثة اصولنا و لاخلاف ايضا بينهما

(۲) نسخہ ب میں یوں ہے وفي ثلاثة اصولنا مصاحف، نسخہ ۴۷ میں مصاحف عبداللہ یعنی ابن مسعود

(۳) نسخہ ب میں: محمد والذي في غاية النهارية علي بن عبدالعزيز روى عن ابي عبيد القاسم بن سلام وروى عنه احمد بن محمد ہے۔

فصل

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کے کاتب سورۃ المائدہ آیت ۲۹: میں قول خداوندی: "اَنْ تبوء بأثمی" اور سورہ القصص آیت ۷۶ میں "لتنوأ بالعصبة" میں ہمزہ کو واو کے بعد بشکل الف لکھنے پر متفق ہیں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ ان دو مقامات کے علاوہ لفظ کے آخر میں آنے والا ہمزہ ماقبل ساکن لکھنے میں آیا ہو۔ اسی طرح سورۃ العنکبوت آیت ۲۰ اور سورۂ والنجم آیت ۴۷ میں اور سورۂ الواقعہ آیت ۶۲ میں قول خداوندی "النشأة" میں شین کے بعد الف لکھنے پر مصاحف کے کاتب متفق ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ درمیان میں آنے والا ہمزہ ماقبل ساکن اس کلمہ اور سورۃ الکہف آیت ۵۸ میں قول خداوندی: "موئلا" کے سوا مصحف میں کہیں اور لکھا گیا ہو۔ میرے نزدیک یہ جائز ہے کہ یہاں انہوں نے شین پر فتحہ اور مد پڑھنے کے پیش نظر اسے لکھا ہو۔

سورۃ الاحزاب آیت ۲۰ میں قول خداوندی: "یسئلون عن انبائکم" میں مصاحف میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ اس کا بیان اپنی جگہ پر آجائے گا۔ اس سلسلہ میں کچھ مقامات رہ گئے جن کا ذکر وہاں آئے گا جہاں ہمزہ کے لکھنے پر مصاحف کا اجماع کا بیان ہوگا' ان شاء اللہ۔

فصل

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کے کاتبوں کا نون خفیفہ کو الف لکھنے پر اجماع ہے۔ یہ کل دو مقامات ہیں۔ پہلا سورۂ یوسف آیت ۳۲: "وليكونا من الصغرين" دوسرا سورۃ العلق آیت ۱۵ میں: "لنسفعًا با لناصية" اور یہ وقف کے مقصد سے ہے۔ اسی طرح انہوں نے قول خداوندی: "واذا لايلبثون"، "فاذالايؤتون الناس"، "اذالاذقنک"، "قدضللت اذا" وغیرہ میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے، نون کو الف (کی شکل میں) لکھا ہے۔ اسی طرح انہوں نے تنوین کو نون لکھا ہے مثلاً قول خداوندی: "کاین" جہاں کہیں آیا ہے اور یہ وصل کی غرض سے ہے۔

دو مکتب فکر شاید دونوں کے جواز کی بنا پر اسے (تنوین کو) لکھتے بھی ہوں۔ الغازی بن قیس نے کہا کہ "العذاب، العقاب، الحساب، البيان، الغفار، الجبار، الساعة اور النهار" الف سے لکھا گیا ہے یعنی مصاحف میں اور یہ تلفظ کی بنا پر ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف کے کاتبوں نے اسی طرح فعال اور فعال فاء کی فتحہ اور کسرہ سے، جو لفظ ہوں اور فاعل کے وزن پر الفاظ کو الف کے ساتھ لکھا ہے مثلاً ظالم، کاتب، شاهد، مارد، شارب اور طارد، فعّال کے وزن پر 'خوّان ختار، صبار اور کفار، فُعلان کے وزن پر: بنیان، طغیان، کفران، قربان، خسران، عُدوان، فِعلان کے وزن پر 'صنوان' اور قِنوان' (اسی طرح الميعاد، الميزان، الميقات، اور ميراث)(۱) اسی طرح سے اس قسم کے الفاظ جن میں زائد الف بناء کے باعث ہو اور اسی طرح اگر الف یا ے یا واو سے منقلب ہو کر آیا ہو، اسے الف کے ساتھ لکھا ہے یہ الفاظ جہاں کہیں بھی آئے ہوں۔

ہم سے فارس بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حسین بن شیرک نے کہا کہ روایت کیا ہم سے ابوحمدون نے اور کہا کہ ہم سے الیزیدی نے روایت کیا کہ سورہ المومنون آیت ۴۴

(۱) یہ اضافہ صرف نسخہ ب میں ہے۔

میں :"تترا"[1] الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

میں نے خود اہل عراق وغیرہ کے مصاحف میں اسی طرح لکھا دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے نون کی قرأت کے مطابق یا تفخیم لفظ کے باعث اس طرح لکھا ہے۔ اسی طرح میں نے اب مصاحف میں سورۃ الکہف آیت ۳۳ میں "کلتاالجنتین" الف سے لکھا پایا ہے۔ یہ تثنیہ کے باعث ہے یا اگر یہ تانیث ہے تو پھر تفخیم کے لئے ہے۔

محمد بن یحییٰ القطعی نے سلیمان بن داؤد سے، انہوں نے بشر بن عمر سے انہوں نے ہارون ابن عاصم الجحدری سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ سورۃ التوبہ: آیت ۴۷ میں "ولا اوضعوا" اور سورۃ النمل آیت ۲۱ میں "اولااذبحنہ" مصحف امام میں الف کے ساتھ لکھا ہے۔ نصیر نے کہا کہ سورۃ التوبہ میں جو ہے اس کے بارے میں مصاحف میں اختلاف ہے۔ البتہ سورۃ النمل والے لفظ میں تمام مصاحف متفق ہیں۔ مجھے قاسم بن اصبغ سے روایت پہنچی انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے روایت کیا اور کہا کہ (کاتبوں نے مصحف میں "ولااوضعوا" اور "اولااذبحنہ" الف کے ساتھ لکھا ہے۔

وباللہ التوفیق

(۱) فی اصولنا الثلاث. شیرک اور نسخہ ب۔

باب:

یاءِ اصل کے لکھنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ لام کلمہ کی "یاء" اور زائد یا" جو اضافہ کے طور پر آتی ہے وہ تمام مصاحف میں چالیس مقامات پر لکھی ہوئی ہے۔ پہلا مقام سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۰ "واخشونی و لأتم" اور آیت ۲۵۸: "فان اللّٰه یأتی بالشمس" ہے۔ دوسرے مقامات حسب ذیل ہیں۔ سورہ آل عمران آیت ۳۱: "فاتبعونی یحببکم اللّٰه"، سورۃ الانعام آیت ۷۷: "لئن لم یھدنی" آیت ۸۰: "اتحٰجونّی فی اللّٰه"، آیت ۱۵۸: "یوم یاتی بعض آیات ربک"، آیت ۱۶۱: "قل اننی ھدانی ربی"۔ سورۃ الاعراف میں آیت ۵۳: "یوم یا تی تاویله"، آیت ۱۴۳: "لن ترٰنی" اور "فسوف ترٰنی" آیت ۱۵۸: "استضعفونی وکادو یقتلوننی" آیت ۱۷۸: "فھوالمھتدی ومن" سورۂ ھود میں آیت ۱۵۵: "فکیدونی جمیعاً" سورۂ یوسف میں: آیت ۶۵: "مانبغی ھذه" آیت ۱۰۸: "انا ومن اتبعنی" اور سورۂ ابراہیم آیت ۳۶: "لا فمن تبعنی" سورۃ الحجر میں آیت ۵۴: "ابشرتمونی"، آیت ۸۷: "وسبعامن المثانی" سورۃ النحل میں آیت ۱۱۱: "یوم تأتی کل نفس" سورۂ سبحان آیت ۵۳: "وقل لعبادی" سورۃ الکہف آیت ۷۰: "فان اتبعتنی فلا تسئلنی" سورۂ مریم آیت ۴۳: "فاتبعنیٓ اھدک" سورۃ طٰہٰ آیت ۷۷: "ان اسربعبادی" اور آیت ۹۰: "فاتبعونی" سورۃ النور آیت ۲: "الزانیة والزانی" آیت ۵۵: "أمنایعبدوننی" سورۃ القصص آیت ۲۲: "ان یھدینی سو اء السبیل" سورۂ یٰس آیت ۶۱: "ان اعبدونی" سورۂ صٓ آیت ۴۵: "اولی الایدی والابصار" سورۃ الزمر آیت ۲۴: "فمن یتقی" آیت ۵۷: "لوان اللّٰه ھدٰنی" سورۃ الدخان آیت ۲۳: "فأسر بعبادی" سورۃ الرحمٰن آیت ۴۱: "فیؤخذبالنواصی" سورۃ الصف آیت ۵: "لمَ تؤذوننی" اور آیت ۶: "وبرسول یأتی" سورۃ المنافقون آیت ۱۰: "لولا اخرتنی" سورۃ الفجر آیت ۲۹، ۳۰: "فادخلی فی عبٰدی وادخلی جنّتی"۔

فصل

ہر 'یاء' جو اپنے بعد والے ساکن لفظ سے ملنے کے سبب پڑھنے میں نہ آتی ہو تو وہ لکھی جاتی ہے مثلاً قول خداوندی ہے:

سورۂ یونس آیت ۱۰۱: "یوتی الحکمۃ"، "وما تغنی الآیت والنذر" سورۂ یوسف آیت ۵۹: "انّی اوفی الکیل" سورۃ الرعد آیت ۴۱: "انّا نأتِی الارض" سورۂ مریم آیت ۹۳: "اِلاّ آتی الرحمٰن" سورۃ النمل آیت ۸۱: "یھدی العمی" سورۃ القصص آیت ۵۵: "لا نبتغی الجٰھلین" سورۃ الفتح آیت ۲۰: " ایدی الناس" سورۃ النحل آیت ۱۰۷: " ان اللّٰہ لا یھدی القوم". اور سورۃ المؤمن آیت ۱۵: "یلقی الروح" وغیرہ

ماسوائے پندرہ مقامات کے جہاں مصاحف 'یاء' کے حذف پر متفق ہیں۔ ان کا ذکر محذوف 'یاء' کے ضمن میں پہلے آچکا ہے۔ لہٰذا یہاں انہیں دھرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وباللہ التوفیق۔

باب:

یاءزائدہ یا لمعنی کے اثبات کا بیان

معلوم رہے کہ مصاحف کے کاتبوں نے نو مقامات پر یاء کا اضافہ کیا ہے۔

پہلا مقام:

سورہ آل عمران آیت ۱۴۴: ''افأين مات او قتل'' سورۃ الانعام آیت ۳۴: ''من نبإي المرسلين'' سورۂ یونس آیت ۱۵ ''من تلقاءی نفسی''، سورۃ النحل آیت ۹۰: ''وایتاءی ذی القربی'' سورۂ طٰہٰ آیت ۱۳۰: ''ومِنْ آناءی الّیل'' سورۃ الانبیاء آیت ۳۴: ''افإين متّ'' سورۃ الشوریٰ آیت ۵۱: ''اومن وراءی حجاب'' سورۃ والذاریات آیت ۴۷: ''والسماء بنینٰها بأييد'' اور سورہ نٓ والقلم آیت ٦: ''بايیكم المفتون'' الغازی بن قیس کی کتاب میں سورۂ روم آیت ۸: ''بلقاءی ربهم'' اور آیت ۱٦: ''ولقاءی الآخرة'' میں دو لفظ یاء کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔

میں نے اہل مدینہ وعراق وغیرہ میں سارے قرآن میں ''وملأيه'' اور ملأيهم'' ہمزہ کے بعد یاء کے ساتھ لکھا دیکھا ہے الغازی بن قیس نے کتاب الہجاء میں جسے اس نے اہل مدینہ سے روایت کیا ہے، ان الفاظ کو اور دوسرے تمام مذکورہ بالا الفاظ کو اسی طرح لکھا ہے، ابو عمرو نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اس مقام پر یاء زائدہ ہو اور اس سے پہلے الف ہمزہ ہو یا ہوسکتا ہے کہ ہمزہ ظاہر کرنے کے لئے الف زائد ہو اور یاء ہمزہ ہو۔

ہم سے فارس بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن الربیع نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یونس نے روایت کیا اور کہا مجھے ابن کیسہ نے بتایا کہ سورۂ یونس آیت ۱۵ ''من تلقاى نفسى'' اور سورۃ الشوریٰ آیت ۵۱: ''من ورائ حجاب'' دونوں جگہ یاء کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قالون نے روایت کیا اور کہا کہ اہل مدینہ کے

مصاحف میں ''اولاء'' کا لفظ جہاں کہیں بھی آیا ہے وہ لام الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ اسی وجہ سے تمام مصاحف میں الف کے بعد یاء کہیں نہیں لکھا گیا۔
ہارون نے عاصم الجحدری سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ مصحف امام میں الانعام آیت ۳۴: ''من نبایء المرسلین'' یاء کے ساتھ لکھا ہے اور سورۃ الانعام آیت ۶۷ میں ''لکل نبا مستقر'' میں یاء نہیں ہے۔ معلی بن عاصم نے روایت کی کہ ان دونوں لفظوں میں یاء لکھی جاتی تھی۔ محمد نے نصیر سے روایت کی کہ مصاحف کا سورۃ الانعام آیت ۳۴: ''من نبای المرسلین'' اور سورۂ یونس آیت ۱۵: ''من تلقای نفسی'' اور سورۃ الشوریٰ آیت ۵۱: ''او من ورای حجاب'' میں یاء لکھنے پر اتفاق ہے اور عبدالرحمٰن بن ابی حماد نے بھی حمزہ اور ابی حفص سے روایت کیا ہے کہ ''من نبای المرسلین'' اور ''من وراي حجاب'' یاء کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

مجھ سے قاسم بن اصبغ نے روایت بیان کی گئی انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن مسلم نے روایت کیا اور کہا کہ (کاتبوں نے) مصحف میں ''من نبای المرسلین'' اور ''من ورای حجاب'' کو یا سے لکھا ہے۔ اسی طرح محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ ''سورۂ آل عمران آیت ۱۴۴: ''افاین مات'' اور سورۃ الانبیا آیت ۱۳۰: ''افاین متّ'' دونوں یاء سے لکھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مصاحف اہل عراق میں سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰: ''ومن آنا ی اللّیل'' یاء سے لکھا ہوا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ میرے خیال کے مطابق اہل مدینہ اور تمام عراق کے مصاحف میں سورۃ الاحزاب آیت ۴: ''الّئی تظھرون'' اور سورہ الطلاق آیت ۶ میں ''والّئی یئسن'' اور ''والّئ لم یحضن'' یاء سے پہلے الف کے بغیر یاء کے ساتھ لکھا ہے اور ان تمام مصاحف میں سورۃ الانبیاء آیت ۷۳ اور سورۃ النور آیت ۳۷ ''وایتاء الزکوۃ''، سورۃ القصص آیت ۲ ''ومن نباموسی'' اور سورۃ الاحزاب آیت ۵۳: ''من وراء حجاب'' بغیر یاء کی لکھا ہے۔

وباللہ التوفیق

باب:

اختصار کے لئے دو یاء میں سے ایک کا حذف اور دوسرے یاء کا اپنی اصل پر برقرار رہنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ مصاحف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کسی لفظ میں دو یاء آئیں اور دوسرا حرفِ یاء علامت جمع ہو تو ایک یاء کو حذف کرتے ہیں میرے نزدیک یہ دوسرا حرف یاء محذوف ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلا یاء حذف ہو۔ لیکن پہلا قول زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس کی مثال قول خداوندی: "النبیّن"، "الامیّن"، ربنیّن"، "الحواریّن" وغیرہ ہے۔ سوائے ایک جگہ کے جہاں اہل امصار کے مصاحف کا بر بنائے اصل دونوں یاء لکھنے پر اجماع ہے۔ اس کی مثال فقط قول خداوندی: سورۃ المطففین آیت ۱۸: "لفی علیین" اسی طرح اس یاء کو بھی حذف کیا گیا ہے جو ہمزہ کی شکل میں ہو مثلاً "متکئین"، "المستهزءين" اور "خٰسئین" وغیرہ اسی طرح اس قول خداوندی سورۂ مریم آیت ۴۷ "اثنا ورِءیا" میں بھی یاء کو حذف کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ساکن ہمزہ ماقبل کسرہ کی شکل کو خاص طور پر اس مقام کے علاوہ کہیں اور حذف کیا گیا ہو۔ یہ سب کچھ دو یاء کو یکجا لکھنے کی کراہت کے باعث ہوا ہے۔ البتہ سورۂ ق آیت ۱۵ میں قول خداوندی: "افعیینا بالخلق الاول" میں تمام مصاحف کا دو یاء کے بر بنائے تلفظ و اصل اکٹھے لکھنے پر اجماع ہے۔ اسی طرح "یُحییکم"، "یُحْیِیتُم"، "یحییها" اور "یحیین" کو ضمیر متصل ساتھ لگنے کی صورت میں دو یاء کے ساتھ لکھنے پر اجماع ہے۔ اور اگر ضمیر متصل ساتھ نہ لگی ہو اور یاء لفظ کے آخر میں آیا ہو مثلاً "نحي ونميت"، "اِنّ الله لا يستحي" اور "انت ولیّ" وغیرہ یہ یاء خواہ اصلی ہو یا اضافت کے لئے زائد ہو۔ میں نے اہل مدینہ اور اہل عراق کے مصاحف میں ایک ہی یاء کے ساتھ لکھی ہوئی دیکھی ہے میرے نزدیک یہ یاء متحرک ہے۔ میں نے ان مصاحف میں سورۃ الانفال آیت ۴۲: "من حیّ عن بینة" میں بھی اسے ایک ہی یاء کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔ اسی طرح ابوعبید نے کہا کہ الکتاب میں یہ ایک ہی یاء کے ساتھ لکھی ہوتی ہے۔ الغازی بن قیس نے بھی

کہا ہے کہ لکھنے میں ایک ہی یاء ہے۔ میرے نزدیک یہ ادغام کی شکل میں قرأت کے باعث ہے۔ میں نے ان مصاحف میں اسی طرح سے سورۃ الاعراف آیت ۱۹۴: "ان ولیّ اللّٰہ" سورۃ الفرقان آیت ۴۹ "ولنحی به بلدة میتاً" اور سورۃ القیامہ آیت ۴۰: "علی اَن یحیی الموتٰی" میں ایک ہی 'یاء' سے لکھا پایا ہے۔ میرے نزدیک یہ یاء مفتوح ہے کیونکہ یہ حرفِ اعراب ہے۔ میں نے ان مصاحف اور دوسرے مصاحف میں جہاں کہیں "سیّئة" اور 'السّیئة' آیا ہے اور سورۃ ۹ آیت ۱۰۲: "ء اخر سیّئًا" دو یاء کے ساتھ لکھا پایا ہے یہاں دوسرا یاء، ہمزہ کی شکل میں ہے۔

"السیئات"، سیّئات"، "سیّئاتکم"، "سیناتهم" اور" سیّئاتة" سارے قرآن میں ہر جگہ ایک یاء کے ساتھ لکھا گیا ہے اور یہ یاء مشدّد ہے۔ گویا انہوں نے دو یاء اور الف صیغہ جمع کے ثقل کے ساتھ اکٹھا کرنا مکروہ جانا ہے میں نے اہل عراق کے مصاحف میں سورۃ الرحمٰن کی آیت ۲۴ میں " المنشئت" کو بغیر الف کے یاء کے ساتھ لکھا پایا ہے۔ الغازی بن قیس نے بھی اپنی کتاب میں اسے اسی طرح لکھا ہے اور یہ شین کو زیر سے پڑھنے کی قرأت کے مطابق ہے گویا انہوں نے جب الف کو حذف کیا تو یاء کو باقی رہنے دیا۔ میں نے ان میں سے بعض مصاحف میں " بئاییئته" ، " بئاییٔت" اور "بٔا یینانا" جہاں جہاں آیا ہے بالخصوص جہاں ان الفاظ کے شروع میں 'باء' آیا ہے اعتدال سے پہلے لفظ کی اصل کے مطابق دو 'یاء' کے ساتھ لکھا دیکھا ہے اور بعض مصاحف میں تلفظ کی بنا پر صرف ایک یاء کے ساتھ لکھا دیکھا ہے اور بعض مصاحف میں تلفظ کی بناء پر صرف ایک یاء کے ساتھ لکھا ہے اور یہ صورت حال اکثر ہے۔

سورۃ الکہف آیت ۱۰ قول خداوندی: "وحیٔ لنا"، آیت ۱۶ میں 'یُھیّیٔ لکم' سورۃ فاطر میں آیت ۴۳: "ومکر السیّیٔ" اور "المکر السیّیٔ" کو دو یاء کے ساتھ لکھنے پر مصاحف متفق ہیں۔ میں نے کتاب ھجاء السنّة میں ان مقامات پر یاء کے بعد الف لکھا دیکھا ہے۔ ابوحاتم نے بتایا کہ بعض مصاحف میں 'ھیّالنا" اور یھیّالکم" کو ہمزہ ظاہر کرنے کے لئے الف سے لکھا ہے اور یہ بات اجماع کے خلاف ہے۔

وباللّٰہ التوفیق

ان الفاظ کا بیان جہاں 'یاء' کو ہمزہ کی تلیین (حرف لین بنانے) کے لئے لکھا گیا۔

''اینکم'' کے یاء کے ساتھ لکھنے کا بیان:

ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الاصبہانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے **ابوعبداللہ الکسائی** نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے **جعفر بن الصباح** نے روایت کی اور کہا کہ **محمد بن عیسی** نے کہا کہ 'اینکم' یاء اور نون کے ساتھ مندرجہ ذیل چار مقامات پر آیا ہے:

سورۃ الانعام آیت ۱۹: ''ائنکم لتشھدون''، سورۃ النمل آیت ۵۵: ائنکم لتاتون الرجال'' سورۃ العنکبوت آیت ۲۹: '' ائنکم لتاتون الرجال'' اور سورۂ حم السجدہ آیت ۹: ''ائنکم لتکفرون''۔

''اینا'' کا بیان

محمد نے کہا ''اینا'' یاء اور نون کے ساتھ ان دو مقامات پر آیا ہے۔ ۱) سورۂ طس النمل آیت ۶۷: ''ائنالمخرجون'' ۲) اور سورۂ والصافات آیت ۳۶: '' ائنالتا رکواء الھتنا''۔

ہم سے **فارس بن احمد** نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے **جعفر بن محمد** نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے **محمد بن یوسف** نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے **حسین بن شیرک** نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے **ابوحمدون** نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے **الیزیدی** نے روایت کی اور کہا کہ: (کاتبان مصاحف نے) ''اینالمخرجون'' اور اینالتارکوا'' کو یاء کے ساتھ لکھا۔

ائن لنا کا ذکر

نصیر نے **محمد بن یوسف النحوی** کے حوالے سے کہا کہ مصاحف کا سورۃ الشعراء آیت ۴۱: ''ائن لنالاجرا'' کو یاء کے ساتھ اور سورۃ الاعراف آیت ۱۱۳ میں '' ان لنااجرا'' کو بغیر یاء لکھنے پر اجماع ہے۔

ائذا کا ذکر

محمد نے کہا کہ سورۃ الواقعہ آیت ۴۷: '' ایذا متنا وکنا ترابًا'' میں 'ائذا' کو یاء کے

ساتھ لکھا ہے۔ قرآن میں کسی دوسری جگہ یہ آیت نہیں ہے ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع کے حوالے سے روایت کی۔ سارے قرآن میں صرف سورۃ الواقعہ میں " ایذا "کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ ہم سے طاہر بن غلبون نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن محمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن انس نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ہشام بن عمار نے روایت کی اور کہا کہ" سورۃ الواقعہ میں "ایذا" یاء ثابتہ کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ میں نے اس سلسلے میں اہل مدینہ اور عراق کے قدیم اصل مصحف میں تلاش کیا لیکن مجھے اس بارے میں نص نہیں ملی۔ میں نے ان مصاحف میں سورۃ یٰسٓ آیت ۱۹:"ائن ذکرتم" سورۃ الصافات آیت ۸۶:"ائفکاء الھة" اور سورۃ التوبہ آیت ۱۲:"ائمة الکفر" اور سورۃ الانبیاء آیت ۷۳:"ائمة یھدون" وغیرہ میں یاء کے تلفظ کے ساتھ پایا ہے کتاب ھجاء السنة میں بھی یہ اسی طرح لکھا ہے۔ سورۃ یوسف آیت ۹۰:"آء نک لانت یوسف" میں سارے سورۃ النمل (ا) میں "اء له مع اللّٰہ" سورۃ والصافات آیت ۵۲ "اءنک لمن المصدقین" اور سورۃ والنازعات آیت ۱۰:"اءنالمردو دون فی الحافرة" میں یہ لفظ بغیر یاء کے لکھا ہے اس کے برعکس نصیر بن یوسف نے بتایا ہے کہ سورۃ الاعراف میں واقع جو لفظ یا کے ساتھ لکھا ہے وہ تمام مصاحف میں ہے۔

ہم سے خلف بن حمدان نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ میں نے مصحف امام میں سورۃ العنکبوت آیت ۲۸ میں "انکم لتاتون الفٰحشة" میں لفظ ایک حرف (یعنی الف) کے ساتھ دیکھا ہے اور دوسری جگہ آیت ۲۹:" ائنکم لتأتون الرجال" لفظ دونوں یعنی دو الف کیساتھ دیکھا ہے۔ محمد بن عیسی نے کہا ہے کہ "افاءین" یاء اور نون کیساتھ دو جگہ آیا ہے۔ ایک آل عمران آیت ۱۴۴:"افائین مات" اور دوسری جگہ سورۃ الانبیاء آیت ۳۴:"افاءین مت" ابوعمرو نے کہا کہ جہاں یہ لفظ یاء کیساتھ لکھا گیا ہے وہاں وصل اور تلیین کیلئے بلا جماع لکھا گیا ہے مثلاً قول خداوندی:"لئلا"، "لئن"، "یومئذ" اور "حینئذ" جہاں کہیں آیا ہے

وباللہ التوفیق

باب:

فرق ظاہر کرنے یا ہمزہ کو واضح کرنے کی غرض سے زائد واو لکھنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ مصاحف کے کاتبوں کا قول خداوندی: "اولئک"، "اولئکم"، "اولی"، "اولوا"، "اولت" اور "اولاءِ" میں جہاں بھی یہ الفاظ قرآن میں آئے ہیں، ہمزہ کے بعد 'واؤ' بڑھانے پر اجماع ہے۔ میں نے اہل مدینہ اور سارے عراق کے مصاحف میں سورۃ الاعراف آیت ۱۴۵: "سأوریکم دار الفسقین" اور سورۃ الانبیاء آیت ۳۷: "سأوریکم ایتی" میں الف کے بعد 'واؤ' لکھا پایا ہے۔ لیکن قول خداوندی: "سورۃ طٰہٰ آیت ۷۱: اور سورۃ الشعراء آیت ۴۹: "و لاصلبنکم" میں مصاحف میں اختلاف ہے۔ بعض مصاحف میں ہمزہ کے بعد 'واؤ' لکھا ہے اور بعض میں 'واؤ' کے بغیر۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۲۷ میں لفظ 'واؤ' حذف کر کے لکھا گیا ہے۔ الخاقانی نے مجھے محمد بن عبداللہ کے حوالے اور محمد بن عیسی سے ان کی اسناد کے حوالے سے بتایا کہ سورۂ طٰہٰ اور سورۂ شعراء میں یہ لفظ 'واؤ' کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعض نے دونوں جگہ اسے بغیر 'واؤ' کے لکھا ہے۔

وباللہ التوفیق

15852

تفخیم اور اصل حرف کے اظہار کے مقصد سے الف کے ساتھ 'واؤ' لکھنے کا بیان

تمام مصاحف میں الف کو 'واؤ' کی شکل میں چار لفظوں میں متصل بنیادوں پر لکھا گیا ہے۔ اور چار لفظوں میں متفرق طور پر لکھا گیا ہے۔ مستقل بنیادوں پر الف کو 'واؤ' کی شکل میں لکھے جانے والے الفاظ یہ ہیں: "الصلوۃ"، "الزکوۃ"، "الحیوۃ" اور "الربوا" قرآن میں جہاں کہیں یہ الفاظ آئے ہیں ایسے ہی لکھے گئے ہیں۔ اور دوسرے چار الفاظ یہ ہیں۔ سورۃ الانعام آیت ۵۲ اور سورۃ الکہف آیت ۲۸: میں قول خداوندی: "بالغدوۃ" سورۃ النور آیت ۳۵ میں "کمشکوۃ" سورۃ المومن، آیت ۴۱ میں "النجوۃ" اور سورۂ والنجم آیت ۲۰ میں قول خداوندی "ومنوۃ" مجھ سے قاسم بن اصبغ کی روایت بیان کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے روایت کی اور کہا کہ مصاحف کے کاتبوں نے "الصلوۃ" "الزکوۃ"، "الحیوۃ" اور "الربوٰا" کو واؤ سے لکھا ہے۔

بشر (۱) بن عمرو نے ہارون بن عاصم الجحدری سے روایت کیا اور کہا کہ مصحف امام میں "الصلوۃ"، "الزکوۃ" "الغدوۃ" اور "الربوا" واو سے لکھا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ البتہ قول خداوندی: "وما کان صلا تھم"، "علی صلا تھم"، "عن صلا تھم" اور "فی صلا تھم" جہاں بھی قرآن میں آیا ہے اور سورۃ الانعام آیت ۱۶۲: "قل ان صلا تی" سورۃ سبحان آیت ۴۱: "ولا تجھر بصلا تک" سورۃ النور آیت ۴۱: "صلا ته و تسبیحه" نیز قول خداوندی: "حیاتنا الدنیا" جہاں کہیں آیا ہے۔ سورۃ احقاف آیت ۲۰ "فی حیاتکم" سورۃ والفجر آیت ۲۴: "لحیاتی" یہ کلمات ہر جگہ بغیر واو کے لکھے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے بعض مصاحف میں الف لکھا گیا ہو اور وہ کثرت سے ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ الف نہ لکھا گیا ہو اور یہ بہت کم ہے۔ میں نے اسی طرح تمام مصاحف اہل عراق میں سورۃ التوبہ آیت ۹۹: "وصلوات الرسول" آیت ۱۰۳: "ان صلوتک سکن لھم" سورۂ ھود آیت ۸۷: "اصلوتک تامرک" سورۃ المومنون آیت ۹: "علی صلوتھم

(۱) نسخہ ۴۷ میں بشار ہے۔ (۲) نسخہ ۴۷ میں سائر تھا ہے۔

یحافظون" چار مقامات پر کلمات 'واؤ' سے لکھے پائے ہیں۔
شاید بعض مصاحف میں واو کے بعد الف لکھا ہوا ہو۔ اور بعض میں حذف ہوا ہو۔ اسی طرح میں نے عام مصاحف میں سورۃ الکہف آیت ۸۱، اور سورۂ مریم آیت ۱۳ میں "زکوۃ" سورۂ روم آیت ۳۹ "من زکوٰۃ "سورۃ البقرہ آیت ۹۶ "علیٰ حیوٰۃ "سورۃ النحل آیت ۹۷: "حیوۃ طیبۃ" اور سورۃ الفرقان آیت ۳: "ولاحیوۃ" میں واو لکھی پائی ہے۔ البتہ سورۃ الروم آیت ۳۹ میں قول خداوندی: "من ربا" میں اختلاف ہے۔ جس کا ذکر بعد میں آئے گا ان شاء اللہ، میں نے تمام مصاحف میں سورۃ الممتحنہ آیت ۱ میں "مرضات اللّٰہ" اور "مرضاتی" جہاں کہیں آیا ہے۔ بر بنائے تلفظ الف سے لکھا پایا ہے۔

وباللہ التوفیق

اتصال اور سہولت کی غرض سے ہمزہ کو واو کی شکل میں لکھنے کا بیان

ہمیں الخاقانی نے خبر دی اور کہا کہ ہم سے الاصبہانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الکسائی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الصباح نے روایت کیا اور کہا کہ محمد بن عیسی الاصبہانی نے کہا کہ سورۂ ابراہیم آیت ۹: "نبؤ الذین"، سورہ ص آیت ۶۷: "نبؤا عظیم" سورہ التغابن آیت ۵: "نبؤ الذین" سب کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے اور انہوں نے کہا کہ قرآن میں جہاں بھی یہ لفظ رفعی حالت میں آیا ہے اس میں واو لکھی گئی ہے غیر رفعی حالت میں واو کے بغیر ہے، وہاں وہ "نبأ" کی شکل میں ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ اسی طرح تمام مصاحف میں سورۃ یوسف آیت ۸۵: "تفتؤا" سورۃ النحل آیت ۴۸: "یتفیؤا" سورۂ طہ آیت ۱۸: "اتوکؤا" اور اسی میں آیت ۱۱۹: "لا تظمؤا" سورۃ النور آیت ۸: "ویدرؤا" سورۃ الفرقان آیت ۷۷: "قل مایعبؤا" اور "یبدؤا الخلق" جہاں کہیں آیا ہے، سورۃ ص آیت ۲۱: "نبؤ الخصم" سورۂ الزخرف آیت ۱۸: "اومن ینشؤا" سورۃ القیامہ آیت ۱۳: "ینبؤا الانسان" ان تمام مقامات پر واو اور الف کیساتھ لکھا ہے۔ میں نے اہل عراق کے مصاحف میں تلاش کیا تو ان میں ان الفاظ کے اس طرح لکھنے میں مجھے کوئی اختلاف نظر نہیں آیا۔

ہم سے فارس بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے یونس نے روایت کیا اور کہا کہ مجھ سے ابن کیسہ مقری نے کہا کہ سورۂ یوسف آیت ۸۵ میں "تفتؤا" اور سورۂ الزخرف میں آیت ۱۸ میں "او من ینشؤا" دو لفظ 'واؤ' سے لکھے ہوئے ہیں۔ ابوعمرو نے کہا کہ البتہ سورۃ النساء آیت ۱۴۰: "ویستهزأبها" اور سورۃ الاعراف وغیرہ میں قول خداوندی: "وقال الملأ" سوائے سورۃ المؤمنون آیت ۲۴ میں پہلے لفظ اور ان تین الفاظ کے جو سورۃ النمل کی آیت ۲۹، ۳۲ اور ۳۸ میں ہیں نیز سورۃ التوبہ آیت ۱۲۰ میں "ظمأ"، سورۂ ھود آیت ۳۸ میں "ملأ"۔ ان تمام مقامات پر ملأ الف سے لکھا ہوا ہے اور ایسا انفصال اور تحقیق کی غرض سے کیا گیا ہے اسی طرح سورۂ یوسف آیت ۵۶ اور سورۃ الزمر آیت ۷۴ میں "یتبوأ منها" اور "نتبوأ من الجنة" صرف الف

سے لکھا گیا اور ایسا اس لئے کیا گیا ہے تاکہ لکھنے میں دو واؤ اکٹھے نہ ہوں۔

الملؤا کا ذکر

محمد بن عیسیٰ الاصبہانی نے کہا کہ سورۃ المومنون آیت ۲۴ میں پہلا لفظ "فقال الملؤا" واؤ اور الف سے لکھا ہے۔ اسی طرح سورۃ النمل میں تین مقامات پر: آیت ۲۹: "یایھا الملؤا انی القی الیّ"، آیت ۳۲: "یایھا الملؤ افتونی" اور آیت ۳۸: "یایھا الملؤا ایکم"، میں واؤ اور الف سے لکھا گیا ہے اس کے علاوہ صرف الف کے ساتھ بغیر واؤ کے لکھا ہے۔ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت بیان کی کہ سورۃ المنومنون آیت ۲۴: کے پہلے لفظ "قال الملؤ" کو صرف 'واؤ' سے لکھا ہے۔ لیکن درست بات وہ ہے جو محمد بن عیسیٰ نے کہی۔ بشر بن عمر نے ہارون بن عاصم الجحدری سے روایت کی کہ مصحف امام میں چار مقامات پر یہ لفظ 'واؤ' سے لکھا ہے۔

جزٰوء کا ذکر

محمد نے کہا کہ سورۃ المائدہ آیت ۳۳ میں "انما جزٰوءا الذین" اور اسی سورۃ میں آیت ۲۹ میں "وذلک جزٰوءا الظلمین" سورۃ الزمر آیت ۳۴: "جزٰوءا المحسنین"، سورۃ عسق آیت ۴۰: "وجزٰوءا سیئة"، اور سورۃ الحشر آیت ۱۷ میں "وذلک جزٰوءا الظلمین" میں لفظ جزٰوء 'واؤ' سے لکھا ہوا ہے اور یہ پانچ مقامات ہیں اور جس نے کہا کہ چار ہی ہیں تو اس نے سورۃ الزمر والے لفظ کو ان میں سے الگ کر دیا۔ سورۃ الکہف اہل عراق کے مصاحف میں "فلهٗ جزٰوءا الحسنی" میں 'جزٰوٗا' واؤ سے لکھا ہے اور مصاحف اہل مدینہ میں بغیر 'واؤ' کے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عراق کے مصاحف میں سورۃ طٰہٰ میں "وذلک جزوءا من تزکی" واو سے لکھا ہے اور عاصم الجحدری نے کہا کہ مصحف امام میں "جزاوءا" تین مقامات پر واو سے لکھا ہے۔ دو مقامات سورۃ المائدہ میں ہیں اور تیسرا سورۃ عسق میں۔

شرکؤا کا ذکر

محمد نے کہا کہ "شرکؤا" دو مقامات پر واو سے لکھا ہوا ہے ایک سورۃ الانعام آیت ۹۴:

"فیکم شرکؤا" اور دوسرا سورۂ عسق آیت ۲۱: "ام لھم شرکؤا"۔

انبؤا کا ذکر

محمد نے کہا کہ سورۃ الانعام آیت ۵: "فسوف یاتیھم انبؤا" اور سورۃ الشعراء آیت ۶: "فسیاتیھم انبٰوء ا" میں یہ لفظ واو اور الف سے لکھا ہے۔

عُلمٰؤا کا ذکر

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف اہل عراق میں سورۃ الشعراء آیت ۱۹۷ میں "علمٰؤا بنی اسراء یل" اور سورۂ فاطر آیت ۲۸ "من عباده العلمٰؤا" یہ لفظ واو اور الف سے لکھا ہے۔ کتاب ھجاء السنہ میں بھی ان دو مقامات پر یہ لفظ اسی طرح لکھا ہے۔

ذکر الضعفؤا

محمد نے کہا کہ یہ لفظ جہاں کہیں رفعی حالت میں آیا ہے اس میں 'واؤ' ہے ابوعمرو نے کہا کہ سورۂ ابراہیم آیت ۳۱ اور سورۃ المومن آیت ۴۷ میں درج یہ لفظ بھی اس میں شامل ہے۔ ابو جعفر الخزاز نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ سورۂ ابراہیم میں وارد "فقال الضعفوءا" ایک مقام پر "الُضعفٰوء ا" واو سے لکھا ہے اور کتاب الغازی بن قیس میں دس مقامات پر 'واؤ' اور الف کے ساتھ لکھے ہونے کا ذکر ہے۔

نشؤا کا ذکر

محمد نے کہا کہ قرآن میں سوائے سورۂ ھود آیت ۸۷: "اوان نفعل فی اموالنا مانشؤا" کے سوا کہیں بھی "نشؤا" واو اور الف کے ساتھ لکھا ہوا نہیں ہے۔

دُعؤا کا ذکر

محمد نے ابوجعفر الخزاز کے حوالے سے کہا کہ سورۂ حم المؤمن آیت ۵۰: "وما دعؤا الکفرین" کے سوا قرآن میں کہیں یہ لفظ واو اور الف کے ساتھ لکھا ہوا نہیں ہے۔

شفعٰوء کا ذکر

محمد نے کہا کہ سارے قرآن میں "شفعاء" میں کہیں واو نہیں ہے سوائے سورۃ الروم

آیت ۱۳: "من شر کائهم شفعؤا" واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔

البلؤا کا ذکر

محمد نے نصیر کے حوالے سے کہا کہ تمام مصاحف میں سورہ والصافات آیت ۱۰۶: "البلؤا المبین" اور سورۃ الدخان آیت ۳۳ "بلؤا مبین" میں یہ لفظ واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ ان مقامات پر واو کے بعد الف دو معنوں میں لکھا گیا ہے یا ہمزہ کے خفیف ہونے کے باعث اس کی تقویت کے لئے جو الکسائی کا قول ہے یا واو جمع کے ساتھ اس واو کی مشابہت کے لئے جو یہاں ہمزہ کی شکل میں ہے جہاں یہ حرف کے آخر میں آئیں لہذا ان کے آخر میں الف لگا دی گئی جس طرح دوسری جگہوں میں کیا گیا اور یہ ابوعمرو بن العلاء کا قول ہے اور دونوں قول اچھے ہیں۔ ابوعمرو نے کہا کہ سورۃ الممتحنہ آیت ۴: "اَنَا بُرَءٰ ؤُا" میں ہمزہ کے بعد واو اور الف لکھنے پر تمام مصاحف متفق ہیں۔ اسی طرح سورۂ آل عمران آیت ۱۵: "قُل اؤُ نبئکُمْ" میں ہمزہ کے بعد واو لکھنے پر تمام مصاحف کا اتفاق ہے اور یہاں ہمزہ کی تلیین کی غرض سے ایسا ہوا ہے۔ دوسرے مقامات پر ایسے کلمات میں واو نہیں لکھی گئی ہے مثلاً "ءَاُ نزل علیه" اور "ءاُ لقی الذکر" اور یہ تحقیق کی غرض سے اور ہمزہ کے ساتھ دو الف کے ایک جگہ اکٹھے ہونے کی کراہت کے پیش نظر ہے۔ ان تمام کو دو مذاہب فکر پر مبنی خیال کیا گیا ہے۔

ہمزہ کا ذکر اور مصاحف میں اس کے لکھنے کے احکام

جاننا چاہیے کہ ہمزہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ساکن اور متحرک ساکن، ہمزہ لفظ کے یا درمیان میں آتا ہے یا آخر میں۔ اور دونوں جگہوں اپنے ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرف کی شکل میں لکھا جاتا ہے کیونکہ تخفیف میں یہ اُسی حرف میں بدل جاتا ہے

ہمزہ بشکل الف

یعنی اگر ماقبل فتحہ (زبر) ہو تو اسے الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ مثلاً

"البأس"، "البأساء"، "لضأن"، "من كأس"، "في شأن"، "شانهمُ"،
"دأبا"، "كدأب"، "اقرأ"، "ان يشأ"، "ام لم ينبأ" وغیرہ

ہمزہ بشکل یا

اور اگر ماقبل حرف کے نیچے کسرہ (زیر) ہو تو اسے یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے مثلاً

"انبِئهم"، "نبّئنا"، "جئت"، "جئنا"، "شئت"، "شئنا"،
"لَمُلِئَت"، "نبئ"، "هيّئ"، "اور يهيئ" وغیرہ

ہمزہ بشکل واو

اور اگر ماقبل ضمہ (پیش) ہو تو اسے واو کی شکل میں لکھا جاتا ہے مثلاً

'المؤمنون، المؤتون، يؤفك، يؤفكون، تسؤكم، لؤلؤ'

ہمزہ ابتدائے کلام میں

متحرک ہمزہ یا تو ابتدائے کلمہ میں آتا ہے یا وسط میں یا آخر میں۔

ابتدائے کلمہ میں اسے فتحہ (زبر)، کسرہ (زیر) اور ضمہ (پیش) ہر حرکت کے ساتھ صرف الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے کیونکہ اس میں براہ راست تخفیف نہیں ہوتی جو اسے سکون کے قریب کرے اور ساکن حرف ابتدائے کلمہ میں نہیں آتا۔ لہٰذا اسے ایک ہی شکل میں لکھا گیا اور اسے یاء اور واو دونوں کو چھوڑ کر صرف الف کی شکل پر رہنے دیا گیا۔ جہاں الف مخرج

ہونے میں ہر حرکت کے ساتھ شامل ہے لیکن دوسری دو حرکتوں یعنی واو اور 'یا' سے الگ مثلاً

"اَمَرَ، اخذ، اتی، احمد ، ایوب، ابراھیم، اسمٰعیل، اسحٰق، آلا، اَمّا، اِذ، اذا، اُنزل، املی، اولئک، اوحی" وغیرہ

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس پر کوئی دخیل زائد حرف آئے مثلاً

سأصرف، یافبأیّ، اَفَأَنت، بأنّہ، کأنّہ، کأیّن، بایمٰن، لإیلٰف قریش، لِبامام، فلأمہ، سأنزل، لأقطّعن وغیرہ۔

ہمزہ وسط کلمہ میں

البتہ وسط کلمہ میں آنے کی صورت میں جب تک اس پر فتح (زبر) نہ ہو اور اس سے پہلے کسرہ (زیر) یا ضمہ (پیش) نہ ہو یا پھر خود ہمزہ پر ضمہ (پیش ہو) اور ماقبل مکسور ہو تو ہمزہ کو اپنی حرکت مطابق حرف کی شکل میں لکھا جائے گا اور ماقبل کی حرکت کا اعتبار نہیں ہوگا یعنی اگر خود اس پر فتحہ (زبر) ہو تو الف کی شکل میں لکھا جائے گا۔ مثلاً

"سألتم"، "سَأل"، "رأیت"، "رأوک"، "بدأکم"، "انشأکم"، "فقرأہ"، "اور لتقرأہ" وغیرہ

اور اگر اس پر کسرہ (زیر) ہو تو اسے یاء کی شکل میں لکھا جائے گا مثلاً

'یَئِسَ"، "یِسوا"، "فلاتبتئس"اور"سئل سئلوا وغیرہ

اگر اس پر ضمہ (پیش) ہو تو اسے واو کی شکل میں لکھا جائے گا مثلاً

'یذرئوکم'، 'یکلؤکم'، 'توزھم'، 'نقرؤہ' وغیرہ

اور اگر اس پر یعنی ہمزہ پر تو فتحہ (زبر) ہو اور ماقبل پر کسرہ (زیر) ہو یا ضمہ (پیش ہو)، یا خود اس پر ضمہ (پیش) ہو اور ماقبل مکسور ہو تو اسے ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف کی شکل میں لکھا جائے گا یعنی کسرہ کے بعد یاء کی شکل میں ضمہ (پیش) کے بعد 'واؤ' کی شکل میں مثلاً

'الخاطئۃ'، 'ناشئۃ'، 'لیبطئن'، 'موطِئا'، 'خاسِئاً'، 'ننشئکم'، 'شانئک اور مُلئت' وغیرہ

اور ماقبل ضمہ (پیش) کی صورت میں:

الفؤاد'، 'بسئوال'، 'یئودہ'، 'یؤلف'، 'مؤجلا'، 'مئوذن'، 'ھزوًا اور 'کفوًا وغیرہ

اور جب ہمزہ مضموم (پیش والا) ہو اور اس سے پہلے کسرہ (زیر) ہو مثلاً

''انبئکم'، 'لاینبئک'، 'سنقرئک''، وغیرہ

یہ اس صورت میں کہ جب ماقبل درمیانی حرف متحرک ہو یا ساکن ہو حرف صحیح ہو یا حرف علت ہو تو ہمزہ کو حرکت کے مطابق نہیں لکھا جائے گا کیونکہ جب اس میں نقل کے ذریعے یا بدل کے ذریعے تخفیف کی جائے گی تو اس طرح اس کا لفظ ختم ہو جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے۔

'یسئل'، 'یسئلون'، 'لاتجئـروا'، 'یجئرون'، 'لایسئم'، 'ویسمئون'، 'فسئل'، 'وسئلھم'، 'المشئمة اور جزاءًا۔ اسی طرح سؤة سوء تکم '، 'شیئا'، 'سیئت'، ' بریئون'، 'ھنیئا مریئا'، 'اور بریئاً'' وغیرہ

اسی طرح اگر ہمزہ کے بعد الف آئے تو ہمزہ کو مفتوح کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا۔ اگر بعد میں یاء آئے تو اسے مکسور شکل میں نہ لکھا جائے گا اور اگر بعد میں 'واؤ' آئے تو اسے مضموم شکل میں نہ لکھا جائے گا تا کہ لکھنے میں دو الف، دو یاء اور دو 'واؤ' جمع نہ ہوں مثلاً

ءامن، ء ادم، وازر، وشنئان، وان تبوّءا، رء اھونتا، رءاک اور فرءاہ'' وغیرہ اور مکسور ''خسئین، خٰطئین، متکئین اور اسراء یل'' وغیرہ اور مضموم: ''یئودہ، یئوسا، لیئوس، فادرءوا، مبرءون اور برءوسکم وغیرہ

اور جب ہمزہ خود ساکن ہو اور ماقبل الف ہو اور ہمزہ مفتوح (زبر والا) ہو تو بھی ہمزہ حرکت کے مطابق نہ لکھا جائے گا مثلاً

أبناءَ نا'، 'نساء نا'، 'ماجاء نا'، 'أبناء کم'، 'نساء کم' اور 'لقد جاءکم وغیرہ

اور اگر ہمزہ پر ضمہ (پیش) ہو تو پھر 'واؤ' کی شکل میں لکھا جائے گا مثلاً

'ءاباؤ کم'، 'ابناؤ کم'، 'اور اولیاؤہ " وغیرہ اور اگر ہمزہ مکسور (زیر والا) ہوتو پھر یوں لکھا جائے گا:"من ابائھم"، 'الی نسائکم والی اولیائکم' اور بناابائنا" وغیرہ

ہم اسے پہلے مستقل فصل میں بیان کر چکے ہیں۔

ہمزہ جب کلمہ کے آخر میں واقع ہو

وہ ہمزہ جو کلمہ کے آخر میں آئے تو اگر اس کا ماقبل حرف اپنی حرکت کے مطابق ہو حرکت چاہے کوئی ہو یعنی حرکت اگر فتحہ (زبر) ہوتو ہمزہ کو الف کی شکل میں لکھا جائے گا مثلاً

"بدأ"، 'انشأ'، 'من سبإبنبإ'، 'الملاء'، 'یستھزأ اور نتبوأ وغیرہ

اور اگر حرکت کسرہ (زیر) ہوتو ہمزہ کو یاء کی شکل میں لکھا جائے گا۔ مثلاً:

قرئ، استھزئ، لکل امرئ، من شطئ، یستھزئ، یبدئ اور تبوئ وغیرہ۔

اور اگر یہ حرکت ضمہ (پیش) ہوتو ہمزہ واو کی شکل میں لکھی جائے گی مثلاً

"ان مرؤا، اللؤلؤ اور لؤلؤ"

اور اگر ہمزہ سے ماقبل حرف ساکن ہو۔ یہ حرف صحیح ہو یا حرف مدّ یا حرف لین ہو۔ تو اسے کسی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیونکہ اس کا تلفظ خفیف ہونے پر ختم ہو گیا مثلاً:

الخبْء، بین المرْء، دفْءٌ، ملءُ الارض، جزء، شیئ، السوء، المسیئ بالسؤ، برئ، قُرُوءٍ ،شاءَ، جاء، یشاء، الماء، من الماء، ماء اور سواء وغیرہ

ابوعمرو نے کہا کہ ہمزہ کو تمام حالات اور حرکات کے ساتھ لکھنے کا یہ قیاسی قاعدہ ہے۔ لیکن ان قواعد سے خارج بھی بعض کلمات میں ہمزہ کو لکھا گیا اور ایسا مخصوص معانی کے لئے کیا گیا جس کا ذکر متعلقہ ابواب میں آئے گا۔

وباللہ التوفیق

باب:
تلفظ کی بناپر یاء کو الف کی شکل میں لکھنے کا بیان

جاننا چاہیئے کہ یاء والے اسماء اور افعال کو امالہ اور تغلیب اصل کی بناء پر چاہے کسی ضمیر سے متصل ہوں یا نہ ہوں، ساکن ہوں یا متحرک مثلاً

الموتیٰ، السلویٰ، المرضی، الاسری، شتّی ، صرعٰی، طوبی، الحسنیٰ، للیسریٰ، للعسریٰ، البشرٰی، موسیٰ ، عیسی، احدی، احدیهما، احدیهنّ، بشریکم، فی اخریکم ، مجریها، مرسیها، الهدی، الهویٰ، العمی، ادنیٰ، ازکی، ازلٰی، هدی، فتی، مولیٰ، مصلّی، مصفّیٰ، مسمّی، قری، عمی، غزّی، اَبی، سعی، رمی، یتلی، تدعٰی، لایحفی، لاتعری، اتیکم، اریکم، ایتها اور لایصلیها" وغیرہ

کو مصاحف 'یاء' سے لکھنے پر متفق ہیں سوائے آخر میں الگ آنے والے یا اور سات مقامات کے جہاں مصاحف میں ان کے الف سے لکھنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اصل مطرد سے مراد وہ لفظ ہے جس میں یاء سے پہلے ایک دوسرا یاء ہو مثلاً قول خداوندی:

"الدنیا، العلیا، الرٔیا، رءیاک، رءیای، الحوایا، فاحیابه، احیاهم، احیاکم، احیاها، محیاهم، نموت ونحیا، امات واحیا، اور محیای"

اسی طرح "هدای، مثوای اوریبشری" اور اس قسم کے الفاظ جہاں کہیں آئے ہیں۔ یہ شکل میں دو یاء اکٹھا لکھنے میں کراہیت کے باعث ہے۔ البتہ میں نے شہری مصاحف میں جن میں اکثریت کوفی اور بصری مصاحف کی ہے اور جنہیں تابعین وغیرہ نے لکھا ہے سورہ یوسف آیت ۱۹ میں: "یٰبشریٰ" بغیر یاء اور بغیر الف کے دیکھا ہے اسی طرح میں نے ان مصاحف میں سورہ والشمس آیت ۱۳: "وسقیها" پایا ہے بعض مصاحف میں میں نے سورۂ بقرہ آیت ۳۸: "هدیٰ" اور سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۳ میں: "هدای" سورۂ الانعام آیت

۱۶۲: "محیٰی" اور سورۃ یوسف آیت ۲۳: " مثوای " اور اسی طرح پایا ہے۔ میں نے اکثر مصاحف میں ان الفاظ کو الف سے لکھا پایا ہے۔

کتاب الغازی بن قیس میں "هداي" الف کے ساتھ اور "محییٰ"، "یبشري" اور "سقیٰها" کو بغیر الف اور یاء کے لکھے ہیں۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ادریس نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے خلف نے روایت بیان کی اور کہا کہ میں نے الکسائی کو کہتے سنا کہ "احیا" کو یاءٔ کی بجائے الف کے ساتھ محض اس لئے لکھا ہے کہ دو یاء جمع نہ ہو جائیں۔ انہوں نے کہا اسی طرح "الدنیا، اور العلیا" کو الف سے لکھا گیا ہے۔

البتہ قول خداوندی: "یحیی" جب یہ اسم مثلاً قول خداوندی: "ویحیی و عیسیٰ" اور یٰیحییٰ خذ الکتب" اور بغلٰم اسمه یحیی" وغیرہ قسم کے الفاظ۔

اور قول خداوندی سورۃ الانفال آیت ۴۲: "ویحیی من حی عن بیّنة" اور سورہ طٰہ آیت ۷۴ اور سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۳: "ولا یحیی" یہاں امالہ کے سبب یہ الفاظ 'یاءٔ کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ البتہ "خطٰینا"، "خطٰیکم" اور "خطٰیهم" جہاں بھی آئے ہوں، بغیر یاء اور بغیر الف کے لکھے ہیں اور اکثر مصاحف میں طاء کے بعد والا الف بھی محذوف ہے۔

رہے وہ سات مقامات تو وہ یہ ہیں: (۱) سورۂ ابراہیم آیت ۳۶: "ومن عصانی" سورۂ سبحان (بنی اسرائیل) آیت ۱: "الی المسجد الاقصا"، سورۃ الحج آیت ۴: "انّه من تولاّه"، سورۃ القصص آیت ۲۰ اور سورۂ یٰس آیت ۲۰: "من اقصا المدینة" سورۃ الفتح آیت ۲۹: "سیمٰا هم"، سورۃ الحاقہ آیت ۱۱: "طغالماء" ان مقامات پر تفخیم کی غرض سے ان الفاظ کو الف کے ساتھ لکھا گیا ہے ابو حفص الخزاز نے کہا کہ سورۂ طٰہ آیت ۱۲: "طوًا" قرآن میں نہیں ہے۔ میں نے اہل عراق وغیرہ کے مصاحف میں غور سے دیکھا تو مجھے وہاں یہ لفظ 'یاءٔ کے ساتھ لکھے بغیر نہیں ملا۔ اس کی مثال سورۂ والنازعات کی آیت ۶ میں لفظ "طوی" کی ہے۔

میں نے ان مصاحف میں سورۃ الکہف آیت ۳۳: "کلتا الجنتین" اور سورۃ المومنون آیت ۴۴ میں "رسلنا تترا" الف سے لکھا پایا ہے۔ "علی"، الیٰ"، حُتیّ"، کو تمام مصاحف میں یاء کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اسی طرح ہے:

"یویلتی"، "یحسرتی"، "یاسفی"، "انیٰ"، "بمعنی کیف"، "متی"، "عسی" اور "بلی"

تمام مصاحف میں جہاں آئے ہیں یاء کے ساتھ لکھے ہیں۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے ادریس نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے خلف نے روایت بیان کی اور کہا کہ میں نے الکسائی کو کہتے سنا ہے کہ سورۂ یوسف آیت ۲۵ میں "لدالباب" الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ اس پر تو مصاحف متفق ہیں لیکن سورۃ المومن آیت ۱۸: "لدی الحناجر" میں مصاحف کا اختلاف ہے بعض مصاحف میں یہاں یہ لفظ یاء کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں الف کے ساتھ۔ لیکن زیادہ تر یاء سے لکھا ہے۔ سورۂ یوسف میں وارد اس لفظ کے معنی مفسرین نے 'عند' یعنی 'پاس' لکھے ہیں۔ اور سورۂ غافر میں وارد اس لفظ کے معنی "فی" بمعنی 'میں' لکھے ہیں اس لئے دونوں کے لکھنے میں بھی فرق ہوا ہے۔ نحویوں کا کہنا ہے کہ تلفظ کے اعتبار سے یہ لفظ الف سے لکھا ہوا ہے اور الف کے یاء کے ساتھ بدل جانے اور پھر اسے ہی متکلم کے ساتھ مضاف ہونے کے اعتبار سے یاء کے ساتھ لکھا گیا ہے مثلاً "علی" اور "الیّ" وغیرہ۔

ہم سے الخاقانی نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت بیان کی اور کہا کہ "علی"، "لدی" اور "الی" سب یاء کے ساتھ لکھے گئے ہیں البتہ "حتی" کو بڑی اکثریت نے یاء سے لکھا ہے اور میں نے بعض مصاحف میں اسے الف سے لکھا دیکھا ہے اور میں نے خود قدیم مصحف میں اسے الف سے لکھا دیکھا ہے لیکن مصحف امام اور مصاحف احصار یعنی اسلامی شہروں کو بھیجے جانے والے مصاحف سے اختلاف کے باعث اس پر عمل نہیں ہے۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے میرے والد نے روایت بیان کی اور کہا کہ.........ہم سے ابوجعفر النصیبی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے سلیمان بن جریر نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے سعید بن زید نے روایت کی اور کہا کہ میں نے ایوب کے لئے ایک کتاب لکھی اور اس میں 'حتا' کو الف

سے لکھا تو انہوں نے کہا کہ اس 'حتا' کو 'حتی' کر کے لکھو، عاصم الجحدری نے کہا کہ میں مصحف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں سورۃ النساء آیت ۳ میں " ماطاب لکم " میں 'طب' کو 'طبب' لکھا دیکھا ہے۔ الکسائی نے کہا کہ میں نے مصحف ابی بن کعب میں سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸: "وللرجال" کو "وللرجیل" اور "جاءتھم رسلھم" میں "جیاتھم" اور "وجاء امر ربک" میں "وجیا" لکھا دیکھا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ اہل مکہ کے مصحف میں جاء کو 'جیا' اور 'جاء تھم' کو 'جیاتھم' کو اپنی اصل پر لکھا ہے۔ ابو عمرو نے کہا کہ ہم نے مصاحف اہل امصار میں کہیں بھی ایسا لکھا نہیں دیکھا۔

وباللہ التوفیق

باب:

معنی کے اعتبار سے واو والے الفاظ کو 'یاء' کے ساتھ لکھنے کا بیان

مصاحف واو والے ثلاثی اسماء وافعال کو امالہ کے امتناع کے باعث الف کے ساتھ لکھنے پر متفق ہیں۔ مثلاً "الصفا"، "شفا"، "سنا"، "اباحد"، "خلا"، "عفا"، "دعا"، "بدا"، "نجا"، "علا"، "لعلا(۱)" البتہ گیارہ الفاظ ایسے ہیں جو 'یاء' کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ پہلا لفظ سورۃ الاعراف آیت ۹۸ میں: "بأسنا ضحی" سورۂ طٰہٰ آیت ۵۹: "وان یحشر الناس ضحی" سورۃ النور آیت ۲۱: "ماز کی منکم" سورۂ والنازعات آیت ۳۰: "دحیھا" اور آیت ۲۹، ۴۶ میں دو جگہ "ضحیھا" سورۂ والشمس آیت ۱: "وضحیھا" اور آیت ۲: "تلیھا" آیت ۶: "ماطحیھا" سورۂ والضحی آیت ۱: "والضحی" (۲) آیت ۲: "والیل اذا سجی" اور ایسا ماقبل اور مابعد کے تتبع میں ہے۔ اس کے سارے جوڑ ایک ہی شکل میں آئیں گے۔

وباللہ التوفیق

(۱) نسخہ ۴۸ میں اضافہ: دشہہ۔

باب:

لفظ میں دو لاموں میں سے ایک لام کو معنی کے اعتبار سے حذف کرنے اور اصل کی بناء پر حذف نہ کرنیکا بیان

جاننا چاہیئے کہ کثرت استعمال (۱) اور دو ایک جیسی شکلوں کے اکٹھا کرنے کی کراہت کے باعث دو لاموں میں سے ایک لام کو حذف کرنے پر مصاحف کا اجماع ہے مثلاً قول خداوندی:

"والّیل"، "الّذی"، "الذین"، "الذَین"، "الذان"، "التی"، "التی ارضَعنکم"، "والّٰتِی یاتین"، "والّٰتی دخلتم"، "والئی یظھرون"، اور "والّئِی ییئسن" (۲) وغیرہ

جو لفظاً ایسے الفاظ ہوں۔ یہ الفاظ قرآن میں جہاں کہیں آئے ہیں (۲) ان میں ایک لام محذوف ہے۔ میرے نزدیک یہاں جو لام حذف ہے (۳)۔ اصلی لام ہے۔ ہوسکتا ہے کہ محذوف ہونے والا لام لام معروفہ ہو جو ادغام کے سبب ختم ہوگیا ہو اور یہ مدغم فیہ کے ساتھ مل کر ایک ہی حرف بن گیا ہو لیکن پہلی بات زیادہ معقول ہے کیونکہ اس لام کو ہمزہ وصل سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہ اس وجہ سے حذف نہیں ہوا۔ اس کے بعد مصاحف کا دو لاموں کا اپنی اصل پر باقی رکھنے پر اجماع ہے مثلاً قول خداوندی:

"اللعنون"، "اللعنۃ"، "من اللعبین"، "اللغو"، "اللھو"، "اللؤلؤ"، "اللّٰت والعزی"، "اللمم"، "اللھب"، "اللطف"، اور "اللوّامۃ"

جہاں بھی یہ کلمات بعینہ آئے ہیں۔ اور اسی طرح دو لام اللہ کے اسم میں "اللّٰہ" عزوجل میں موجود ہے مثلاً "اللّٰھم" جہاں بھی آیا ہے۔ میں نے اہل عراق وغیرہ کے مصاحف میں بڑے غور سے دیکھا ہے ان میں بمعنی میں نے وہی کچھ دیکھا جو سب نے لکھا ہے۔

وباللہ التوفیق

---

(۱) نسخہ ۴۸ میں کثرۃ مکرر ہا ہے۔

(۲) نسخہ ۴۷ میں اضافہ ہے۔ (۳) نسخہ ۴۷ اور ۴۸ میں 'ھی' کا لفظ محذوف ہے۔

باب:

اصلاً مقطوع اور لفظاً موصول حروف کی کتابت کا بیان

'ان لا' کا ذکر

ہم سے محمد احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کی اور کہا کہ سارے قرآن کریم میں جہاں بھی "آلا" آیا ہے، وہ بغیر نون کے ہے۔ سوائے دس مقامات کے جہاں نون لکھا گیا ہے۔ پہلا مقام سورۃ الاعراف آیت ۱۰۵: "اَن لا اقول" اور اسی میں آیت ۱۶۹ میں: "ان لا یقولوا"۔

سورۃ التوبہ آیت ۱۱۸: "ان لا ملجأ من اللّٰہ" اور سورہ ھود آیت ۱۴: "وان لا الٰہ الّا ھو" اور آیت ۲۶: "ان لاتعبدوا الا اللّٰہ انی اخاف" سورۃ الحج آیت ۲۶: "ان لا تشرک بی شیئاً" سورہ یٰسین آیت ۶۰: "ان لاتعبدوا الشیطن" سورۃ الدخان آیت ۱۹: "وان لاتعلوا علی اللّٰہ" سورہ الممتحنہ آیت ۱۲: "ان لا یشرکن باللّٰہ شیئاً" سورہ ن والقلم آیت ۲۴: "ان لا یدخلنّھا الیوم" یہ مقامات ہیں جہاں لفظ "اَنْ لا" نون کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ ہم سے اسحٰق بن الحجاج المقری نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی حماد نے روایت بیان کی اور کہا کہ میں نے حمزہ اور ابوحفص الخزاز کو کہتے سنا کہ 'ان لا' دس مقامات پر الگ الگ لکھا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے ان دس مقامات کا ذکر کیا۔

'من ما' کا ذکر

ن کے ساتھ ''من ما'' کا ذکر

مجھے الخاقانی نے بتایا کہ ہمیں الاصفہانی نے خبر دی اور کہا کہ ہم سے الکسائی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الصباح نے روایت بیان کی اور کہا کہ محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ 'فمن ما' ان تین مقامات پر الگ الگ لکھا ہوا ہے:

۱ : سورۃ النساء آیت ۲۵: فمن ماملکت ایمٰنکم''، سورۃ الروم آیت ۲۸: من ما ملکت ایمٰنکم من شرکاء''، سورۃ المنافقین آیت ۱: ''من مارزقنکم''۔

ابوعمرو نے کہا کہ قول خداوندی: ''مِنْ مال اللّٰه '' اور ''مِن ماءٍ' وغیرہ یہاں اسم ظاہر پر من داخل ہونے کے باعث من کو الگ لکھا گیا ہے اور قرآن میں جہاں یہ لفظ اس طرح آیا ہے الگ لکھا ہے البتہ اگر 'مِنْ'، 'مَنْ' پر داخل ہو تو مصاحف میں کہیں بھی اسے اکٹھا لکھنے اور نون کو حذف کرنے پر کوئی اختلاف نہیں، مثلاً قول خداوندی:

''ممّن منع' ممّن افتری''، '' ممّن کذب''، '' ممن دعا''، اور ''ممّن معک وغیرہ

اسی طرح سورہ طارق آیت ۵: ممَّ خلق میں بھی مِمَّ ایسے ہی اکٹھا لکھا ہے۔

'عن ما' کا زکر

ابوعمرو نے کہا کہ سارے قرآن کریم میں جہاں کہیں 'عمّا' آیا ہے بغیر نون، لکھا ہے سوائے سورۃ الاعراف آیت ۱۶۶: ''عن مانھوعنه'' جہاں عن کو نون کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

ہم سے فارسی بن احمد المقری نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے جعفر بن احمد نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے محمد بن الربیع اور الخاقانی نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے احمد بن اسامہ نے روایت بیان کی اور کہا کہ ہم سے میرے والد نے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس بن عبدالاعلیٰ نے روایت بیان کی اور کہا کہ مجھے علی بن کیسہ نے کہا کہ ''عن ما نھوعنه'' میں 'عن' الگ لکھا ہوا ہے اور 'ما' الگ لکھا ہے، نیز ہم سے محمد بن علی نے روایت

بیان کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت بیان کی اور کہا کہ "عن ما نهو عنه" قرآن کریم میں صرف دو مقامات پر 'عن' اور 'ما' الگ الگ لکھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ قرآن کریم میں کہیں انہیں الگ نہیں لکھا گیا ہے۔

'وان ما' کا ذکر

محمد بن عیسیٰ نے اسحاق بن الحجاج سے انہوں نے عبدالرحمان بن ابی حماد سے انہوں نے حمزہ بن حبیب الزیات اور ابو حفص (۱) الخزاز سے روایت کیا کہ قرآن کریم میں سورہ الرعد آیت ۴۰: "وان ما نرینک" ایک مقام کے سوا اور کہیں "ان ما" کو الگ الگ نہیں لکھا گیا۔ ہم سے محمد بن علی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ادریس نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے خلف نے روایت کیا اور کہا کہ سورۃ الرعد کے آخر میں "وان ما نرینک" ایک مقام کے سوا قرآن کریم میں 'ان' کو 'ما' سے الگ نہیں لکھا گیا

فالم کا ذکر

ابوعمرو نے کہا کہ تمام مصاحف میں سورۂ ھود آیت ۱۴: "فالم یستجیبوا" میں 'فالم' کو بغیر نون لکھا گیا ہے اور سورۃ القصص آیت ۵۰: "فان لم یستجیبو" میں اسے نون کے ساتھ لکھا گیا ہے اور یہ کہ یہ بات ہمیں محمد بن احمد نے ابن الانباری کے حوالے سے اور انہیں محمد نے نصیر کے حوالے سے مصاحف کے اتفاق کے سلسلے میں بتائی۔

أن لن کا ذکر

محمد بن احمد نے ہمیں ابن الانباری کے حوالے سے بتایا کہ "ان لن" کو قرآن میں دو مقامات: سورۃ الکہف آیت ۴۸: "الّن نجعل لکم موعدا" اور سورۃ القیامہ آیت ۳: "الّن نجمع عظامه" میں بغیر نون کے لکھا گیا ہے۔

---

(۱) ابوحفص کے ذکر میں جو کچھ ملا۔ ہم نے اسے اسی حالت میں رہنے دیا۔ کیونکہ ہمارے تین مآخذ اور نسخہ ب ابوحفص میں ابوجعفر الخزاز کا کچھ ذکر گزر چکا ہے۔ مزید بعد میں آئے گا ابن الجزری نے غایۃ النہایۃ ج اص ۸۶ اور ۸۷ میں ان کے حالات بیان کئے ہیں۔ ہمیں جو کچھ محسوس ہوا ہے وہ یہ کہ ابوحفص نے ابوجعفر سے قرآن لکھا ہے کیونکہ ابوحفص کی طرز تحریر ابوجعفر کی تحریر کے قریب ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں یہی کچھ معلوم ہوا۔ واللہ علم بالصواب۔

اس کے سوا یہ "ان لن "نون کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ بات حمزہ اور ابوحفص الخزاز نے کہی۔ محمد بن عیسیٰ اور بعض دوسروں نے کہا کہ سورۃ المزمل آیت ۲۰ میں "ألن تحصوه" لکھا گیا ہے۔ الغازی نے اپنی کتاب میں اسے "نون" کے ساتھ لکھا بتایا ہے ابوعمر نے بتایا کہ تمام مصاحف میں جہاں بھی "أن لم" آیا ہے وہاں "أن" کو فتحہ (زبر) کے ساتھ "إن لَمْ" میں 'إن' کو کسرہ (زیر) کے ساتھ لکھا گیا ہے ماسوائے ایک مقام کے جو سورہ ھود آیت ۱۴ میں جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

'عن من' کا ذکر

ابوعمرو نے کہا کہ ہر مصحف میں سورۃ النور کی آیت ۴۳: "ويصرفه عن من يشاء" اور سورۃ النجم کی آیت ۲۹ میں "عن من تولى" میں اس لفظ کو نون کے ساتھ لکھا ہے۔ ان دو مقامات کے سوا قرآن میں کہیں اس طرح نہیں ہے البتہ قول خداوندی: سورۃ المؤمنون آیت ۴۰: "عماقليل" اور "عمّ يتساء لون" میں 'عن ما' کو بغیر کسی اختلاف کے اکٹھا لکھا گیا ہے۔

"ام من" کو میم سے لکھنے کا ذکر

محمد بن عیسیٰ اور ابن الانباری نے کہا کہ قرآن کریم میں جہاں بھی 'ام من' آیا ہے وہ مصحف میں ملا کر لکھا ہے سوائے چار مقامات کے ان مقامات پر مصحف میں یہ لفظ الگ الگ لکھا گیا ہے یعنی دو میموں کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ وہ چار مقامات یہ ہیں۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۹: "ام من يكون عليهم وكيلا" سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۹: "ام من اسس بنينه" سورۃ الصافات آیت ۱۱: "ام من خلقنا" اور سورۃ فصلت آیت ۴۰: "ام من ياتي ء امنا"

ہم سے محمد بن احمد نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کی اور کہا کہ قول خداوندی۔ سورۃ الانعام آیت ۱۴۳، ۱۴۴: " اما اشتملت عليه" قرآن کریم میں صرف ایک مقام پر ہے جب کے معنی "ام الذى اشتملت" ہے۔

'فی ما' کے الگ الگ لکھنے کا ذکر

محمد بن عیسی نے کہا کہ 'فی ما' کو (قرآن میں) گیارہ مقامات پر الگ الگ لکھا شمار کیا گیا ہے۔ البتہ

سورۃ البقرہ آیت ۲۴۰: "في مافعلن في انفسهن من معروف" سورۃ المائدہ آیت ۴۸: "ليبلوكم في ماآتكم" وآیت ۱۴۵: "وقل لا اجدفي مااوحي اليّ محرما" سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۲: "في ما اشتهت انفسهم" سورۃ النور آیت ۱۴: " في ما افضتم فيه" سورۃ الشعراء آیت ۱۴۶: "في ماههنا امنين" سورۃ الروم آیت ۲۸: "في مارزقنكم" سورۃ الزمر آیت ۳: "في ماهم فيه يختلفون" اسی سورہ میں آیت ۴۶: "في ما كانوا فيه يختلفون" سورۃ الواقعہ آیت ۶۱: " وننشئكم في مالا تعلمون"۔

محمد بن عیسی نے کہا کہ بعض نے ان تمام مقامات پر ان لفظوں کو ملا کر (۱) بھی لکھا ہے لیکن سورۃ الشعراء آیت ۱۴۶: "في ماههنا امنين" میں الگ الگ لکھا ہے۔ محمد بن یحیی نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے بشر بن عمر سے انہوں نے معلی کے حوالے سے بتایا کہ جب ہم عاصم سے (ان لفظوں کے) الگ الگ لکھنے اور اکٹھا لکھنے کے بارے میں پوچھتے تھے تو وہ جواب دیتے کہ دونوں برابر ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ وہ الگ الگ لکھا گیا اور یا اکٹھا، یہ تو ھجا (یعنی جوڑ) ہیں۔ ابوعمرو نے کہا کہ (اس جواب سے) ان کی مراد یہ ہے کہ ان لفظوں کے لکھنے میں اختلاف ہے، اتفاق نہیں۔

اینما کا ذکر

محمد نے کہا کہ 'اینما' تین مقامات پر اکٹھا لکھا گیا ہے:

سورۃ البقرہ آیت ۱۱۵: فاینما تو لو افثم وجه الله"، سورۃ النحل آیت ۷۶: "اینمایوجهه لایأت بخیر" سورۃ الشعرا آیت ۹۲: "اینما کنتم تعبدون"

انہوں نے کہا کہ اس میں اختلاف بھی ہے بعض سورۃ البقرہ، النحل اور النساء آیت ۷۸: " اینما تکونو ایدرککم ا‌ا ـه ت" سورۃ الاحزاب آ ت ۶۱: " اینما ثقفوااخذوا"

---

(۱) نسخہ ۴۶، ۱۴۷ اور ب میں متصل ہے۔

میں اسے مقطوع یعنی الگ الگ لکھا شمار کرتے ہیں۔ ابوحفص الخزاز نے کہا کہ 'اینما' ان چار مقامات پر اکٹھا لکھا گیا ہے: سورۃ البقرہ، سورۃ النحل، سورۃ الشعراء اور سورۃ الاحزاب۔ ابوعمرو نے کہا کہ قول خداوندی: سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ او: "وحیث ما" دو مقامات پر الگ الگ لکھا گیا ہے۔ البتہ سورۃ البقرہ آیت ۲۷۱ اور سورۃ النساء آیت ۵۸ میں قول خداوندی "نعمّا" سورۃ الاعراف آیت ۱۳۲ میں قول خداوندی "مھما" اور سورۃ الحجر آیت ۲ میں "ربمایود" تمام مصاحف میں اکٹھے ملا کر لکھے ہوئے ہیں۔ ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا ہم سے ادریس نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے خلف نے روایت کیا اور کہا کہ الکسائی نے کہا کہ "نعما" دو لفظ ہیں کیونکہ اس کا معنی "نعم الشیٔ" ہے۔ اور ان دو لفظوں کو ملا کر لکھا گیا ہے۔

'اِنّ ما' کا ذکر

ابوعمرو نے کہا 'ان ما' کو صرف ایک مقام پر اور وہ سورۂ انعام آیت ۱۳۴: "ان ماتوعدون لآت" میں الگ الگ لکھا گیا ہے۔ ہم سے فارس بن احمد المقریٔ نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے جعفر بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن الربیع نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن اسامہ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے میرے والد نے روایت کیا دونوں نے کہا کہ ہم سے یونس بن عبدالاعلی نے روایت کی اور کہا کہ مجھ سے علی بن کیسہ نے کہا کہ قرآن کریم میں "انما توعدون" میں 'ان' الگ ہے اور "ما" الگ ہے۔ قرآن میں اور کسی جگہ ایسا نہیں ہے ہم سے یہ بات محمد نے ابن الانباری کے حوالے سے کہی اور یہی بات محمد بن عیسی نے اسحاق کے حوالے سے انہوں نے ابن ابی حماد، حمزہ اور ابوحفص کے حوالے سے کہی۔

'اَنّ ما' کا ذکر

محمد بن عیسی نے کہا کہ 'اَنّ ما' کو صرف ان دو مقامات پر الگ الگ لکھا گیا ہے۔ سورۂ الحج آیت ۶۲، سورہ لقمان آیت ۳۰: "واَنّماغنمتم" اور سورۂ النحل آیت ۹۵: "اِنّما عنداللّٰہ" میں "انّما" کو اہل عراق کے مصاحف میں ملا کر لکھا گیا ہے اور ہمارے قدیم مصاحف میں الگ الگ لکھا گیا ہے۔ پہلی بات زیادہ مضبوط ہے اور کثرت سے ہے۔

الغازی بن قیس نے بھی اپنی کتاب میں ان دونوں کو ملا کر لکھا ہے اور ابوعمرو نے کہا کہ تمام مصاحف میں " کانما یساقون " ، کانما یصعد" اور "فکانما خرّ" وغیرہ میں اس لفظ کو ملا کر ایک لفظ کر کے لکھا ہے۔ ہم سے محمد بن علی نے روایت کی اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ادریس نے خلف بن الکسائی کے حوالے سے کہا کہ "انّما غنمتم" میں "انّما" ملا کر ایک لفظ لکھا گیا ہے۔

'بئس'' کا ذکر

محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ "بئسما" ان تین مقامات پر ملا کر لکھا گیا ہے: سورۃ البقرۃ آیت ۹۰: "بئسما اشترو ابه انفسهم" اسی سورۃ کی آیت ۹۳ میں " قل بئسما یامرکم ایمٰنکم" بھی ہے۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۰: "بسئما خلفتمونی"۔

ابوعمرو نے کہا اور محمد بن عیسیٰ نے ایک اور جگہ کہا کہ جہاں "بئس" سے پہلے لام آتا ہے، وہاں 'بئس' اور 'ما' کو الگ الگ 'لَبِئس ما' کر کے لکھا ہے۔

'کل ما' کا ذکر

محمد نے کہا کہ 'کل ما' ان دو مقامات پر الگ الگ لکھا گیا ہے: سورۃ النساء آیت ۹۱: "کل ماردّوا الی الفتنة" اور سورۂ ابراہیم آیت ۳۴: "من کل ماسئلتموه" اس نے کہا کہ بعض نے سورۃ النساء میں وارد "کل ما" کو ملا کر لکھا ہے۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن یحیٰی نے ابن سعدان کے حوالے سے کہا کہ مصحف عبداللہ میں سارے قرآن میں "کل ما" کو الگ الگ لکھا گیا ہے۔

لکی لا کا ذکر

محمد نے کہا کہ "لکیلا" قرآن کریم میں تین مقامات پر ملا کر لکھا گیا ہے:

سورۃ الحج آیت ۵: "لکیلا یعلم من بعد علم شیئا" سورۂ الاحزاب آیت ۵۰: "لکیلا یکون علیک حرج" سورۂ الحدید آیت ۲۳: "لکیلا تأسوا"

ابوعمرو نے کہا اور محمد نے نصیر کے حوالے سے کہا کہ سورۂ آل عمران آیت ۱۵۳ میں "لکیلا تحزنوا" کے ملا کر لکھنے پر مصاحف متفق ہیں۔ اسی طرح الغازی بن قیس نے اپنی کتاب میں اسے ملا کر لکھا ہے۔

یوم ھم کا ذکر

ابوحفص الخزاز نے کہا کہ "یومَ ھم" قرآن کریم میں ان دو مقامات پر الگ الگ لکھا گیا ہے اس کے علاوہ قرآن میں اور کہیں ایسا نہیں ہے: سورۃ المؤمن میں آیت "یوم ھم بارزون" اور سورۂ والذاریات آیت ۱۳: "یوم ھم علی النار یفتنون" معلی بن عیسی الوراق نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ ہم سے محمد بن علی نے ابن الانباری کے حوالے سے یہ کہا کہ ابو عمرو نے کہا کہ ان دو مقامات پر "ھم" ایک مقام پر تو ابتداء ہونے کے باعث مرفوع ہے اور اس کی خبر اس کے بعد آئی ہے۔ لہٰذا "یوم" کو 'ھم' سے الگ لکھا گیا اور ایک مقام پر مجرور ہونے کے سبب ھم کو "یوم" کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔

فمالِ کا ذکر

ابوعمرو نے کہا کہ تمام مصاحف میں حسب ذیل چار مقامات پر لام جر کو اپنے مابعد سے الگ کر کے لکھا گیا ہے: سورۃ النساء آیت ۷۸: "فمالِ ھؤلاءِ القوم" سورۃ الکہف آیت ۴۹: "مال ھذاالکتاب" سورۃ الفرقان آیت ۷: "مالِ ھذا الرسول" اور سورۃ المعارج آیت ۳۶: "فمال الذین کفروا" محمد بن عیسی نے کہا کہ "فمال" میں لام کو چار مقامات پر (اپنے مجرور سے) الگ لکھا گیا ہے پھر ان چار مقامات کا ذکر کیا۔

ابن ام کا ذکر

ابوعمرو نے کہا تمام مصاحف میں سورۃ الاعراف آیت ۱۵۰: "قال ابن ام" میں "ابن ام" کو الگ الگ لکھا ہے اور سورۂ طٰہٰ آیت ۹۴ "یبنؤم" میں ملا کر ایک لفظ کر کے لکھا ہے۔ اس کا ذکر ہم سے محمد نے ابن الانباری کے حوالے سے کیا۔

ویکأن کاذکر

سورۃ القصص میں آیت ۸۲ میں "ویکأن اللّٰہ" اور "ویکأنہٗ" دو مقامات پر یاء کو کاف کے ساتھ ملا کر لکھا ہے۔ یہ بات ہم سے محمد نے ابن الانباری کے حوالے سے کہی۔

ولاتَ حینَ کاذکر

سورہ ص آیت ۳: "ولاتَ حینَ مناص" میں تاء کو حاء سے الگ کر کے لکھا ہے۔ ہم سے خلف بن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ مصحف امام عثمان ابن عفانؓ میں "ولاتحین مناص" تاء کو حاء کے ساتھ ملا کر لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ ہم نے اہل امصار کے مصاحف میں ایسی کوئی چیز نہیں پائی۔ ابوعبید کے اس بیان کی ہمارے علماء میں سے سوائے ایک کے باقی نے تردید کی ہے۔ کیونکہ انہیں قدیم مصاحف میں ایسی کوئی چیز نہیں ملی۔ ہم سے محمد بن علی نے کہا کہ ہمیں ابن الانباری نے بتایا کہ جدید وقدیم مصاحف میں تاء کو حا سے الگ کر کے لکھا ہے۔ نصیر نے کہا مصاحف "ولات حین مناص" میں تاء کو الگ لکھنے پر متفق ہیں۔

ابوعمرو نے کہا کہ تمام مصاحف میں سورۃ الصافات آیت ۱۳۰: "علی ال یاسین" میں لام کو یاء سے الگ لکھا ہے۔

اور سورۃ المطففین آیت ۳: "کالوھم او وزنوھم" میں واو جمع کے الف کے بغیر دونوں لفظوں کو ملا کر لکھا ہے یہ بات ہم سے الخاقانی نے احمد بن علی کے حوالے سے انہوں نے ابوعبید کے حوالے سے کہی۔

وباللہ التوفیق

باب:

مصاحف میں ہائے تانیث کو مبنی بر اصل اور وصل کی غرض سے تاء لکھنے کا بیان

"الرحمة" کا ذکر

ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القسم نحوی نے روایت کیا اور کہا کہ کتاب اللہ میں جہاں کہیں "الرحمة" کا لفظ آیا ہے وہ یاء کے ساتھ لکھا ہے سوائے ان سات مقامات کے۔ جہاں اسے تاء کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۸: "اولٰئک یرجون رحمت اللّٰہ" سورۃ الاعراف آیت ۵۶: "ان رحمت اللّٰہ قریب من المحسنین" سورۂ ھود آیت ۸۳: "رحمت اللّٰہ وبرکاتہ" سورۂ مریم آیت ۲: "ذکر رحمت ربّک" سورۃ الروم آیت ۵۰: "الی اثر رحمت اللّٰہ"، سورۃ الزخرف آیت ۳۲: "أھم یقسمون ورحمت ربک" اور اسی سورۃ کی اسی آیت ۳۲ میں "ورحمت ربک خیر مما یجمعون" ہے۔

النعمة کا ذکر

راوی مذکور نے کہا کہ کتاب اللہ میں جہاں کہیں "النعمة" آیا ہے اسے یا سے لکھا گیا ہے سوائے گیارہ مقامات کے جہاں اسے تاء کے ساتھ لکھا گیا ہے:۔

سورۃ البقرہ آیت ۲۳۱: "واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم وما انزل علیکم" سورۂ آل عمران آیت ۱۰۳: "واذکروا نعمت اللّٰہ اذ کنتم اعداءً" سورۂ المائدہ آیت ۱۱: "اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذھمّ قوم" سورۂ ابراہیم آیت ۲۸: "الم ترالی الذین بدلوا نعمت اللّٰہ کفرًا"، اسی سورہ کی آیت ۳۴: "وان تعدوا نعمت اللّٰہ لا تحصوھا" سورۃ النحل آیت ۷۲: وبنعمت اللّٰہ ھم یکفرون"، اسی سورۃ کی آیت ۸۳: "یعرفون نعمت اللّٰہ"۔ اسی سورہ کی آیت ۱۱۴: "واشکروا نعمت اللّٰہ" سورۂ لقمان آیت ۳۱:

"فی البحر بنعمت اللّٰہ" سورۂ فاطر آیت ۳: " اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم ھل"، اورسورۃ الطور آیت ۲۹: "بنعمت ربّک".

السنّة کا ذکر

روای مذکورہ نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں 'السنة" آیا ہے، اسے 'ھا' سے لکھا گیا ہے سوائے ان ذیل پانچ مقامات کے، وہاں اسے تاء سے لکھا گیا ہے۔

سورۃ الانفال آیت ۳۸: "فقدمضت سنت الاولین" سورۃ فاطر میں تین مقامات: آیت ۴۳: "الّا سنت الاولین فلن تجدلسنت اللّٰہ تبدیلا ولن بحد السنت اللّٰہ تحویلا" اورسورۃ المؤمن آیت ۸۵: "سنت اللّٰہ التی قدخلت".

المرأة کا ذکر

مذکورہ راوی نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں 'المرأة " آیا ہے اسے 'ھا' سے لکھا گیا ہے سوائے ان سات مقامات کے جہاں "تاء" سے لکھا ہے۔

سورۂ آل عمران آیت 'اذقالت امرأت عمران "اورسورۃ یوسف میں آیت "امرأت العزیز تراود" اسی سورہ کی آیت ۵۱: "قالت امرأت العزیز الئٰن حصحص الحق" سورۃ القصص آیت ۹: "وقالت امرأت فرعون" سورۃ التحریم آیت ۱۰: "امرأت نوحٍ وامرأت لوط" اورآیت ۱۱: وامرأت فرعون.

الکلمة کا ذکر

ابوعمرو نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں "الکلمة" بطورایک لفظ آیا ہے وہ 'ھا' سے لکھا ہے سوائے اس ایک مقام کے جہاں پر'تاء' سے لکھا ہے: سورۃ الاعراف آیت ۱۳۷: "وتمت کلمت ربک الحسنٰی" مصاحف اہل عراق اسے تاء سے لکھنے پر متفق ہیں۔ الغازی بن قیس نے اسے اپنی کتاب میں ھاء سے لکھا ہے۔ البتہ سورۃ الانعام آیت ۱۱۵: میں قول خداوندی: "وتمت کلمت ربک صدقاوعدلا" سورۃ یونس آیت ۳۳: "کلمت ربک علی الذین فسقوا" اسی سورۃ میں آیت ۹۶: "کلمت ربک

لایؤمنون' اور سورہ غافر آیت ٦: "حقت کلمت ربک" میں مصاحف اہل عراق میں سورۂ یونس کے دوسرے مقام پر 'کلمة' کو ھاء سے لکھا پایا ہے، باقی مقامات پر اسے تاء کے ساتھ اسی سے پہلے الف کے بغیر لکھا ہے یہی چار مقامات ہیں جہاں اسکو جمع اور مفرد صورتوں میں پڑھا جاتا ہے۔ ہم سے ابن خاقان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبیدہ نے ابوالدرداء کے حوالے سے اپنی اسناد سے روایت کیا کہ سورۂ یونس میں دوسرے مقام پر اہل شام کے مصاحف میں "کلمٰت" بصیغہ جمع ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ میں نے خود مصاحف مدینہ میں اسے ان کی قرأت میں "کلمت" تاء کے ساتھ لکھا پایا ہے۔ محمد بن یحیٰی نے سلیمان بن داؤد سے انہوں نے بشر بن عمر نے، انہوں نے معلّٰی الوراق سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عاصم سے "کلمت ربک" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ سورۃ الانعام میں تاء کے ساتھ ہے اور سورۃ الاعراف میں ھاء کے ساتھ۔ محمد عیسی نے نصیر کے حوالے سے کہا کہ "کلمت" تاء کے ساتھ تین مقامات پر ہے اور یہ مقامات سورۃ الانعام۔ سورۃ یونس (پہلا مقام) اور تیسرا سورۂ غافر بتایا۔ مصاحف کے اختلاف کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ سورۂ غافر میں وارد اس لفظ کے بارے میں مصاحف میں اختلاف ہے بعض مصاحف میں تاء کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں ھاء کے ساتھ۔ محمد بن احمد نے ہم سے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الانباری نے روایت کیا کہ لفظ "الکلمة" تاء کے ساتھ تین مقامات پر لکھا ہے مقامات انہوں نے یہ بتائے: سورۃ الاعراف، سورۂ یونس میں پہلا مقام اور سورۃ المومن۔ دوسروں نے چار مقامات بتائے ہیں اور مذکورہ بالا تین مقامات پر سورۂ یونس کے دوسرے مقام کا اضافہ کیا ہے۔ مصاحف مدینہ میں میں نے خود چار مقامات دیکھے ہیں۔ ہم سے ابوالفتح نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد نے روایت کیا کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے روایت کیا اور کہا ہم سے الحسین بن شیرک نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الیزیدی نے روایت کیا اور کہا کہ "کلمت" کو سورۃ یونس کے اول مقام پر اور سورۂ غافر میں تاء کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا۔ چونکہ یہ اختلاف پیدا ہوا تو میں نے مصاحف میں اس کی خود تحقیق وتلاش کی تو میں نے اپنے لکھے کے مطابق پایا۔

اللعنة کا ذکر

ابن الانباری نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں "اللعنة" کا لفظ آیا ہے، ھا کے ساتھ لکھا ہے سوائے ان دو مقامات کے۔ پہلا آل عمران آیت ۶۱: "فنجعل لعنت اللّٰه علی الکذبین" میں دوسرا سورۃ النور کی آیت ۷: "انّ لعنت اللّٰه علیه" میں۔

المعصية کا ذکر

راوی مذکورہ نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں لفظ "المعصية" آیا ہے، ھا کے ساتھ لکھا ہے، سوائے ان دو مقامات کے: سورۃ المجادلہ آیت ۸: "و معصیت الرسول" اور آیت ۹: "معصیت الرسول" ابوعمرو نے کہا کہ جس طرح ہم نے ابن الانباری کے حوالے سے ان حروف تاء کے لکھنے کا ذکر روایت کیا ہے اسی طرح محمد بن عیسیٰ نے نصیر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

اس باب میں وارد منفرد حروف کا بیان

مفرد حرف کا ذکر

ہم سے ابومسلم محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت کیا اور کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں "الشجرة" آیا ہے ھاء سے لکھا ہوا ہے سوائے ایک مقام سورۃ الدخان آیت ۴۳: "انّ شجرت الزقوم" کے۔ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں "قرة عين" آیا ہے، قرة کو ھاء کے ساتھ لکھا گیا ہے سوائے ایک مقام کے اور وہ مقام سورہ القصص آیت ۹: "قرت عين لي ولک"۔ انہوں نے مزید کہا کہ کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں "الثمرة" آیا ہے 'ھاء' سے لکھا ہے سوائے ایک مقام کے اور وہ سورۃ فصلت کی آیت ۴۷ میں 'من ثمرت من اکمامها'۔ ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ یہ لفظ مفرد اور جمع کے صیغوں میں مختلف لکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ ھود کی آیت ۸۶: " بقيت الله خير لكم "میں "بقيت" تا کے ساتھ لکھا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ کتاب اللہ عزوجل نے جہاں کہیں " الجنّة" آیا ہے وہ ھاء کے ساتھ لکھا ہے سوائے ایک مقام کے اور وہ سورۃ الواقعۃ کی آیت ۸۹: "وجنّت نعيم" ہے اور کتاب اللہ عزوجل میں جہاں کہیں لفظ 'ءاية' آیا ہے وہ ھاء کے ساتھ لکھا گیا ہے سوائے ایک مقام اور وہ سورہ العنکبوت آیت ۵۰: "لولا انزل عليه أيت من ربّه" ہے۔ یہ لفظ بھی جمع اور مفرد صیغوں کی شکل میں پڑھا جاتا ہے۔ تمام مصاحف میں سورۂ یوسف آیت ۷: "أيت للسائلين" اور آیت ۱۰، اور ۱۵: 'غيٰبت الجبّ' دو مقامات پر سورۂ سباء آیت ۳۷: "في الغرفت ءامنون" سورۂ فاطر آیت ۴۰: "على بيّنت منه" اور سورۂ والمرسلات آیت ۳۳: "كانّه جمٰلت صُفر" میں الفاظ تاء کے ساتھ لکھے ہیں۔ ان مقامات پر بھی یہ الفاظ مفرد اور جمع کے صیغوں کی شکل میں پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح "مرضات الله" اور 'يأبت' جہاں کہیں آیا ہے۔ نیز سورۃ المومنون آیت ۳۶: "هيهات هيهات" دو دفعہ سورۃ النمل آیت ۶۰: "ذات بهجة" سورۃ الانفال آیت ۷: "ذات الشوكة" اور "بذات الصدور" جہاں کہیں آیا ہے اور سورۃ الروم آیت ۳۰: "فطرت الله" سورۂ ص ۳: "لات حين مناص"

سورۃ النجم آیت ۱۹: "اللّٰتَ و العزی" نیز سورۃ التحریم آیت ۱۲: "مریم ابنت عمران" سب مقامات پر مذکورہ کلمات کو تاء سے لکھا ہے۔

ہم سے فارس بن احمد المقری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد البغدادی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الحسین بن شیرک نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوحمدون نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الیزیدی نے روایت کیا کہ مصاحف میں "بقیت اللّٰہ"، فطرت اللّٰہ"، "غیٰبت الجب" دو جگہوں پر اور سورۂ یونس کے پہلے مقام پر " حکمت ربک "سورۂ فاطر میں "علی بینت منه" "من ثمرت" اور "ان شجرت الزقوم" تاء کے ساتھ لکھا ہے۔ مضر بن محمد نے اسحاق بن الحجاج سے انہوں نے عبدالرحمان سے انہوں نے بن ابی حماد سے انہوں نے حمزہ اور ابو حفص الخزاز سے روایت کیا کہ سورۂ الملائکہ (فاطر) "بینٰت" سورۃ السجدہ میں "من ثمرت" اور سورۃ الواقعہ میں " جنت نعیم" تاء کے ساتھ لکھا ہے محمد نے نصیر کے حوالے سے کہا کہ "قرت عین" ، "ء ایت من ربّه"، "فطرت اللّٰہ"، " من ثمرت"، "یأبت"، " غیٰبت الجب"، " جنت نعیم"، اور "شجرت الزقوم" کو تاء کے ساتھ لکھنے پر مصاحف کا اتفاق ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ سورۂ المائدہ آیت ۵۴: "لومة لائم" سورۃ الشّمس آیت ۱۳: "ناقة اللّٰہ" سورۃ السجدہ آیت ۱۷: "قرة اعین" کو ھاءؑ سے لکھا ہے۔ اسی طرح تمام ھائے تانیث کو 'ۃ' سے لکھا گیا ہے سوائے ان کے جو ہم نے پہلے بیان کی ہیں۔ یہ وقف کی غرض سے ہے جہاں تاء ھا سے بدل جاتی ہے۔

وباللہ التوفیق

باب:

اہل امصار کے مصاحف میں قرآن کے اول تا آخر کلمات کی کتابت پر اتفاق کا بیان

مجھے خلف(۱) بن محمد بن حمدان بن خاقان المقری نے خبر دی کہ محمد بن عبداللہ الاصبہانی المقریٔ نے انہیں بتایا کہ ہم سے ابوعبداللہ الکسائی نے جعفر بن عبداللہ بن الصباح سے روایت کیا اور کہا کہ محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ اہل مدینہ وکوفہ وبصرہ کے مصاحف کے کاتبوں نے اور جو شام میں اور مدینۃ السلام میں مصاحف کی کتاب کرتے ہیں انہوں نے اپنے مصاحف میں حسب ذیل کلمات کی کتابت میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اس بات کی خبر مجھے نصیر بن یوسف نے بھی بطریق قرأت دی۔ انہوں نے "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" میں "بسم" بغیر الف کے لکھا۔ سورۂ فاتحہ آیت ۴: "ملک یوم الدین" ، "ملک" بغیر الف کے لکھا۔ ابوعمرو نے کہا کہ اسی طرح انہوں نے سورۂ آل عمران آیت ۲۶: "ملک الملک" بغیر الف لکھا ہے۔

سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۲: "ولبئس ماشروابه انفسهم" میں "لبئس ما" کو الگ الگ لکھا ہے اور "الربوا" کو 'واؤ' اور الف کے ساتھ لکھا ہے سوائے ایک مقام کے جو سورۃ الروم آیت ۳۹: "وما اتیتم من ربا" میں ہے۔ بعض مصاحف میں اسے 'واؤ' کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے "الصلوۃ" "الزکوۃ" کو واؤ کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۱:

(۱) نسخہ ۴۸ میں اخبرنا خلف بن احمد بن خاقان المقری ہے اور نسخہ ۴۷ میں "اخبرنی خلف بن حمدان فیما اذن فی روایتہ ہے اور نسخہ ۴۶ میں "حدثنا خلف بن حمد الا بن خاقان المقریٔ ہے اور "ابن حمدہ" پر خط کھینچا ہے اور خلف سے مراد: خلف بن ابراہیم بن محمد بن جعفر بن حمد بن خاقان الخاقانی ہے جس کے حالات ابن جزری نے اپنی کتاب غایۃ النہایۃ کی جلد اص ۲۷۱ پر بیان کئے ہیں۔ مولف۔ اس کتاب میں اس سے متعلق بہت سی باتیں روایت کرتا ہے۔ کبھی تو اسے اس کے باپ ابراہیم سے منسوب کرتا ہے کبھی درمیانی جد محمد کی طرف اور کبھی اس کے جد اعلیٰ حمدان کی طرف منسوب کرتا ہے اور کبھی کہتا ہے کہ ہم سے خاقانی نے روایت کی۔

"ولاتقتلوهم عند المسجد الحرام حتى يقتلوكم فيه فان قتلوكم قاتلوهم"

میں مذکور کلمات کو بغیر الف کے لکھا ہے۔

انہوں نے سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۳: "وقتلوهم حتى لاتكون فتنة" میں "قتلوهم" کو بغیر الف کے لکھا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت ۹: "يخدعون الله والذين آمنوا" میں "يخدعون" بغیر الف لکھا ہے۔ ابوعمرو نے بتایا کہ اسی طرح اس آیت کے دوسرے حصے میں "يخدعون الا انفسهم" میں اور اسی طرح سورۃ النساء آیت ۱۴۲: "يخدعون الله وهو خدعهم" میں اس لفظ کو بغیر الف کے لکھا ہے۔ اور اسی طرح سورۃ المائدہ آیت ۱۳: "قلوبهم قسية" اور سورۃ الزمر آیت ۲۲: "فويل للقسية قلوبهم" میں لفظ "قسية" بغیر الف کے لکھا ہے۔ نصیر نے کہا کہ سورۃ البقرہ آیت ۷۲ "فادرء تهم منها" کو بغیر الف اور سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷ "وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين" کو بغیر الف لکھا ہے نیز سورۃ البقرۃ آیت ۲۴۷: "وزاده بسطة في العلم" کو سین کے ساتھ اور سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۵: "والله يقبض ويبصط" کو صاد سے لکھا ہے اور "الحيوة" کو واو کیساتھ لکھا ہے۔

سورۃ آل عمران آیت ۱۵۳: "لكيلاتحزنو" میں 'لکیلا' ملا کر لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا آیت ۱۸۷: "فبئس مايشترون" میں 'فبئس ما' الگ الگ لکھا ہے۔ 'بئس' کے شروع میں لام نہیں ہے گویا فاء نے اسے تازاید بنا کے چھوڑ دیا۔

سورۃ النساء آیت ۱۰۹: "ام من يكون عليهم وكيلا" میں أم من الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۲۵: "فمن ماملكت ايمانكم من فتيتكم" میں "من ما" الگ الگ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ "الا انثا" میں "انثا" بغیر الف کے لکھا ہے۔

سورۃ المائدہ آیت ۸۰: "لبئس ماقدمت لهم انفسهم" میں 'بئس ما' الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۶۲: "لبئس ما كانوا يعملون" میں بھی 'بئس ما' الگ الگ لکھا ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۱۵۹: "ان الذين فرقو دينهم "بغیر الف کے لکھا ہے۔ (۲)

---

(۱) اس آیت میں تو الف والا کوئی لفظ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے مسکین مساکین ہو۔

(۲) اس آیت میں بھی الف والا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اور فرقوا میں لا ف جمع واو ہو۔

سورۃ الانعام آیت ۸۰: "اتحآجوٓنی فی اللّٰہ وقد ھدٰین" میں "ھدٰین" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے اور آیت ۵۲: "بالغدوۃ والعشی" میں "بالغدوۃ" کو واو کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۱۳: "انّ لنالأجرا" میں 'انّ' کو یاء کے بغیر لکھا ہے اور آیت ۱۵۰: "قال ابن ام" میں "ابن ام" کو الگ الگ لکھا ہے، آیت ۱۶۶: "فلماعتوا عن مانھوا عنه" میں "عن ما" کو الگ الگ لکھا ہے۔ قرآن میں کسی اور مقام پر ایسا نہیں ہے آیت ۸۱: "ائنکم لتأتون الرجال" میں "ائنکم" کو یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ نصیر نے اسی طرح کہا۔ میں نے خود اہل عراق کے مصاحف میں تلاش کیا تو مجھے وہاں یہ نہیں ملا سوائے ہمزہ کے بعد ایک حرف کے ساتھ۔ اسی طرح میں نے محمد بن عیسی کی کتاب میں دیکھا جہاں مؤلف نے اس لفظ کو بغیر یاء کے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ نصیر نے کہا کہ سورۃ الاعراف آیت ۶۹: "وزادکم فی الخلق بصطة" میں بصطة صاد سے لکھا ہے اور آیت ۱۷۸: "فھو المھتدي" میں المھتدي" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ اور قرآن میں کسی اور جگہ ایسا نہیں ہے۔

سورۃ براۃ (التوبۃ) آیت ۱۰۹: 'ام من اسس بنیٰنه' میں "ام من" الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۴۹: 'و منھم من یقول ائذن لی' میں 'ائذن' کو یاء سے لکھا ہے۔

سورۃ یونس آیت ۳۳: "وکذلک حقت کلمت ربک علی الذین فسقوا" میں 'کلمت' کو تاء کے ساتھ لکھا ہے اور آیت ۱۵: "ان ابدله من تلقاءی نفسی" میں "تلقاء ی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے اور آیت ۱۰۳: "حقاً علینا ننج المئومنین" میں ننج کو دونوں کیساتھ لکھا ہے اور 'جیم' کے بعد یاء نہیں ہے۔

سورۃ ھود آیت ۸۷: 'اصلوتک تامرک" میں 'صلوتک' میں واو اور تاء کے درمیان الف نہیں ہے۔

سورۃ یوسف آیت ۱۰ اور ۱۵: "غیٰبت الجب" میں 'غیبت' کو تاء کے ساتھ لکھا ہے اور 'لدا الباب'، میں 'لدا' کو الف کے ساتھ لکھا ہے آیت ۸۷: "ولاتایئسوا من روح اللّٰہ انه لایایئس من روح اللّٰہ" میں "یایئس" کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۱۱۰: "فنجي من نشاء" میں "نجي" کو ایک ہی نون کے ساتھ لکھا ہے ابوعمرو نے کہا کہ سورۃ یوسف آیت ۶۲: " وقال لفتیٰنه" اور آیت ۶۴: "خیر حفظا" میں دو مقامات پر متعلقہ کلمات

کو بغیر الف کے لکھا ہے۔

سورۃ الرعد آیت ۳۱: "افلم یایئس الذین ء امنو" میں "یایئس" کو الف کے ساتھ لکھا ہے اور ابو عمرو نے بتایا کہ میں نے مصاحف اہل عراق میں سورۂ یوسف کی آیت ۸۰: "فلما استایئسوا منه" اور آیت ۱۱۰: "حتی اذا استایئس الرسل" دو مقامات پر "استایئس" کے کلمات کو الف سے لکھا پایا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف کے لکھا ہے اور یہ کثرت سے ہے۔

سورۃ الحجر آیت ۴۴: "لكل باب منهم جزء مقسوم" میں 'جز' بغیر واو کے لکھا ہے۔

سورۃ النحل آیت ۷۰: "لکی لایعلم" میں "لکی لا" کو الگ الگ لکھا ہے

سورۃ الکہف آیت ۱۰: "وهيّئ لنا" میں "هيى" دو یاء کے ساتھ لکھا ہے اور اسی طرح آیت ۱۶: "ویهيّئ لكم من امر كم مرفقا" میں ہے۔

آیت ۲۸: "بالغدوة و العشي" میں "بالغدوة" واؤ کے ساتھ لکھا ہے۔

آیت ۹۶: "فقال ء اتونی افرغ عليه قطرا" میں "ء اتونی" یاء کے بغیر لکھا ہے اور ابو عمرو نے کہا کہ آیت ۹۶ میں "ردماًاتونی" میں "ءا تونی" کو بغیر یاء کے لکھا ہے۔ اسی طرح آیت ۷۷: "لتخذت عليه" میں "لتخذت" کو لام کے بعد الف کے بغیر لکھا ہے۔

سورۂ مریم آیت ۹: "وقد خلقتک" (۱) کو بغیر الف کے لکھا ہے۔

اور آیت ۳۱: "وجعلنی مبرکا این ما کنت" میں "این ما" کو الگ الگ لکھا ہے۔ سورۂ طٰہٰ آیت ۱۳: "وانا اخترتک" کو بغیر الف کے لکھا ہے اور آیت ۹۴: "قال یبنؤمّ لاتاخذ بلحیتی" میں "یبنؤم" کو ملا کر لکھا ہے یعنی 'نون' اور 'واؤ' کے درمیان الف نہیں ہے۔

سورۂ انبیاء آیت ۹۵: "وحرم علی قریة" میں "حرم" بغیر الف کے لکھا ہے اور آیت ۴۸: "ضیاءً وذکرا" میں "ذکرا" کو الف کے ساتھ لکھا ہے قرآن کریم میں کسی اور جگہ ایسا نہیں ہے۔ ابو عمرو نے کہا کہ نصیر نے بھی اسی طرح کہا کہ یہ "ذکرا" اور دوسرے مقامات

(۱) خلقتک میں الف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ مترجم۔

پر ذکراً جہاں منون آیا ہے وہ اسی طرح لکھا گیا ہے مثلاً سورۃ البقرۃ ۲۲۰:"او اشدّ ذکراً" سورۂ طٰہٰ آیت ۹۹:"من لدنا ذکراً" سورۂ طلاق آیت ۱۰:"والیکم ذکراً" ان تمام مقامات پر تمام مصاحف میں "ذکراً" کو وقف کی نیت سے الف کیساتھ لکھا گیا ہے۔ ان کے سوا دوسرے مقامات پر ایسا جائز نہیں ہے۔ البتہ جہاں اس لفظ کے آخر میں الف تانیث آئے اور تنوین کی کوئی صورت نہ ہو مثلاً قول خداوندی "ذکری للمؤمنین" اور "ذکری لمن کان له" اور اس طرح کے دوسرے مقامات جب کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ تو ایسی جگہ اسے یاء کے ساتھ لکھا ہے اسی طرح سورۃ انبیاء آیت ۸۸:"وکذلک نجی المؤمنین" میں "نجی" ایک ہی نون کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الحج آیت ۴: "کتب علیه انه من تولّاہ" میں "تولاہ" کو الف سے لکھا ہے اور آیت ۵:"لکیلایعلم من بعد علم شیئاً" میں "لکیلا" کو ملا کر لکھا ہے اور آیت ۶۲: "انّ مایدعون" میں "لکیلا" کو ملا کر لکھا ہے اور آیت ۶۲:"انّ مایدعون" میں "انّ ما" کو الگ الگ لکھا ہے۔

سورۃ المؤمنون آیت ۲:" الذین ھم فی صلا تھم خشعون" میں "صلا تھم" کو بغیر واو کے الف کے ساتھ لکھا ہے اور دوسری آیت ۹:" علی صلوتھم" میں "صلوتھم" کو واو کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۲۴:" فقال الملؤا" میں "الملؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ النور آیت ۲۱:" مازکی منکم من احدٍ" میں "زکی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے اور سورۃ الفرقان آیت ۳۵: "وعتو عتوا" میں 'عتو' بغیر الف اور آیت ۴۸: "وھو الذی ارسل الریاح نشراً" میں "الریاح" کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الشعراء آیت ۴۱:"ائن لنالأجرًا" میں 'ائن' کو یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ النمل ۲۹: "یایھاالملؤا انی ألقی الیّ" اور آیت ۳۲: وقالت " یایھاالملؤا افتونی" آیت ۳۸: وقال"یایھا الملؤ ایکم یأتینی" میں الملؤ "واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۵۵:"ائنکم لتاتون" میں "لتاتون" یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے اور آیت ۳۶: "فماء اتٰن اللّٰه" میں "اتٰن" یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۲۱: "لأعذبنّه

عذاباًشدیدًا“ میں ”لأعذبنه“کو بغیر الف لکھا ہے اور اسی آیت ۲۱: ” او لأاذبحنه“ کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔آیت ٦٧:”اء ذا کناتر باو ء اباؤناء اننا لمخرجون“ میں ”ءاننا“ کو دونوں کے ساتھ لکھا ہے۔ابوعمرو نے کہا کہ یہاں کاتبوں نے ہمزہ کے بعد دو حرف تصور کیے محمد بن عیسیٰ نے کہا کہ ”ائنا“ یاء اور نون کے ساتھ ہے۔ہمیں یہ روایت نہیں ملی کہ یہ لفظ دونوں کے ساتھ ہے سوائے اہل شام کے مصاحف میں۔ہم سے فارس بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے جعفر بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عمر بن یوسف نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حسین نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوحمدون نے روایت کیا اور کہا کہ الیزیدی نے کہا کہ بلاشبہ کاتبوں نے ”ائنالمخرجون“کو یاء کے ساتھ لکھا ہے جس طرح انہوں نے سورۃ الواقعہ آیت ٥٦ اور ٤٧ میں ”ائذا“کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ہم سے خلف بن حمدان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے القاسم بن سلام نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ہشام بن عمار نے ایوب بن تمیم سے انہوں نے یحییٰ بن الحرث سے اور انہوں نے ابن عامر سے روایت کیا کہ مصاحف اہل شام میں ” اننا لمخرجون“ میں ”اننا“ دونون کے ساتھ بغیر همزہ استفہام کے لکھا ہے۔

نصیر نے کہا کہ سورۃ العنکبوت”انکم لتاتون الفاحشة ماسبقکم“ میں ’انکم‘ بغیر یاء کے لکھا ہے۔

سورۃ الروم آیت ۲۸:”هل لکم من ما ملکت ایمانکم“ میں ”من ما“ الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۳۰ میں ” فطرت اللّٰه“کو تاء کے ساتھ لکھا ہے

سورۂ لقمان آیت ۱۸:”و لاتصعر خدک“(ا) بغیر الف کے لکھا ہے اور آیت ۳۰: ”و انّ مایدعون من دونه“میں ”انّ ما“کو الگ الگ لکھا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت ۳۷:”زوجنکھالکی لا“میں ”لکی لا“ الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۵۰:”وماملکت ایمنهم لکیلا“ میں ”لکیلا“ ملا کر لکھا ہے۔

سورۂ سبا آیت ۱۹:”بعد بین اسفارنا“ میں ”بعد“ بغیر الف لکھا ہے اور آیت ۳: ”علٰم الغیب لایعزب“ میں ”علٰم“کو بغیر الف لکھا ہے۔

سورۂ والصافات آیت ۱۱:''ام من خلقنا'' میں ''ام من'' الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۳۶:'' ائنا لتارکوا ء الھتنا'' میں ''ائنا'' کو یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے اور آیت ۱۰۶:''ان ھذا لھو البلؤ المبین'' میں ''البلؤا'' کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۂ حم السجدہ آیت ۴۰:''ام من یاتی'' میں ''ام من'' کو الگ الگ لکھا ہے اور سورۃ الزخرف آیت ۱۹:''وجعلوا الملئکۃ الذین ھم عبدالرحمن'' میں ''عبد'' کو بغیر الف لکھا ہے۔

سورۃ الدخان آیت ۳۳:'' مافیہ بلؤمبین'' میں ''بلؤا'' کو واو اور الف کے ساتھ اور سورۃ الفتح آیت ۲۹:''سیما ھم فی وجوھھم'' میں ''سیما'' کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ معلّٰی نے عاصم کے حوالے سے کہا کہ قرآن میں ''سیما'' کو الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

سورۂ والذاریات آیت ۴۷:''والسماء بنینٰھا بأییدا'' میں بأیید'' دو یاء کے ساتھ لکھا ہے اور سورۂ والنجم آیت ۱۱:''ماکذب الفواد مارأی'' میں ''رأی'' کو اور آیت ۱۸: ''لقدرای'' میں رأی کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ قرآن کریم میں سوائے ان دو مقامات اور کہیں ''رأی'' کو یاء کے ساتھ نہیں لکھا گیا ہے۔ آیت ۲۰:''ومنوۃ'' کو ھاء اور واو کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الواقعہ آیت ۸۹:''وجنّت نعیم'' میں ''جنت'' کو تاء کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۂ الحدید آیت ۴:''این ماکنتم'' من 'این ما' کو الگ الگ لکھا ہے اور آیت ۲۳: '' لکیلا تأسو'' میں 'لکیلا' کو ملا کر لکھا ہے۔

سورۃ المجادلہ آیت ۷: ''این ماکانو'' میں ''این ما'' الگ الگ لکھا ہے۔

سورۃ الحشر آیت ۹:'' والّذین تبؤو'' 'و' واؤ کے ساتھ اور الف کے بغیر لکھا ہے اور آیت ۷:'' کي لایکون دولۃ'' میں ''کی لا'' کو الگ الگ لکھا ہے۔

سورۃ الممتحنہ آیت ۴:''اِنّابرءٰ وء ا'' میں ''برءٰ وء ا'' میں 'راء' اور 'واؤ' کے درمیان الف نہیں ہے۔

سورۃ المطففین آیت ۱۸:''لفی علیّین'' میں ''علیین'' کو دو یاء کے ساتھ لکھا ہے، اور آیت ۱۹:''وما ادرٰک ماعلیّون'' میں '' علیون'' کو ایک یاء کو ساتھ لکھا ہے۔

سورۂ والشمس آیت ۱۳:''ناقۃ اللّٰہ'' میں ''ناقۃ'' کو ھاء کے ساتھ لکھا ہے اور سورۂ

لایلٰف آیت ۲: "الفهم" کو بغیر یاء لکھا ہے۔

مجھے الخاقانی نے بتایا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ (۱) نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا ہم سے جعفر بن الصباح نے محمد بن عیسی سے انہوں نے ابوحفص الخزاز سے روایت کیا اور کہا کہ سورۂ یونس آیت ۱۴: "لنظر كيف تعملون" میں "لنظر" صرف ایک نون کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں کہیں ایسا نہیں ہے۔ اسی طرح محمد بن شعیب بن شابور نے یحییٰ بن الحرث کے حوالے سے کہا کہ انہوں نے اسے مصحف امام میں ایک نون کے ساتھ لکھا پایا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ ہم نے مصاحف میں کہیں ایسا نہیں پایا ہے۔ محمد بن عیسی نے کہا کہ یہ لفظ قدیم وجدید مصاحف میں دونون کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ہم سے الخاقانی خلف بن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور انہوں نے کہا کہ میں نے مصحف میں جسے مصحف امام عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، دیکھا ہے کہ سورۂ یوسف آیت ۱۱۰: "ننجي من نشاء" اور سورۃ الانبیاء آیت ۸۸: "نجي المومنين" میں "نجي" ایک نون کے ساتھ لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر تمام مصاحف امصار نے اسی پر اجماع کیا۔ ہمیں علم نہیں کہ اس میں اختلاف ہوا ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سورۃ یونس کی آیت ۱۰۳: "ثم ننجي رسلنا" اور "ننج المؤمنين" دو جگہ اس لفظ کو دونون کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے سورۃ الحجر آیت ۷۸ اور سورۂ ق آیت ۱۴: "الأيكة" اور سورۃ الشعراء آیت ۱۷۶: سورۂ ص آیت ۱۳: "ليكة" دیکھا ہے پھر اس پر مصاحف اہل امصار کا اجماع ہوا۔ پھر ہمیں معلوم نہیں کہ اس میں اختلاف ہوا۔ انہوں نے کہا کہ "وسئل" اور فسئل" کو بغیر الف لکھنے پر مصاحف کا اجماع ہے اور سورۃ الانفال آیت ۴۲: "من حی عن بينة" کو ایک یاء سے لکھنے پر مصاحف کا اجماع ہے اور سورۃ النمل آیت ۳۶: "اتمدّونن" کو دونون سے لکھنے پر مصاحف کا اجماع ہے۔

(۱) نسخہ ۴۸ میں محمد...... تا الصباح عن۔ فراغ ہے۔ اور نسخہ ۴۷ میں "اخبرنی الخاقانی سے حدثنا الخاقانی تک فراغ ہے۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن قطن نے روایت کیا اور کہا کہ "فنجی من نشاء "اور"نجی المؤمنین" میں "نجی" دونوں جگہ ایک نون کے ساتھ لکھا ہے ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن منیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسیٰ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع کے حوالے سے روایت کیا اور کہا کہ یہ دونوں ایک نون سے لکھے ہوتے ہیں۔

ہم سے خلف بن حمدان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبید نے روایت کیا کہ مصاحف اہل امصار کا"الصرٰط" اور صرٰط" کو صاد سے لکھنے پر اجماع ہے۔ابو عمرو نے کہا کہ اسی طرح سورۃ طور آیت ۳۷ یہ "المصیطرون"سورۃ الغاشیۃ آیت ۲۲ میں:"بمصیطر" میں "مصیطر" کو صاد کے ساتھ اور سورۃ کوّرت (تکویر) کی آیت ۲۴ میں "بضنین" کو ضاد کے ساتھ لکھنے پر مصاحف اہل امصار کا اجماع ہے۔ابو حاتم نے کہا کہ مصحف عثمان رضی اللہ عنہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ابن مبارک نے حنظلہ بن ابی سفیان سے بحوالہ عطاء روایت کیا کہ خیال ہے مصحف عثمان رضی اللہ عنہ میں "بضنین"ضاد کے ساتھ لکھا ہے۔

وباللہ التوفیق

باب:

اثبات اور حذف میں مصاحف اہل امصار کے اختلاف کا بیان

الخاقانی نے مجھے بتایا کہ ہم سے الاصبہانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الکسائی نے ابن الصباح کے حوالے سے روایت کیا اور ہم سے کہا کہ محمد بن عیسیٰ نے نصیر کے حوالے سے کہا......... کہ اہل کوفہ، اہل بصرہ، اہل مدینہ، اہل مدینۃ السلام اور اہل شام کا مصاحف میں درج ذیل مقامات پر کتاب کا اختلاف ہے:۔

سورۃ البقرۃ میں آخر تک بعض مصاحف میں "ابراھیم" بغیر یاء لکھا ہے اور بعض مصاحف میں یاء کے ساتھ لکھا ہے ابوعمرو نے کہا کہ میں نے مصاحف اہل عراق میں سورہ البقرہ میں خاص طور پر 'ابراھیم' بغیر یاء پایا ہے اور اسی طرح مصاحف اہل شام میں لکھا ہے۔ معلّٰی بن عیسیٰ الوراق نے عاصم الجحدری کے حوالے سے بتایا کہ سورۃ البقرہ میں "ابرھم" بغیر یاء سے اور مصحف امام میں بھی اسی طرح پایا گیا ہے، ہم سے ہمارے شیخ الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ میں نے مصاحف میں اس لفظ کی کتابت کو تلاش کیا تو میں نے اسی خاص کو سورۃ البقرۃ میں "ابرھم" بغیر الف کے لکھا پایا۔

نصیر نے کہا کہ بعض مصاحف میں آیت ۲۴۵ میں "فیضاعفه" کو الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف۔ بعض میں آیت ۹۲: "قل بئس ما یامرکم به" میں "بئس ما" الگ الگ لکھا ہے اور بعض میں ملا کر "بئسما" لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں "ملئكته و كتابه" میں 'کتابه' الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں 'کتبه' بغیر الف لکھا ہے۔

سورۂ آل عمران آیت ۲۱: "ویقاتلون الذین" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "ویقتلون" بغیر الف لکھا ہے۔

سورۃ المائدہ آیت ۱۸: "نحن ابنؤا اللّٰہ" میں "ابنؤا" کو بعض مصاحف میں واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں "ابناءُ اللّٰہ" بغیر واو لکھا ہے بعض مصاحف میں آیت ۵۲: "نخشاان تصیبنا دائرۃ" میں "نخشا" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۱۱۰: "فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الاساحر مبین" میں "ساحر" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "سحر" بغیر الف لکھا ہے بعض مصاحف میں آیت ۹۵: "او رکفّٰرۃ طعام مساکین" میں "مساکین" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "مسکین" بغیر الف لکھا ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۹۵: "فالق الحبّ" میں "فالق" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں 'فلق" بغیر الف لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۹۶: 'جعل الیل سکنا" میں "جعل" بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "جاعل" الف کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۶۳: "لئن انجیتنا" یاء، تاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں "انجنا" یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الاعراف آیت ۳۸: "کل مادخلت امۃ" میں "کل ما" الگ الگ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "کلما" ملا کر لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۱۱۲: "یأتوک بکل سحار علیم" میں حاء کے بعد الف لکھا ہے اور بعض میں 'حاء' سے پہلے الف لکھا ہے اور آیت ۲۰۱: "اذامسھم طیف" میں "طیف" بعض مصاحف میں بغیر الف کے لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "طائف" الف کے ساتھ لکھا ہے آیت ۲۶: "وریشا ولباس التقوی" میں "ریشا" بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "وریاشا" الف کے ساتھ لکھا ہے ابوعمرو نے کہا کہ عام اماموں میں سے کسی نے اس لفظ کو اس طرح نہیں پڑھا سوائے اس کے جسے ہم نے مفضل بن محمد الضبی سے اور انہوں نے عاصم سے روایت کیا اور ان کے طریق سے ہم نے اسے یاء پڑھا ہے سورۂ براءۃ (التوبۃ) آیت ۴۷: "ولأوضعوا" کو بعض مصاحف میں بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "ولا اوضعوا" الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۂ یونس آیت ۷٦:"ان هذا لساحر" ساحر "بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "لسحر مبین" بغیر الف کے لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۷۹:"وقال فرعون أئتونی بکل سحار" میں " سحار" حاء کے بعد الف کے ساتھ لکھا اور بعض مصاحف میں "سحر" بغیر الف لکھا ہے۔

سورۂ ھود آیت ۷:"الا ساحر مبین" میں "ساحر" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا اور بعض مصاحف میں "سحر مبین" بغیر الف لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۂ ابراہیم آیت ۵:"وذکّرھم بأیّم اللّٰہ" میں "بأیّم" کو ابو عمرو نے بغیر الف دو یاء کے ساتھ لکھا بتایا ہے اور خود میں نے اہل مدینہ وعراق کے بعض مصاحف میں ایسا لکھا دیکھا ہے اور الغازی بن قیس نے بھی اپنی کتاب میں اسے الف کے بغیر دو یاء کے ساتھ لکھا بتایا ہے۔ نصیر نے بتایا کہ بعض مصاحف میں "بایّام اللّٰہ" میں 'ایام' الف اور ایک یاء کے ساتھ لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الحجر آیت ۲۲:"وارسلنا الریاح لواقح" میں "الریاح" بصیغہ جمع الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "الریح" بغیر الف بصیغہ واحد کے ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۳:"او کلهما" بعض مصاحف میں بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں " او کلاهما" الف کے ساتھ لکھا ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ 'یاء' کے ساتھ کسی جگہ لکھا ہوا نہیں ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۹۳ "سبحان ربی" میں "سبحان" کو الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں "سبحٰن" بغیر الف لکھا ہے۔ سارے قرآن کریم میں اس مقام کے علاوہ کسی جگہ اس لفظ کی کتابت میں اختلاف نہیں ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الکہف ۸۸:"فلهٗ جزاء الحسنی" میں "جزاء" کو بغیر واو لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "جزؤا" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۹۴:"فهل نجعل لک خراجاً" میں "خراجاً" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "خرجًا" بغیر الف لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۴۵:"تذروہ الریح" میں "الریح" بغیر الف لکھا ہے اور بعض میں "الریاح" الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ طٰہٰ آیت ۷۷: "لاتخف درکا" میں "تخف" بعض مصاحف میں بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "لاتخاف" الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الانبیاء آیت ۴: "قال ربی" میں "قال" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "قل ربی" بغیر الف لکھا ہے آیت ۸۷: " اَنْ لاالٰہ الاانت" میں 'ان' بعض مصاحف میں نون کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر نون لکھا ہے اور آیت ۱۰۲: "فِي ما اشتهت انفسهم" میں "في ما" بعض مصاحف میں الگ الگ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "فیما" ملا کر لکھا ہے۔

سورۃ الحج آیت ۳۸: "ان اللّٰه يدافع" میں "يدافع" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف لکھا ہے۔

سورۃ المومنون آیت ۱۱۲: "قال کم لبثتم" میں 'قال' بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں 'قل' بغیر الف لکھا ہے۔ آیت ۱۱۴: "قل ان لبثتم الاقليلا" میں 'قل' بعض مصاحف میں الف کے بغیر لکھا ہے۔ اور بعض مصاحف میں 'قال' الف کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں (آیت ۸۵، ۸۷ اور ۸۹: "سيقولون لله لله لله" تینوں لفظ بغیر الف کے لکھے ہیں۔ اور بعض کے دو لفظ 'اللّٰه اللّٰه' الف کے ساتھ لکھے ہیں۔ بعض مصاحف میں آیت ۴۴: "کل ماجاء امةً رسولها" میں "کل ما" الگ الگ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "کلما" کو ملا کر لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں آیت ۷۲: " ام تسئلهم خراجا" میں خراجاً" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "خرجاً" بغیر الف لکھا ہے۔ آیت ۷۲: "فخراج ربک" میں "خراج" تمام مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الفرقان آیت ۶۱: "فيها سرجاً" میں "سرجا" بعض مصاحف میں بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "سراجا" الف کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ الشعراء آیت ۱۴۶: "اتترکون فيما ههناء امنين" میں "فیما" بعض مصاحف میں ملا کر لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "في ما" الگ الگ لکھا ہے۔ آیت ۱۴۹ میں "فارهين" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "فرهين"

بغیر الف لکھا ہے۔اسی طرح آیت ۵۶:"حاذرون" بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف "حذرون" لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ النمل آیت ۸۱:"تهدی العمی" میں تهدی"تاء کے ساتھ بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "بهادی"الف اور حال کے بعد یاء کے ساتھ لکھا ہے۔بعض مصاحف میں آیت ۳۵:"فناظرة" کو الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "فنظرة" بغیر الف لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ القصص آیت ۴۸:"قالو اساحران تظاهرا" میں "ساحران" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں "سحران"سین کے بعد الف کے بغیر لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الروم آیت ۵۳:" ومانت تهدالعمی" میں "تهد" الف کے بغیر لکھا ہے اور آخر میں 'یاء' نہیں ہے اور بعض مصاحف میں "بهاد"الف کے ساتھ لکھا ہے اس کے آخر میں 'یاء' نہیں ہے۔سورۃ الروم میں جو 'بهاد' ہے۔مصاحف میں کہیں بھی اسکے آخر میں 'یاء' نہیں ہے۔البتہ سورۃ النمل آیت ۸۱ میں جو یہ لفظ آیا ہے وہاں ہر مصحف میں اس کے آخر میں یاء ہے بعض مصاحف میں آیت ۳۹:"وما آتیتم من ربا" میں "ربا" بغیر 'واو' کے الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "ربوا"واو کے ساتھ لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الاحزاب آیت ۲۰:"یسئلون عن انبائکم" میں "یسئلون" الف کے بغیر لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "یسألون"الف کے ساتھ لکھا ہے۔ابو عمرو نے کہا کہ ائمہ قراءت میں سے کسی نے اسے ایسے نہیں پڑھا سوائے اس کے جسے ہم نے محمد بن المتوکل رویس کے ذریعے یعقوب الحضرمی سے روایت کیا اور ہم نے اسے انہی کے مسلک و مذھب کے مطابق اسے پڑھا ہے۔ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن منیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسی (۱) نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن مینا قالون نے انہوں نے نافع سے روایت کیا کہ قرآن کریم میں یہ لفظ بغیر الف کے ہے۔

(۱) نسخہ ۴۸ میں ابن عیسی کا اضافہ ہے۔

بعض مصاحف میں سورۂ یٰسٓ آیت ۳۵:"وما عملت ایدیهم" میں "عملت" تاء کے ساتھ بغیر 'هاء' کے لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "وماعملته" هاء کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۵۵:" فی شغل فاکهون" میں "فاکهون" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض میں بغیر الف" فکهون" لکھا۔

بعض مصاحف میں سورۂ الزمر آیت ۳۶:"بکاف عباده" میں "عباده" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "عبده" بغیر الف لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ المؤمن (۱) آیت ۶: "وکذلک حقت کلمت ربک" میں "کلمت" تاء کے ساتھ اور بعض مصاحف میں هاء کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۱۸:" اذالقلوب لدالحناجر" میں 'لدا' الف کے ساتھ اور بعض مصاحف میں اسے یاء کے ساتھ 'لدی' لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الدخان آیت ۲۷:"فیها فاکهین" میں "فاکهین" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں بغیر الف" فکهین" لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الاحقاف آیت ۱۵:"ووصّینا الانسٰن بوٰلدیه احسٰناً" میں لفظ "احسنا" میں حاء کے آگے الف لکھتے ہیں (روای نے ایسے ہی کہا درست حاء سے پہلے ہے اور بعض مصاحف میں "حسنا" بغیر الف لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الطّور آیت ۱۸ میں " فاکهین" الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "فکهین" بغیر الف لکھا ہے۔

سورۂ اقتربت (القمر) آیت ۷ میں بعض مصاحف میں "خاشعا" الف کے ساتھ اور بعض مصاحف میں " خشّعا" بغیر الف لکھا ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الرحمٰن میں "فبایّ ءالاء ربکما تکذّبان" میں "تکذبان" الف کے ساتھ اور بعض مصاحف میں شروع سے لے کر آخر تک بغیر الف "تکذبن" لکھا ہے اور آیت ۵۴:" وجنا الجنتین دان" میں " جنا" کو بعض مصاحف میں الف کے ساتھ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں یاء کے ساتھ "وجنی" لکھا ہے۔

---

(۱) یہ سورۂ غافر ہے۔

بعض مصاحف میں سورۃ الواقعہ آیت ۷۵: "فلااقسم بموقع النجوم" میں "بموقع" بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں اسے الف کے ساتھ "بمواقع" لکھا ہے۔
بعض مصاحف میں سورۂ الحدید آیت ۱۱: " فیضعفه" بغیر الف اور بعض مصاحف میں الف کے ساتھ " فیضاعفه" لکھا ہے بعض مصاحف میں آیت ۱۸: "یضاعف لهم" کو الف کے ساتھ اور بعض مصاحف میں الف کے بغیر "یضٰعفه" لکھا ہے۔
بعض مصاحف میں سورۃ المنافقون آیت ۱۰: "وانفقوا من مارزقنکم" میں "من ما" الگ الگ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں ملا کر "مما" لکھا ہے۔ آیت ۸: " کل ماأُلقي فیها فوج" میں بعض مصاحف میں " کل ما" الگ لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "کلما" ملا کر لکھا ہے۔
بعض مصاحف میں سورہ قل اوحي (سورۃ الجنّ) آیت ۲۰: "قل انما ادعوا ربی" میں "قل" بغیر الف ہے اور بعض مصاحف میں "قال انما ادعوا ربی" میں 'قال' الف کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا، الکسائی نے کہا، الجحدری نے کہا کہ مصحف امام میں قل کاف لام کے ساتھ ہے اور سورۂ مرسلات میں "جمالت" میم کے بعد الف کیساتھ اور بعض مصاحف میں "جملت" بغیر الف لکھا ہے۔
ابوعمرو نے کہا کہ تاء سے پہلے کہیں الف نہیں ہے۔ بعض مصاحف میں سورۃ المطففین آیت ۳۱: میں "فکهین" بغیر الف اور بعض مصاحف میں "فاکهین" الف کے ساتھ لکھا ہے بعض مصاحف سورۂ ارأیت (الماعون) آیت ۱ میں "اریت" بغیر الف لکھا ہے اور بعض مصاحف میں "ارأیت" الف کے ساتھ لکھا ہے۔ بعض مصاحف میں سارے قرآن میں "ارأیتم" الف کے ساتھ اور بعض مصاحف میں "اریتم" الف کے بغیر لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ میں ابو حاتم کو ایوب بن المتوکل کے حوالے سے کہتے دیکھا کہ انہوں نے مصاحف اہل مدینہ میں سورۂ غافر آیت ۵۱: 'انالنصر رسلنا' میں 'لنصر' کو ایک نون کے لکھا دیکھا ہے۔ ہم نے مصاحف میں کہیں ایسا نہیں دیکھا۔

وباللہ التوفیق

باب:

مصاحف اہل عراق میں کلمات کی کتابت پر اتفاق کا بیان

الخاقانی نے ہم سے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الاصبہانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الکسائی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن الصباح نے روایت کیا اور کہا کہ محمد بن عیسیٰ نے نصیر کے حوالے سے کہا درج ذیل وہ کلمات ہیں جن کی کتابت پر مصاحف اہل عراق کا اجماع ہے۔

سورۂ آل عمران آیت ۲۸: "ان تتقوا منهم تقٰة" میں "تقٰة" کو یاء اور ھاء کے ساتھ لکھنے پر۔ ابوعمرو نے کہا کہ آیت ۱۰۲ میں "حق تقاته" بغیر یاء لکھا ہے۔ میں نے اہل عراق کے بعض مصاحف میں الف لکھا دیکھا ہے اور بعض میں محذوف دیکھا ہے سورۂ یوسف آیت ۸۸ میں "مزجىٰة" یاء سے لکھا ہے سورۃ الاحزاب آیت ۵۳: "غیر نٰظرین انٰه" ن "انٰه" بھی یاء کے ساتھ لکھا ہے۔

سورۃ النساء آیت ۷۸: "فمالِ هٰؤ لاء القوم" میں لام الگ لکھا ہے۔ آیت ۱۷۶: "اِن امروء ا هلک" میں "امروء ا" واو اور الف سے لکھا ہے سورۃ المائدہ آیت ۵۴: "فسوف يأتي الله" میں "یاتی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا کہ روایت میں تاء کے بعد یاء کے بغیر بھی آیا ہے۔ اور یہ غلط ہے اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ یہ فعل مضارع مرفوع ہے اور علامت رفع آخر میں اثبات یاء ہے۔

اس میں مصاحف اہل امصار میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں نے خود مصاحف اہل عراق وغیرہ میں غور سے دیکھا تو ایسا ہی پایا۔ سورۂ یونس آیت ۸۳: " لعال فی الارض" میں 'لعال' لام کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۂ ابراہیم آیت ۹: "نبؤا الذین" میں "نبؤا" واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے سورۂ بنی اسرائل آیت ۱ میں "الاقصا" الف سے لکھا ہے۔ سورۂ طٰہ آیت ۱۸ میں "اتو کّؤا علیها" میں "اتو کّؤا" واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ اور آیت

۷۶:"وذلک جزؤ ا من تزکی" واواور الف کے ساتھ لکھا ہے، اور آیت ۱۱۹:"وأنک لاتظمؤا فیھا" میں "تظمؤا" کو واو اور اس کے بعد الف سے لکھا ہے۔ آیت ۱۳۰:"ومن ء اناء ی الیل" میں "ء اناء ی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الحج آیت ۵۴:"لھاد الذین ءامنوا" میں "لھاد" کو دال کے ساتھ لکھا ہے سورۃ النور آیت ۲۱:"مازکی منکم" میں "زکی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے سورۃ الشعراء آیت ۶:"فسیاتیھم انبؤا" میں "انبؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔

آیت ۱۹۷:"علمؤا بنی اسراء یل" میں 'علمؤا' کو واو اور الف کیساتھ لکھا ہے سورۃ النمل آیت ۳۶:" فماء اتن اللّٰہ" میں "اتن یٖ نون (۱) کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ اور سورۃ القصص میں آیت ۲۰ من اقصا المدینة" اقصا کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ العنکبوت آیت ۵:"فان اجل اللہ لأت" میں "لأت" تاء کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۵۶: "یٰعبادی الذین ءامنو" میں "یٰعبادی" یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الروم آیت ۱۱:"یبدؤا الخلق" میں "یبدؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۱۳: میں "شفعؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔

آیت ۳۰: "فطرت اللّٰہ" میں "فطرت" کو تاء کے ساتھ لکھا ہے آیت ۴۱: "بما کسبت اید ی الناس" میں "ایدی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ لقمان آیت ۳۳: "ھو جاز" میں "جاز" کو 'زای' کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الملائکۃ (۲) آیت ۲۸: "العلمؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے سورۃ یٰس آیت ۲۰:"من اقصا المدینة" میں "اقصا" کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ والصافات آیت ۱۶۳"صال الجحیم" میں "صال" کو لام کے ساتھ لکھا گیا ہے

سورۃ ص آیت ۲۱: "نبؤا الخصم" میں "نبؤا" کو واو اور الف (۳) کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الزمر آیت ۵۳:"یٰعبادی الذین اسرفو" میں "یٰعبادی" کو یاء کے ساتھ لکھا سورۃ

(۱) نسخہ ۴۷ میں: یاء اور نون ہے۔

(۲) یہ سورۃ فاطر ہے۔

(۳) واو الف: نسخہ ۴۷ اور ۴۸ میں اضافہ ہے۔

المومن (۱) (غافر) آیت ۱۵: "یوم التلاق" میں "التلاق" کو قاف کے ساتھ لکھا ہے۔
سورۂ عسق (۲) آیت ۱۲: "ام لھم شرکٰؤا" میں "شرکٰؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الزخرف آیت ۱۸: "اومن ینشؤا" میں "ینشؤا" کو واو اور الف کے ساتھ لکھا ہے سورۃ الصف آیت ٦: "برسول یأتي من بعدی اسمه احمد" میں 'بعدي" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے سورۃ الحاقۃ آیت ۲۰: "اِنّی ظننت انّی ملٰقٍ" میں "ملٰق" کو قاف سے لکھا ہے۔ سورۂ والنازعات آیت ١٦: 'اذناذیه ربه بالواد" میں 'الواد' کو دال سے لکھا ہے۔ سورۂ اقرأ (علق) آیت ۱۸: "سندع الزبانیة" میں "سندع" کو عین کے ساتھ لکھا ہے
روای نے کہا کہ (مصاحف اہل عراق کا) جس پر اتفاق ہے وہ یہ کہ سورۂ ٦ آیت ۵۷:
" یقض الحق" میں یقض کو بغیر یاء لکھا ہے۔ سورۂ ھود آیت ۱۰۵: " یوم یات لاتکلّم" میں "یأت" کو اور سورۃ الکہف آیت ٦٤: "ما کنانبغ" میں "نبغ" کو، سورۂ والفجر آیت ۴: "والیل اذایسر" میں "یسر" کو سورۂ یونس آیت ۱۰۳: "ننج المئومنین" میں "ننج" کو بغیر 'یاء' لکھا ہے۔ سورۂ ق آیت ۴۱: "یوم یناد المناد" میں "یناد" اور "مناد" دونوں کو بغیر یاء لکھا ہے سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۱: "یدع الانسٰن" میں "یَدْع" کو بغیر واو لکھا ہے۔ سورۃ القمر آیت ٦: "یدع الداع" میں "یدع" کو واو کے بغیر اور 'الداع' کو یاء کے بغیر لکھا ہے سورۃ القمر آیت ۵: "فماتغن النذر" میں "تغن" کو بغیر یاء لکھا ہے۔ سورۂ عسق (الشوری) آیت ۲۴: "ویمح اللّٰه البطل" میں "یمح" کو واو کے بغیر لکھا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۱۴٦: "سوف یؤت اللّٰه" میں "یؤت" کو بغیر یاء لکھا ہے۔ سورۂ یوسف آیت ۳۲: "ولیکونا" کو اور سورۂ علق آیت ۱۵: " لنسفعا" دونوں کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۂ انعام آیت ۱۴٦ میں "الحوایا" اور سورۃ التوبہ آیت ۴۰ میں "العلیا" کو الف سے لکھا ہے۔ سورۂ یوسف آیت ۲۵: "لدا الباب" میں "لدا" الف کے ساتھ اور سورۃ المومن آیت ۱۸: "لدی الحناجر" میں "لدی" کو یاء کے ساتھ لکھا ہے سورۃ الکہف آیت ۳۸: "لکنّا ھو اللّٰه" میں "لکنّا" کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعمرو نے کہا یہ سارے کلمات تمام مصاحف میں اسی طرح لکھے ہیں۔

وباللہ التوفیق

---

(۱) یہ سورۂ غافر ہے
(۲) یہ سورۃ الشوریٰ ہے

باب: مصحف امام سے نقل شدہ مصاحف اہل حجاز وعراق وشام میں کمی بیشی کے اختلاف کا بیان

اس باب کے متعلق ہم نے ایک سے زیادہ اپنے شیوخ (اساتذہ) سے سنا کہ اہل شام کے مصاحف میں سورۃ البقرہ آیت ۱۱۶: "قالو اتخذالله و لدًا" میں 'قالوا' سے پہلے واو نہیں ہے۔ دوسرے تمام مصاحف میں 'قالوا' سے پہلے 'واؤ' ہے۔ مصاحف اہل مدینہ اور اہل شام میں آیت ۱۳۲: "واوصی بھا" میں دو واؤ کے درمیان الف ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں نے مصحف امام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں اور دوسرے تمام مصاحف میں "ووصّی بھا" الف کے بغیر لکھا دیکھا ہے۔ مصاحف اہل مدینہ وشام میں سورۂ آل عمران آیت ۱۳۳: "سارعوا الی مغفرۃ" میں "سارعوا" کی سین سے پہلے واو نہیں ہے۔ دوسرے تمام مصاحف میں "سارعوا" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ آیت ۱۸۴: "وبالزبر وبالکتب" میں دونوں لفظوں سے پہلے با کا اضافہ ہے مجھ سے خلف بن ابراہیم نے احمد بن محمد سے انہوں نے علی سے، انہوں نے ابوعبید سے، انہوں نے ھشام بن عمار سے، انہوں نے ایوب بن تمیّم سے، انہوں نے یحیٰی بن الحرث سے، انہوں نے ابن عامر سے اور ہشام سے، انہوں نے سوید بن عبدالعزیز سے، انہوں نے الحسن بن عمران سے، انہوں نے عطیہ بن قیس سے انہوں نے امّ الدرداء سے، انہوں نے ابوالدرداء سے، انہوں نے مصاحف اہل شام سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور یہی بات ابوحاکم نے کہی ہے کہ مصحف اہل حق میں جسے حضرت عثمانؓ نے شام بھجوایا تھا، دونوں لفظ باء کے ساتھ لکھے ہیں۔ ہارون بن موسیٰ الاخفش دمشقی نے کہا کہ مصحف امام میں باء کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی وہ مصحف جو شام بھیجا گیا۔ باء کا اضافہ صرف "وبالزبر" میں ہے۔ الکسائی نے ابوحیوۃ شریح بن یزید سے روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ نے جو مصحف شام بھیجا تھا۔ اس میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن پہلی بات اسناد کے اعتبار سے زیادہ درجہ والی ہے۔ وہ یہ کہ یہ دونوں لفظ تمام مصاحف میں بغیر باء کے ہیں۔

الکسائی اور فرّا نے کہا کہ اہل کوفہ کے بعض مصاحف میں سورۃ النساء آیت ۳۶: "والجار ذاالقربی" میں "ذا" الف کے ساتھ لکھا ہے۔ ہم نے ان کے مصاحف میں کہیں ایسا نہیں پایا نہ ان میں سے کسی نے اس طرح پڑھا۔ اہل شام کے مصاحف میں آیت ۶۶: "مافعلوہ الاقلیلا منھم" میں "قلیلاً" کو منصوب لکھا ہے، دوسرے تمام مصاحف میں اسے "الاقلیل منھم" مرفوع لکھا ہے۔ اہل مدینہ و مکہ و شام کے مصاحف میں سورۃ المائدہ آیت ۵۳: "یقول الذین آمنو" "یقول" سے پہلے 'واؤ' کے بغیر ہے لیکن مصاحف اہل کوفہ و بصرہ اور دوسرے تمام مصاحف میں "ویقول" واؤ کے ساتھ ہے۔ مصاحف اہل شام و مدینہ میں اسی سورہ کی آیت ۵۴: "من یرتدد منکم" میں "یرتدد" دو دال کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں نے مصحف امام میں یہ دو دال کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا۔ لیکن دوسرے سارے مصاحف میں یہ لفظ ایک دال 'یرتد' کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل شام میں سورۃ الانعام آیت ۳۲: "ولدار الأخرۃ" میں "لدار" صرف ایک لام کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں دو لام کے ساتھ لکھا ہے۔ اسی سورۃ کی آیت ۶۳: "لئن انجنا من ھذہ" میں "انجینا" یاء کے ساتھ بغیر تاء لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں " انجیتنا" یا اور تا دونوں کے ساتھ لکھا ہے۔ اور کسی میں جیم کے بعد الف نہیں ہے۔ اسی سورۃ آیت ۱۳۷: "وکذلک زیّن لکثیر من المشرکین قتل اولٰدھم شرکائھم" میں "شرکائھم" یاء کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں "شرکاؤھم" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل شام کے مصاحف میں سورۃ الاعراف کی آیت ۳: "قلیلامایتذکرون" میں "یتذکرون" یا اور تا کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں "تذکرون" تا کے ساتھ اور بغیر یاء کے لکھا ہے۔ اسی سورہ آیت ۴۳: "ماکنّا لنھتدی" 'ما' سے پہلے واو کے بغیر لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں 'وما' واو کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل شام میں حضرت صالحؑ کے قصے میں اسی سورۃ آیت ۷۵: "وقال الملأالذین استکبروا" میں "قال" سے پہلے واو کا اضافہ ہے۔ لیکن دوسرے سارے مصاحف میں "قال" بغیر واو لکھا ہے۔ اہل شام کے مصاحف میں اسی سورہ آیت ۱۴۱: "اذانجاکم منْ ال فرعون" میں "نجاکم" الف کے ساتھ بغیر یاء لکھا ہے۔ اس میں نون بھی نہیں ہے۔ جبکہ تمام

مصاحف میں "انجینکم" یاء اور نون کے ساتھ لکھا ہے۔ اس میں الف نہیں ہے مصاحف اہل مدینہ وشام میں سورۂ براءۃ (التوبہ) آیت ۱۰۷: "الذین اتخذوا مسجداً ضراراً" میں "الذین" سے پہلے واو نہیں ہے جبکہ تمام مصاحف میں "والذین" واو کیساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل مکہ میں اسی سورۃ کی آیت ۱۰۰: "تجری من تحتها الانهار" میں "تحتها" سے پہلے مِنْ ہے جبکہ دوسرے مصاحف میں "تحتها" بغیر "مِنْ" لکھا ہے۔ مصاحف اہل شام میں سورۂ یونس آیت ۲۲: "هو الذی ینشرکم فی البرّ و البحر" میں "ینشرکم" نون اور شین کے ساتھ لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں "یسیّرکم" سین اور یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل مکہ وشام میں سورہ سبحان (بنی اسرائیل) ۹۳: "قال سبحان ربي هل كنت" میں "قال" الف کے ساتھ لکھا ہے لیکن دوسرے تمام مصاحف میں "قل" بغیر الف لکھا ہے۔ سورۂ کہف آیت ۳۶: "خيرًا منهما منقلباً" میں مصاحف اہل مکہ و مدینہ وشام میں "منهما" میں ھاء کے بعد بطور تثنیہ میم کا اضافہ ہے لیکن مصاحف اہل عراق میں "منها" صیغہ واحد بغیر میم کے لکھا ہے اسی سورہ کی آیت ۹۵: "مامكنني فيه ربي" میں مصاحف میں "مكنني" دو نون کے ساتھ لکھا ہے جبکہ تمام مصاحف میں "مكّني" ایک نون کے ساتھ لکھا ہے۔

اہل کوفہ کے مصاحف میں سورۃ الانبیاء آیت ۴: "قال ربي يعلم القول" میں "قال" الف کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے تمام مصاحف میں "قل ربي" میں اسے بغیر الف لکھا ہے۔ آیت ۳۰: "الم یر الذین کفروا" میں مصاحف اہل مکہ میں "الم" میں ہمزہ اور لام کے درمیان واو کے بغیر لکھا ہے جبکہ تمام مصاحف میں اسے "اولم یر الذین" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ المومنون آیت ۸۷: "سیقولون الله قل افلا تتقون" اور آیت ۸۹: "سیقولون الله قل فانّي تسحرون" دونوں میں مصاحف اہل بصرہ میں لفظ "الله" الف کے ساتھ لکھا ہے جبکہ باقی تمام مصاحف میں دونوں جگہ "لله" "لله" بغیر الف لکھا ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں نے مصحف امام میں اسی طرح دیکھا ہارون الاعور نے عاصم الجحدری کے حوالے سے کہا کہ مصحف امام میں "لله" "لله" ہی تھا لیکن سب سے پہلے جس نے ان دو لفظوں میں الف کا اضافہ کیا وہ نصر بن عاصم اللیثی تھا۔ ابوعمرو نے کہا کہ حسن کہتے تھے کہ

فاسق عبید اللہ بن زیاد نے ان دو میں الف کا اضافہ کیا۔ یعقوب الحضرمی نے کہا کہ عبید اللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ ان دو ناموں میں الف کا اضافہ کیا جائے۔

ازالہ شبہہ

ابو عمرو نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ معلومات درست نہیں کیونکہ ان کے نقل میں ضعف ہے۔ ان اطلاعات میں اضطراب (گڑبڑ) ہے اور یہ باتیں خلاف عادت و معمول ہیں کیونکہ یہ بات جائز نہیں کہ نصر اور عبید اللہ یہ جاننے کے باوجود مصاحف میں اضافہ کرنے کا یہ اقدام کریں کہ امت ان کی یہ بات قبول نہیں کرے گی بلکہ اسے ناپسند کرے گی اور اسے رد کرے گی اور اس سے احتراز کرے گی اور اس پر عمل نہیں کرے گی۔ جب دو الف کا اضافہ باطل ٹھہرا تو درست بات یہ ہے۔ کہ یہ اضافہ حضرت عثمانؓ سے پہلے کا ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اسی پر قائم رہے جس طرح (قرآن) نازل ہوا اور جس طرح رسول اللہؐ نے اسے پڑھایا مصاحف کا اس بات پر اجماع ہے۔ پہلی جگہ آیت ۸۵: "سیقولون لله" میں "للّٰه" میں لام سے پہلے الف نہیں ہے۔ اسی سورۃ کی آیت ۱۱۲: "قل کم لبثتم" اور آیت ۱۱۴: "قل ان لبثتم" میں دونوں جگہ "قل" مصاحف اہل کوفہ میں بغیر الف لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں دونوں جگہ "قال" الف کے ساتھ لکھا ہے۔........... اہل مکہ کے مصاحف میں پہلے مقام پر 'قل' بغیر الف........... اور دوسری جگہ الف کے ساتھ لکھا ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان کے ہاں دونوں مقامات کی قرأت اسی کے مطابق ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں ان مصاحف کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ سوائے اس کے جو ہم نے ابو عبید سے روایت کیا کہ اس نے کہا مجھے اہل مکہ کے مصاحف سے متعلق بھی اور کچھ معلوم نہیں سوائے اس کے کہ ان کے مصاحف میں بھی دو مقامات پر "قال" الف سے لکھا ہے۔ اہل مکہ کے مصاحف میں سورۃ الفرقان آیت ۲۵: "وننزل الملئكة تنزيلا" میں "وننزل" دو نون کے ساتھ لکھا ہے۔ جب کہ دوسرے تمام مصاحف میں اسے ایک نون کے ساتھ "نزل" لکھا ہے۔ اہل مدینہ و شام کے مصاحف میں سورۃ الشعراء آیت ۲۱۷: "فتوكل على العزيز الرحيم" میں "فتوكل" "فاء" کے ساتھ لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں "وتوكل" "واؤ" کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل مکہ کے مصاحف میں سورۃ النمل آیت ۲۱: "اوليأتينني بسلطن مبين" دو نون کے ساتھ لکھا ہے۔ جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں اسے ایک نون کے ساتھ لکھا ہے مصاحف اہل مکہ میں سورۃ القصص آیت ۳۷: "قال موسى ربي اعلم" کو "قال" کے

پہلے بغیر واو لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں "قال" سے پہلے واو لکھا ہے۔ مصاحف اہل کوفہ میں سورۂ یٰسین آیت ۳۵: "وما عملت ایدیھم" میں "عملت" کو تاء کے بعد ہا کے بغیر لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں "وما عملته" کو ھاء کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل شام میں سورۃ الزمر آیت ۶۴: "تأمرونني اعبد" میں "تامرونني" کو دونون کے ساتھ لکھا ہے جبکہ دوسرے سارے مصاحف میں اسے ایک نون سے لکھا ہے مصاحف اہل شام میں سورۃ المؤمن آیت "کانوا ھم اشدّ منکم" میں "منکم" کو کاف سے لکھا ہے جبکہ دوسرے تمام مصاحف میں یہ "منھم" ہاء کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل کوفہ کے مصاحف میں اسی سورہ آیت ۲۶: "او ان یظھر فی الارض الفساد" میں واو سے پہلے الف کے اضافہ سے لکھا ہے۔ جبکہ ھارون نے صخر بن جویریہ اور بشار الناقط سے انہوں نے اسید سے روایت کیا کہ مصحف امام عثمان ابن عفانؓ اور تمام مصاحف میں "وان یظھر" بغیر الف لکھا ہے۔ مصاحف اہل مدینہ وشام میں سورۃ الشوریٰ آیت ۳۰: "بما کسبت ایدیکم" کو باء سے پہلے فاء کے بغیر لکھا ہے جب کہ دوسرے سارے مصاحف نے "فبما کسبت" ف کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل مدینہ و شام میں سورۃ الزخرف آیت ۶۸: "یعبادی لاخوف علیکم" میں "یعبادی" یاء کے ساتھ لکھا ہے اور اہل عراق کے مصاحف میں اسے یاء کے بغیر "یعباد" لکھا ہے۔ مصاحف اہل مکہ میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ ان کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔ لیکن ہمارے پاس ان کے مصاحف کے بارے میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔ سوائے اس کے جو ابن مجاہد نے بتایا ہے کہ ان کے مصاحف میں یہ لفظ بغیر یاء کے ہے۔ میں نے اپنے بعض شیوخ کو دیکھا ہے جو کہتے ہیں کہ انکے مصاحف میں یہ لفظ یاء کے ساتھ ہے میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بات ابوبکر کے قول سے اخذ کی ہے جنہوں نے بتایا کہ اہل حجاز اور مکہ کے مصاحف میں یہ یاء ثابت (لکھی ہوئی) ہے۔ واللہ اعلم

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن قطن نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے سلیمان بن خلاد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے الیزیدی نے روایت کیا اور کہا کہ: ابوعمرو نے کہا کہ میں نے "یعبادی" کو مصاحف اہل مدینہ وحجاز میں یاء کے ساتھ ملا ہوا دیکھا۔ مصاحف اہل مدینہ وشام میں اسی سورۃ کی آیت ۷۱: "ما تشتھیه الانفس" میں "تشتھیه" کو دو ھاء کے ساتھ لکھا ہے اور میں نے اپنے بعض شیوخ کو کہتے دیکھا ہے کہ مصاحف اہل کوفہ میں اسی طرح لکھا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں نے اس لفظ کو مصحف امام میں دو ھاء کے ساتھ دیکھا ہے۔ جبکہ دوسرے سارے مصاحف میں

"تشتهی" ایک هاء کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل کوفہ میں سورۂ احقاف آیت ۱۰: "بوالدیہ احسانا" میں "احسانا" حاء سے پہلے اور سین کے بعد الف سے لکھا ہے جبکہ دوسرے سارے مصاحف میں "حسنا" بغیر الف کے لکھا ہے۔ خلف بن حشام البزاز نے کہا کہ اہل مکہ وکوفیین کے مصاحف میں سورۃ القتال (محمد ﷺ) آیت ۱۸: "فهل ینظرون الا الساعة ان تاتهم" میں "تاتهم" زیر اور جزم کے ساتھ ہے۔ اور الکسائی نے کہا کہ مصاحف اہل مکہ میں خاص طور پر اسی طرح لکھا ہے۔ خلف بن هشام نے کہا کہ ہم ان میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے اسے اس طرح پڑھا ہو۔ ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قاسم نے روایت کیا اور کہا کہ الکسائی نے کہا کہ مصاحف اہل مکہ میں "ان تاتهم" کسرہ (زیر) اور جزم کے ساتھ لکھا ہے۔ مصاحف اہل شام میں سورۂ الرحمٰن آیت ۱۲: "والحب ذاالعصف والریحان" میں "ذا" الف کے ساتھ اور نصب کے ساتھ لکھا ہے۔ جب کہ سارے مصاحف میں "ذو العصف والریحان" واو اور رفع کے ساتھ لکھا ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں نے یہ اس مصحف میں دیکھا ہے۔ جسے مصحف امام عثمانؓ کہتے ہیں مصاحف اہل شام میں اس سورہ کی آخری آیت ۷۸: "ذو الجلال والاکرام" میں ذو کو واو کیساتھ لکھا ہے جب کہ تمام مصاحف میں "ذی الجلال والاکرام" یاء سے لکھا ہے۔ آیت ۲۸ پہلا لفظ "ینبغی" تمام مصاحف میں واو کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل شام کے مصاحف میں سورۃ الحدید آیت ۱۰: "وکل وعدالله الحسنی" میں "کل" تمام مصاحف میں مرفوع ہے جبکہ سارے مصاحف میں یہ "وکلا" نصب کے ساتھ ہے۔ اہل مدینہ وشام کے مصاحف میں اسی سورۃ کی آیت ۲۴: "فان الله الغنی الحمید" بغیر "هو" کے ہے جبکہ سارے مصاحف میں یہ آیت "هو الغنی" "هو" کے اضافے کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اہل مدینہ و شام کے مصاحف میں سورۂ والشمس آیت ۱۰: "فلا یخاف عقبها" فاء کے ساتھ ہے جبکہ تمام مصاحف میں یہ "ولا یخاف" واو کے ساتھ لکھا ہے۔

یہ مختلف کلمات سارے کلام اللہ ہیں

ہم سے ابن خاقان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ یہ مختلف کلمات جو مصاحف امصار میں باہم مختلف ہیں، لوحین میں درج ہیں اور یہ مصحف امام سے منسوخ ہیں۔

جو حضرت عثمانؓ نے لکھوایا اور اس کے نسخے (نقول) سارے اطراف میں بھیجے۔ یہ کلمات سب کے سب کلام اللہ عزوجل ہیں۔

ہم سے خلف بن ابراہیم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے القاسم بن سلام نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے اسمعیل بن جعفر المدنی نے روایت کیا اور کہا کہ ان کلمات کے بارے میں اہل حجاز اور اہل عراق کے مصاحف میں اختلاف ہے۔ القاسم نے کہا کہ یہ کلمات بارہ ہیں۔

اہل مدینہ نے سورۃ البقرہ آیت ۱۳۲: ''واوصی بها ابراهیم بنیه'' میں ''اوصی'' کو الف کے ساتھ لکھا۔ اور اہل عراق نے اس کلمہ کو الف کے بغیر ''ووصی'' لکھا اہل مدینہ نے سورۂ آل عمران آیت ''سارعوا الی مغفرة'' کو شروع سے 'واؤ' کے بغیر لکھا ہے اور دوسرے مصاحف نے اسے ''وسارعوا'' واؤ کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۂ المائدہ آیت ۵۳: ''یقول الذین ء امنو'' بغیر واو لکھا ہے۔ جب کہ اہل عراق نے اسے ''ویقول'' واو کے ساتھ لکھا ہے اسی سورۃ آیت ۵۴: ''من یرتدد منکم'' میں اہل مدینہ نے ''یرتدد'' کو دو دال سے لکھا ہے۔ جب کہ اہل عراق نے اسے ''من یرتد'' ایک دال کیساتھ لکھا ہے۔ سورۂ براءۃ (التوبہ) آیت ۱۰۷: ''الذین اتخذوا مسجداً'' میں اہل مدینہ نے ''الذین'' سے پہلے بغیر واو لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''والذین'' واو کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۂ الکہف آیت ۳۶: ''خیرا منهما منقلباً'' میں ''منهما'' کو تثنیہ لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''منها'' واحد لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۃ الشعراء آیت ۲۱۷: ''فتوکل علی العزیز الرحیم'' کو فاء سے لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''وتوکل'' واو سے لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۃ المؤمن آیت ۶۷: ''وان یظهر فی الارض الفساد'' شروع میں الف کے بغیر لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''او ان'' الف کا اضافہ کر کے لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۂ عسق آیت ۳۰: ''بما کسبت ایدیکم'' شروع میں فاء کے بغیر لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''فبما'' فاء کے ساتھ لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۃ الزخرف آیات ۷۱: ''تشتهیه الانفس'' کو دو ھاء کے ساتھ لکھا ہے جبکہ اہل عراق نے اسے ''تشتهی'' صرف ایک ھاء کیساتھ لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۃ الحدید آیت ۲۴: ''فان الله هو الغنی الحمید''

(۱) نسخہ ب، نسخہ ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ میں اهل المدینہ '' تشتهیه الانفس باهاء واهل العراق بغیرها کے ہے۔

لکھا ہے۔ اہل مدینہ نے سورۃ والشمس وضحها آیت ۱۵: "فلا يخاف عقبها" کو فاء کے ساتھ لکھا ہے۔ جبکہ اہل عراق نے لئے "ولا يخاف" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ ہم سے احمد بن عمر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عیسیٰ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے قالون نے نافع کے حوالے سے روایت کیا کہ مصحف اہل مدینہ میں مذکورہ کلمات ان کلمات کے مطابق ہیں جو اسمٰعیل نے بیان کئے ہیں۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابن مجاہد نے روایت کیا اور کہا کہ مصحف اہل مکہ میں سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰: "تجری من تحتها الانهر" میں آخر آیت کے قریب "من" کا اضافہ ہے۔ اور سورہ سبحان (بنی اسرائیل) آیت ۹۳: "قال سبحان ربي" "قال" الف سے لکھا ہے۔ سورۃ الکہف آیت ۹۰: "ما مكنني فيه" میں "مکنني" دونون کے ساتھ ہے۔ سورۃ الانبیاء آیت ۳۰: "الم يرا لذين كفروا" میں "الم" ہمزہ کے بعد واو کے بغیر ہے۔ سورۃ الفرقان آیت ۲۰: "وننزل الملئكة" دونون کے ساتھ ہے۔ سورۃ النمل آیت ۲۱: "اوليا تينني" دونون کے ساتھ ہے۔ سورۃ القصص آیت ۳۷: "قال موسى ربى اعلم" کے شروع میں واو کے بغیر ہے۔

ہم سے ابن غلبون نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عبداللہ بن احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن انس نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ہشام بن عمار نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے سوید بن عبدالعزیز نے اور ایوب بن تمیم نے انہوں نے یحییٰ بن الحرث سے، انہوں نے عبداللہ بن عامر سے (ح) اور ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ھشام بن عمار نے ایوب بن تمیم سے، انہوں نے یحییٰ بن الحرث سے۔ انہوں نے عبداللہ بن عامر سے روایت کیا کہ ابوعبید نے کہا اور الفاظ انہی کے ہیں کہ ہم سے ھشام نے (ح) کہا کہ ہم سے سوید بن عبدالعزیز نے بھی الحسن بن عمران سے، انہوں نے عطیہ بن قیس سے، انہوں نے ام الدرداء سے، انہوں نے ابوالدرداء سے روایت کیا کہ یہ الفاظ کلمات مصحف اہل شام میں ہیں اور مصحف اہل شام میں یہ ۲۸ مقامات ہیں: سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۷: "قالوا اتخذ الله ولداً" کے شروع میں واو نہیں ہے۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳: "سارعوا" بغیر واو ہے۔ اسی سورۃ میں آیت ۱۸۴: "بالبينات وبالزبر وبالكتب" میں تینوں کلمات باء کے ساتھ ہیں سورۃ النساء آیت ۶۶: "الا قليلا" نصب کے ساتھ ہے۔ سورۃ

المائدہ آیت ۵۳: ''یقول الذین ء امنو'' کا شروع واو کے بغیر ہے۔ اسی سورۃ آیت ۵۴: ''من یرتدد منکم عن دینه'' میں یرتدد دو دال کے ساتھ ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۳۲: ''ولدار الاخرۃ'' میں ''ولدار'' میں ایک ہی لام ہے۔ اسی ہی سورۃ میں آیت ۱۳۷: ''قتل اولادَھم شرکائھم'' میں ''الاولاد'' نصب کے ساتھ اور ''شرکائھم'' میں ''شرکاء'' جر کے ساتھ ہے۔

سورۃ الاعراف آیت ۳: ''افلا یتذکرون'' اور اسی سورۃ میں آیت ۴۳: ''ما کنا لنھتدی'' کے شروع میں 'واؤ' نہیں ہے اسی سورۃ میں قصہ صالح میں آیت ۷۵: ''وقال الملأ'' کو واو کے ساتھ لکھا ہے۔ اسی سورۃ کی آیت ۱۷۱: ''واذ انجکم'' بغیر نون ہے۔

سورۂ براءۃ (التوبہ) آیت ۱۰۷: ''الذین اتخذوا'' بغیر واو کے ہے۔ سورۂ یونس آیت ۲۲: ''ھو الذی ینشرکم'' میں ''ینشرکم'' نون اور شین کے ساتھ ہے۔ اسی سورۃ میں آیت ۹۷: ''ان الذین حقت علیھم کلمٰت ربک'' میں ''کلمٰت'' بصیغہ جمع ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹۳: ''قل سبحان ربي'' خبر واقع ہوئی ہے۔ سورۃ الکھف آیت ۳۷: ''خیرا منھما'' میں ''منھما'' صیغہ تثنیہ ہے۔ سورۃ المومنون آیت ۸۵۔۸۷۔۸۴)۔ ''سیقولون للہ'' تینوں جگہ بغیر الف ہے۔ سورۃ الشعراء آیت ۲۱۷: ''فتوکل علی العزیز'' فاء کے ساتھ ہے۔ سورۃ النمل آیت ۶۷: ''اننا لمخرجون'' دونون کیساتھ ہے۔ سورۃ المؤمن آیت ۲۱: ''اشدمنکم'' کاف کے ساتھ ہے۔ اسی سورہ میں آیت ۲۷: ''وان یظھر فی الارض'' واو سے پہلے ''الارض'' بغیر الف ہے۔ سورۂ عسق آیت ۳۰: ''بما کسبت ایدیکم'' فاء کے بغیر ہے۔ سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲: ''والحب ذالعصف والریحان'' نصب کے ساتھ ہے۔ اسی سورۃ میں آیت ۷۸: ''تبرک اسم ربک ذوالجلل والاکرام'' رفع کے ساتھ ہے۔ سورۃ الحدید آیت ۲۴: ''فان اللہ الغنی الحمید'' بغیر ''ھو'' ہے۔ سورۂ والشمس آیت ۱۰: ''فلا یخاف عقبھا'' فاء کے ساتھ ہے۔

ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد نے روایت کیا اور کہا ہم سے علی نے روایت کیا اور کہا کہ ابوعبید نے کہا کہ مصاحف اھل عراق وکوفہ وبصرہ میں حسب ذیل پانچ مقامات ہیں اختلاف ہے۔

کوفیوں نے سورۃ الانعام آیت ۶۳: ''لئن انجنا'' کو بغیر تاء لکھا ہے۔ سورۃ الانبیاء آیت ۴: ''قال ربی یعلم'' میں قال کو الف کے ساتھ لکھا ہے اور سورۃ المومنون آیت ۱۱۲:

"قل کم لبثتم" اور آیت ۱۱۴: "قل ان لبثتم دونوں میں "قل" بغیر الف لکھا ہے۔ سورۃ الاحقاف آیت ۱۵: "بوالدیه احساناً" میں "احساناً" کو حاء سے پہلے اور سین کے بعد الف کے ساتھ لکھا ہے۔

بصریوں نے ان مقامات پر "انجیتنا" تاء کے ساتھ لکھا ہے۔ قل ربی یعلم میں "قل" بغیر الف لکھا ہے۔ "قال کم لبثتم' قال ان لبثتم" میں "قال" کو الف کے ساتھ لکھا ہے۔ اور "بوالدیه حسناً" میں "حسناً" کو بغیر الف لکھا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ ہمیں ابن قاسم اشہب اور ابن وھب کے حوالے سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے مالک بن انس کے جد کے مصحف جو انہوں نے اس وقت لکھا تھا جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مصاحف لکھوائے تھے، تو دیکھا جب مالک نے یہ مصحف ان کے سامنے پیش کیا' انہوں نے مصحف میں دیکھا کہ سورۂ عسق آیت ۳۰: "فبما کسبت" کو فاء سے لکھا ہے۔ سورۃ الزخرف آیت ۷۱ کو "ما تشتهی الانفس" سورۃ الحدید آیت ۲۴: کو "فان الله هو الغنی الحمید" هو کے اضافے کیساتھ لکھا ہے۔ سورۂ والشمس آیت ۱۰: "ولا یخاف" کو واو سے لکھا ہے۔ تمام الفاظ مصاحف مدینہ سے متعلق اسمٰعیل کی روایت کے مطابق ہیں۔ خارجہ بن مصعب نے نافع سے روایت کیا کہ مصحف امام میں سورۂ الحدید "هو الغنی" "هو" کے اضافے کے ساتھ ہے اور سورۂ والشمس میں "ولا یخاف" واو کے ساتھ لکھا ہے۔ ہم نے مصحف امام میں ان حروف کی کتابت سے متعلق ابوعبید کی بات بیان کر دی ہے۔ جسے اب دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مصحف اہل مدینہ کے بارے میں ابوحاتم نے کہا کہ سورۂ یوسف آیت ۵۴: "وقال الملک اتونی" میں "اتونی" یا کے بغیر لکھا ہے اہل مکہ کے مصاحف میں سورۃ النساء کے آخر میں آیت ۱۷۱: کو "فأمنوا با لله ورسوله" لکھا ہے۔ مصحف اہل حمص جسے حضرت عثمانؓ نے شام بھیجا تھا، میں سورۃ الاعراف آیت ۴۳: "تجری تحتها الانهار" بغیر "من" کے لکھا ہے اور آیت ۱۹۵: "ثم کیدونی" "جمیعاً" (۱) میں "کیدونی" یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الانفال آیت ۶۷: "ما کان للنبی" میں "للنبی" کو دو لام کیساتھ لکھا ہے۔ سورۃ الکہف آیت ۷۷: "لتخذت علیه" میں "للتخذت" کو دو لام کے ساتھ لکھا ہے
سورۃ المدثر آیت ۳۳: "اذا أدبر" میں "اذا" الف کے اضافے سے لکھا ہے۔

---

(۱) موجودہ قرآن میں "جمیعا" نہیں ہے۔ مترجم۔

الکسائی نے ابوحیوہ شامی سے روایت کیا ہے کہ جو مصحف حضرت عثمانؓ نے شام بھیجا تھا اس میں ''ثم کیدونی'' میں ''کیدونی'' تھا یاء کے ساتھ لکھا ہے۔ اور ''وما کان للنبی'' میں ''للنبی'' کولام کے ساتھ لکھا اور سورۃ الکھف میں ''للتخذت علیه'' لکھا ہے۔

ابوعمرو نے کہا کہ مصاحف اہل انصار میں اختلاف سے متعلق ہم تک پہنچنے والی سب روایات یہ ہیں۔ ان میں سے بہت سے الفاظ وکلمات کا ہم نے گزشتہ ابواب میں ذکر کر دیا ہے۔ مصاحف اہل امصار کے بارے میں ان کلمات سے متعلق ہماری قطعی رائے یہی ہے کہ ان کے اماموں کی قراءت پر تلاوت ناجائز ہے الاّ یہ کہ اس کی تصدیق ان کے مصاحف سے بروایت صحیح ہو کیونکہ ممکن ہے کہ ان کلمات میں سے اکثر کی تلاوت ان کے مصحف کی تحریر کے مطابق نہ ہو۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ابوعمرو نے سورۃ الزخرف آیت ۶۸ میں ''یعبادی لاخوف علیکم'' یاء کے ساتھ پڑھا حالانکہ اہل بصرہ کے مصاحف میں یہ کلمہ بغیر یاء کے لکھا ہے ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے مصاحف اہل مدینہ میں اسی کلمہ کو یاء کے ساتھ لکھا دیکھا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے شہر کے مصحف کی تحریر کو ترک کر دیا اور اس کلمہ کے بارے میں اہل مدینہ کے مصاحف کا اتباع کیا۔ اس طرح آپ نے سورۃ الحجرات آیت ۱۴ ''لایألتکم من اعملکم شیًا'' میں ''یألتکم'' کی ہمزہ کے ساتھ قراءت کی ہے اور ہمزہ کو الف کی شکل میں لکھا ہے حالانکہ تمام مصاحف میں یہ الف کے بغیر لکھا ہے۔ اسی طرح آپ نے سورۃ المنافقون آیت ۱۰: ''واکون من الصالحین'' کو بھی واو کے ساتھ اور منصوب پڑھا ہے اور یہ تمام مصاحف میں بغیر واو جزم کے ساتھ ہے۔ تو ابوعبید نے کہا کہ میں نے مصحف امام میں اسی طرح دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مصاحف کا اس پر اتفاق ہے۔

اسی طرح سورۃ المرسلات آیت ۱۱: ''وداذا الرسل وُقتت'' میں ''وُقتت'' میں بھی انکی قراءت واؤ کے ساتھ ہے۔ جس کا مادہ ''وقت'' ہے جب کہ مصحف امام اور دوسرے سارے مصاحف میں یہ کلمہ الف کے ساتھ لکھا ہے۔ اس طرح اس کی اور ابن کثیر کی قراءت سورۃ البقرہ آیت ۱۰۶: ''اوننسا ها'' سین اور ھا کے درمیان ساکن ہمزہ کے ساتھ ہے اور بشکل الف لکھا گیا ہے۔ جب کہ ایسا نہ تو مصاحف مکہ میں ہے اور نہ دوسرے مصاحف میں اسی طرح حفص بن سلیمان کی روایت سے ابن عامر اور عاصم کی قراءت سورۃ الزخرف آیت ۲۴: ''قال أو لو جئتکم'' الف کے ساتھ ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ مصاحف اہل شام میں ایسا لکھا ہے۔ نہ ہی دوسرے مصاحف میں اس طرح لکھا ہے۔ اسی طرح طریق مذکورہ سے

قرأت عاصم بھی سورۃ الانبیاء آیت ۱۱۲"قال رب احکم بالحق" الف کے ساتھ ہے۔ ہمارے پاس ایسی کوئی روایت نہیں کہ اس طرح کسی بھی مصاحف میں لکھا ہے۔ ائمہ قراءت سے اس طرح کی کئی مثالیں صادر ہوتی ہیں جو ان کے مصاحف کی تحریر کے خلاف ہیں۔ میں نے یہ فصل اسی لئے قائم کی اور اس طرف توجہ دلائی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ ہمارے فرمانے میں قراءت سے نسبت ظاہر کرنے والوں میں سے جس کسی نے بھی مصاحف کے رسم ہجا (املا) کے بارے میں کچھ بھی جمع کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک مفہوم متعین کیا اور اسی کو بنیاد قرار دیا اور اس پر ہر امام نے اپنے شہر کے مصحف میں مذکورہ کلمات میں کمی بیشی کی۔ اور یہ ایسی غلطی ہے۔ جس کے ارتکاب کا سبب راویت میں لاپرواہی۔ حد درجہ کی کند ذہنی اور قلت تحصیل ہے۔ جبکہ ایسی صورت حال میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا ناجائز ہے سوائے اس کے کہ ائمہ سلف سے منقول یا اس کے علم میں تخصص رکھنے والے علماء اور ان روایات کے نقل کرنے اور بیان کرنے میں امانت دار لوگوں سے منقول کسی روایت کی بنا پر اب کیا جائے۔ جیسا کہ ہم نے دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

وباللہ التوفیق

مصاحف کی کتابت میں اختلاف کا سبب

ابوعمرو نے کہا کہ کوئی سائل یہ پوچھے کہ مصاحف میں ان اضافی کلمات کے لکھنے میں اختلاف کا کیا سبب ہے تو میں کہوں گا کہ اس کا سبب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے قرآن مصاحف میں جمع کیا اور ایک ہی صورت میں لکھا اور اس کے لکھنے میں قریش کے لہجے کو دوسرے لہجوں پر ترجیح دی جو بات صحیح اور ثابت نہ تھی انہوں نے ایسا امت اور اہل ملت کیلئے احتیاط کے نقطۂ نظر سے ایسا کیا۔ انکے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی تھی کہ یہ کلمات اللہ عزوجل کی طرف سے اسی طرح نازل ہوئے ہیں اور رسول اللہ کی زبان سے اسی طرح سنے گئے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ان کلمات کو اس حالت میں ایک مصحف میں جمع کرنا ممکن نہیں سوائے اسکے ایک لفظ کو دو دو مرتبہ لکھا جائے۔ اور اس طرح لکھنے میں تخلیط اور تغییر واقع ہوتی ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ پس انہوں نے ان کلمات کو مصاحف

میں متفرق لکھ دیا۔ چنانچہ بعض کلمات بعض مصاحف میں لکھے ہیں اور بعض مصاحف میں سے یہ کلمات محذوف ہیں تا کہ امت ان کلمات کو اسی طرح محفوظ رکھے جس طرح وہ اللہ عزوجل کے ہاں سے نازل ہوئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں۔ اہل انصار کے مصاحف میں ان کلمات کے لکھنے میں اختلاف کا سبب یہی ہے۔

یہ بات کہ قرآن میں لحن ہے اور اس قول کی تاویل

اگر کہنے والا یہ کہے کہ تم اس روایت کے بارے میں کیا کہو گے جسے تم نے یحیٰی بن یعمر اور عکرمہ مولی ابن عباس سے حضرت عثمان کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ مصاحف جب لکھے گئے تو حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش کئے گئے۔ انہوں نے بعض کلمات میں لحن پایا تو انہوں نے کہا کہ ان کو رہنے دو۔ عرب انہیں درست کر دیں گے اور اپنے لہجہ میں ان کو تحریر کریں گے۔ جبکہ ان کی ظاھری شکل لکھنے میں غلط ہونے پر دلالت کرتی ہے تو میں کہوں گا کہ ہمارے نزدیک اس روایت کی حیثیت حجت کی نہیں ہے۔

اور دو وجوہ سے اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے۔ ایک یہ کہ اس کی اسناد میں تخلیط اور الفاظ میں اضطراب ہے لہذا یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ ابن یعمر اور عکرمہ نے حضرت عثمان سے کچھ نہیں سنا نہ ہی انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا نیز یہ کہ اس روایت کے ظاہری الفاظ حضرت عثمانؓ کے وارد ہونے کی نفی کرتے ہیں کیونکہ اس سے محض حضرت عثمانؓ پر اسلام میں اہم مقام و منزلت امت کی خیر خواہی میں حد درجہ کی لگن اور اصلاح امت پر سے اُن کی غمگساری کے باوجود ان پر طعن لازم آتا ہے۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ تمام نیک پرہیز گار اور صالح صحابہؓ کے ساتھ جمع مصحف (قرآن) کا بیڑہ اٹھائیں تا کہ قرآن کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف ہو۔ اور اس کے باوجود وہ اس میں لحن اور غلطی رہنے دیں اور اس میں تبدیلی کا کام اپنے بعد میں آنے والے ایسے شخص کے سپرد کریں جس کے بارے میں شک نہیں کہ وہ اس کام کی وسعت کا ادراک نہ رکھتا ہو اور اسکی غرض غایت کو سمجھتا ہو۔ لہذا کسی کہنے والے کو نہ بات کہنا جائز ہے اور نہ ایسا اعتقاد رکھنا جائز ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اگر حضرت عثمانؓ سے اس بات کا نقل ہونا دُرست ثابت ہو تو تمہارے

نزدیک اس کی توجیہ کیا ہے تو میں کہوں گا کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے نزدیک اس لحن سے مراد تلاوت میں لحن ہوگا نہ کہ رسم خط۔ کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ اگر ان میں سے بہت سے کلمات کو اگر ان کے رسم الخط کے مطابق تلاوت کیا جائے تو ان کے معانی بدل جائیں اور الفاظ میں تبدیلی واقع ہو۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ قول خداوندی ''اولا اذبحنه ، ''لأاوضعوا''، ''من نباءى المرسلين''، ''ساوريكم'' اور ''الربوا'' وغیرہ میں جہاں لکھنے میں الف اور یاء اور واو کا اضافہ ہے۔ اگر کوئی پڑھنے والا رسم الخط کی حقیقت حال سے بے خبر ہو کر پڑھے تو ایجاب نفی میں بدل جائے اور لفظ میں ایسا اضافہ ہو جو اصل لفظ میں سے نہیں ہے۔ نہ اس کی اصل میں موجود ہے۔ تو اس طرح اس سے لحن سرزد ہو جاتا جو سننے والے سے پوشیدہ نہ رہتا اس رسم الخط کے جائز اور مستقل ہونے کے باوجود یہ صورتحال پیدا ہو جاتی۔

جب حضرت عثمان اس صورت حال سے واقف ہوئے تو انہوں نے بتایا کہ بعد میں جس شخص کو اس بات کی تمیز نہ رہے اور وہ اس حقیقت حال کی معرفت سے بیگانہ ہو جائے تو وہ اسکی واقفیت عربوں سے حاصل کرے گا۔ کیونکہ قرآن انہی عربوں کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ وہ اسے قرآن کی حقیقت تلاوت سے واقف کرادیں گے اور اس کی درست رسم الخط کی طرف اس کی رہنمائی کریں گے۔ میرے نزدیک حضرت عثمانؓ کے قول کی توجیہ یہ ہے۔

واللہ اعلم

حضرت عثمان کے قول کی تاویل

اگر کہا جائے کہ اس خبر کے آخر میں حضرت عثمانؓ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ اگر کاتب ثقیف کا ہوتا اور مملی (املا کرانے والا) ھذیل کا تو قرآن میں یہ کلمات نہ ہوتے'' تو میں کہوں گا کہ ان کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ اس صورت میں قرآن میں یہ کلمات ایسی شکل میں نہ لکھے ہوتے جو مخالف الفاظ کے بغیر ایسے معانی پر مبنی ہوں۔ کیونکہ قریش اور ان کے علاوہ جن لوگوں کو قرآن لکھنے کا کام سونپا گیا انہوں نے کتابت میں یہ کام بہت کیا۔ انہوں نے اس کام میں ایسا طریق کار اختیار کیا جو ثقیف اور ھذیل اپنی فصاحت زبانی کے باوجود اختیار نہیں کرتے تھے۔ اگر یہ کام ثقیف اور ھذیل کو سونپا جاتا تو وہ یہ سب کلمات تلفظ کے مطابق اور بول چال میں دوسرے طریق کار میں لکھتے اور ان میں مختلف معانی اور مختلف

رُخ نہ ہوتے۔ کیونکہ یہ ان کی عادت ہے اور اس طریق کار پران کا عمل ہے۔ میرے نزدیک حضرت عثمانؓ کے قول کی توجیہ یہ ہے بشرطیکہ یہ پایۂ ثبوت کو پہنچے اور حجت قرار پائے۔

ہم سے خلف بن ابراھیم المقری نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد المکی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا کہ ھم سے القاسم بن سلام نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے حجاج نے ہارون کے حوالے سے روایت کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے الزبیر بن الخریت نے عکرمہ کے حوالے سے خبر دی انہوں نے کہا کہ جب مصاحف لکھے گئے تو حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش کئے گئے۔ انہوں نے ان میں بعض کلمات ایسے پائے جن میں لحن تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ انہیں تبدیل نہ کرو۔ انہیں عرب بول دیں گے یا اپنی زبانوں میں انکا اعراب کریں گے۔ اگر کاتب ثقیف کا ہوتا اور مملی یعنی لکھوانے والا ھذیل کا تو قرآن میں یہ کلمات نہ ہوتے۔

ہم سے عبدالرحمن بن عثمان نے روایت کیا اور کہا کہ ہمیں قاسم بن اصبغ نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن زہیر نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عمرو بن مرزوق نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے عمران القطان نے قتادہ سے انہوں نے نصیر بن عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن ابوفطیمہ سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے روایت کیا اور کہا کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ قرآن میں لحن ہے جسے عرب اپنی زبانوں سے درست کردیں گے۔

حضرت علیؓ سے مروی حدیث کی تاویل

تو اگر کہا جائے کہ اس خبر کی کیا تاویل ہے جو تم نے بھی ھشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی وہ یہ کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے قرآن، سورۃ طٰہٰ آیت ۶۳ میں قول خداوندی "ان ھذٰن لسٰحران" اور سورۃ النساء آیت ۱۷۲ میں قول خداوندی: "والمقیمین الصلوۃ والمؤتون الزکوۃ" اور سورۃ المائدہ آیت ۶۹ میں قول خداوندی: "ان الذین امنوا والذین ھادوا... والصٰبئون" میں لحن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے یہ(۱) کاتبوں کا کام ہے۔ ان سے لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

---

(۱) نسخہ ۴۸۔۴۷۔۴۶۔ میں یہ عبارت ہے: ھذا عمل الکاتب اخطؤا فی الکتاب اور نسخہ ب میں ہے:
ھذا عمل الکتاب الکتبۃ اخطؤا فی الکتاب

تو میں کہوں گا کہ اس کی تاویل ظاہر اور واضح ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عروہ نے حضرت عائشہ سے بیان کی تاکید اور خفت (ہلکا کرنے) کی طلب کے لئے کچھ کلمات کے معنی میں اضافہ کرنے اور کچھ کلمات کے کم کرنے کیلئے کتابت کے حروف کے بارے میں سوال نہیں کیا بلکہ انہوں نے قرآن کے ان کلمات کو مختلف لہجات میں پڑھنے کے بارے میں پوچھا جن میں اختلاف لہجات کے باعث مختلف معنی اور توجیہ کا احتمال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور امت کو مختلف لہجات میں قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اور ان لہجات میں جو پسند ہو لہجہ اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور یہ امت کی سہولت و وسعت کے پیش نظر ہے۔ اس کا طریقہ کار اور اس کی یہ حالت تو یہ لحن خطا، وہم اور لغزش سے دور ہے۔ کیونکہ زبان میں یہ صورت حال عام ہے اور عربی زبان کی آزمائش و پیمائش میں واضح ہے۔ جب اس بارے میں صورت حال یہ ہے تو حضرت عائشہؓ کے کہنے کا مقصد قرآن کی کتابت کے معنوں میں نہیں آتا اور نہ ہی یہ کہنا لحن کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تو عروہ نے اس کو لحن قرار دیا اور حضرت عائشہؓ نے اس کا اطلاق قرآن کی کتابت پر کیا اور اسی طرح خطاء کا اطلاق بھی بات کی وسعت اور عبارت میں بطریق مجاز ہے جبکہ ان دونوں کا یہ کہنا انکے مسلک کے خلاف ہے اور ان کے اختیار سے خارج ہے۔ یعنی وہ اس کو حقیقی معنوں میں لحن اور خطا نہیں سمجھتے تھے۔ انکے کہنے کی حیثیت وعلمیت اور قطعیت کی نہ تھی جب کہ ہم نے (اس لحن کے بارے میں) اس جواز اور زبان میں اس قسم کی صورت حال کے رواج واستعمال اور اسکی اسطرح تلاوت پر اجماع کی ضمن میں بیان کیا ہے۔ البتہ ابوعمرو بن العلاء کا سورۃ طہ آیت ۶۳: "ان ھذین" کو شاذ قرار دینا تو اس حدیث کو اس پر معمول کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کی تاویل کی جاسکتی ہے بجائے اس کے کہ اس سے قطعیت کے ساتھ یہ قرار دیا جائے کہ ام المومنینؓ نے اپنے عالی مرتبہ و بلند قدر و منزلت، وسیع علم اور اپنی قوم کی زبان سے شناسائی کے باوجود صحابہ کو لحن کا مرتکب اور مصحف کی کتابت کرنے والوں کو انکے زبان کی فصاحت میں ان کے مرتبہ و مقام کے باوجود لکھنے میں غلطی کرنے کا مرتکب قرار دیا ہو۔ جبکہ ان کے اس مرتبہ و مقام سے تو انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ بے خبری کا اظہار۔ یہ بات کہنا مناسب اور جائز نہیں ہے۔ ہمارے بعض علماء نے حضرت عائشہ کے اس قول۔ "اخطؤا فی الکتاب" کی یہ توجیہ کی ہے کہ مصحف کے لکھنے والوں نے سات لہجوں میں قراءتوں میں سے اولی پر لوگوں کو جمع کرنے کے اختیار میں غلطی کی نہ کہ انہوں نے جو کچھ مصحف میں لکھا، اس میں غلطی کی یہ کہنا جائز نہیں اور جو بات جائز ہو وہ از روئے اجماع ناقابل قبول اور مردود ہے چاہے اس کے واقع ہوئے ایک لمبی مدت گزر گئی ہو اس کے واقع

ہونے کا حجم بڑھ گیا ہو۔ لحن کی تاویل یہ کی جائے گی کہ یہ (منجملہ قراءتوں کے) ایک قراءت اور لہجہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر کا یہ قول ہے کہ۔ ابیؓ ہم سب سے بڑے قاری ہیں۔ ہم ان کے بعض لحن یعنی قراءت اور لغت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پس یہ بات واضح ہوگئی۔

وباللہ التوفیق۔

ہم سے الخاقانی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے احمد بن محمد نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے علی بن عبدالعزیز نے روایت کیا اور کہا ہم سے ابوعبید نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے معاویہ نے ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نے حضرت عائشہ سے قرآن میں اقوال خداوندی: ''ان ھذٰن لسحران'' ، ''والمقیمین الصلوۃ والموتون الزکوۃ'' اور '' ان الذین امنوا والذین ھادوا.... والصٰبئون'' میں لحن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے بھانجے! یہ لکھنے والوں کا کام تھا انہوں نے لکھنے میں غلطی کی ہے''

حضرت عثمانؓ کے جمع قرآن کا سبب

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اب جب کہ تم نے ان دو روایتوں کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کی تاویل وضاحت کردی ہے تو ہمیں اس بات سے واقف کیجئے وہ کیا سبب تھا جس کے باعث حضرت عثمانؓ نے قرآن کو مصاحف میں جمع کرانے پر آمادہ کیا جب کہ یہ قرآن زید بن ثابت کے متعلق آپ کی بیان کردہ گزشتہ روایت کے مطابق صحیفوں میں پہلے سے موجود تھا۔ تو میں کہوں گا کہ اس سلسلے میں سب واضح ہے وہ یہ کہ بعض علما کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے پہلے قرآن کو ان سات قراءتوں میں جمع کیا تھا جن میں قرآن کی تلاوت کرنے کی امت کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ اس میں کسی خاص ایک قراءت کی تخصیص نہیں ہے۔ جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ آیا تو قراءت قرآن میں اہل عراق اور اہل شام میں اختلاف واقع ہوا۔ اور حضرت عثمانؓ کو حضرت حزیفہؓ نے اس اختلاف کی اطلاع دی۔ اس پہ حضرت عثمانؓ اور آپ کے پاس موجود صحابہؓ نے اس رائے کو اختیار کیا کہ قرآن کو ان سات قراءتوں میں سے کسی ایک قراءت کے مطابق جمع کیا جائے اور اس کے علاوہ باقی کو ساقط قرار دیا جائے۔ اس طرح اختلاف دور ہوسکتا ہے۔ اور اتفاق پیدا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ امت کو ساتوں قراءتوں کو محفوظ کرنے کا حکم تو نہیں دیا گیا بلکہ اسے ان قراءتوں میں سے کسی ایک قراءت کے مطابق جمع کی اجازت ہے اور اس کے علاوہ باقی کو ساقط قرار دیا جائے۔ اس

طرح اختلاف دور سکتا ہے۔ اور اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ امت کو ساتوں قراءتوں کو محفوظ کرنے کا حکم تو نہیں دیا گیا بلکہ اسے ان قراءتوں میں سے کسی ایک قراءت کو اپنی خواہش کے مطابق اپنانے اور جائز قرار دینے کا اختیار ہے۔ یہ اختیار اب بھی ہے۔ جیسے کفارہ یمین (قسم توڑنے کے کفارے) کے بارے میں مسکینوں کو کھانا کھلانے انہیں کپڑے دینے اور غلام آزاد کرنے میں سے کسی ایک عمل کو کرنے کا اختیار دیا ہے نہ کہ سب کام کرنے کا حکم یہی معاملہ سات قراءتوں کا ہے۔

کہا گیا کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کو ایک ہی مصحف میں محض اس لئے جمع کیا کہ اس سے قرآن کا احاطہ وحفاظت مقصود ہے۔ انہوں نے مختلف مصاحف کو ایک متفق علیہ مصحف میں جمع کیا اور دوسر قراءتوں کو جن کا پڑھنا درست نہ تھا اور لہجات میں ان کا کوئی وجود واثبات نہ تھا، کو ساقط کر دیا۔ اور اس کا شمار ان کے مناقب اور فضائل سب میں ہوتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید کے ساتھ کسی اور کو کیوں شریک کیا۔ اسے اکیلے ہی اس کام کو کرنے دیتے جب کہ حضرت ابوبکر نے کہا تھا۔ تو میں کہوں گا کہ حضرت عثمانؓ نے یہ کام اس وقت کیا جب انہیں قراءت میں لوگوں کے اختلاف کی اطلاع ملی، تاکہ قرآن خالص قریشی لہجے میں جمع ہو سکے کیونکہ قریش کی زبان کا لب ولہجہ باقی سب لہجوں سے زیادہ فصیح اور آسان تھا۔ اور نبی کریم کی زبان تھی۔ یہی وہ زبان (لہجہ) تھی جس پر مختلف قراءت میں تمیز کرنے اور ان میں کسی کو اختیار کرنے کے موقع پر اجماع ہوا۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ نے حضرت زید کے ساتھ قریش کے کچھ لوگ شریک کار کر دیئے تاکہ قرآن میں لغت قریش کے سوا اور کسی چیز کی آلائش نہ ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے اور روایات میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اگر ان میں کسی بات پر اختلاف ہو تو اسے حضرت عثمانؓ کے پاس لے جائیں۔ الزہری نے کہا کہ ان کے درمیان لفظ ''التابوت'' پر اختلاف ہو گیا۔ خود زید نے کہا ''التابوہ'' ھاء کے ساتھ ہے اور قریشی حضرات نے کہا کہ یہ تاء کے ساتھ ہے۔ چنانچہ وہ معاملہ حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اسے قریش کے لہجے کے مطابق تاء کے ساتھ لکھیں۔ آپؓ نے انہیں بتایا کہ قرآن ان ہی کی لغت (لہجے) میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپؓ کے قول کے مطابق عمل کیا۔

ہم سے محمد بن علی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن القاسم نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن سلیمان نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے محمد بن سعدان نے روایت کیا اور کہا

کہ ہم سے سلیمان بن داؤد ہاشمی نے روایت کیا اور کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ ایک دن کاتبان مصحف میں "التابوت" لکھنے پر اختلاف پیدا ہو گیا۔ زید بن ثابت نے اسے "التابوہ" بتایا اور ابن الزبیر، سعید اور عبدالرحمٰن نے اسے "التابوت" کہا۔ وہ یہ اختلافی معاملہ حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ اسے "التابوت" لکھو۔ کیونکہ یہ قریش کی زبان اور لہجہ ہے۔ ابو عمرو نے کہا کہ زید بن ثابت کے ساتھ قریشی بزرگوں کو شامل کرنے کا سبب یہ تھا۔

وباللہ التوفیق

پس اگر کہا جائے کہ مصاحف کے معاملے میں زید ہی کو کیوں مخصوص کیا گیا جبکہ صحابہؓ میں ان سے بڑی عمر کے لوگ موجود تھے مثلاً ابن مسعودؓ ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہ جو متقدمین صحابہ میں سے تھے میں کہوں گا کہ زید میں بہت سی باتیں اور مناقب ایسے جمع تھے جو اوروں میں نہ تھے ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ حضرت زید نبی اکرم ﷺ کے لئے وحی لکھتے رہے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں پورا قرآن جمع کیا تھا ان کی قرءت اس آخری قراءت کے مطابق تھی جو نبی کریم نے حضرت جبریل کے سامنے کی تھی۔ ان باتوں کے باعث انہیں تقدم اور تخصص حاصل تھا کیونکہ یہ باتیں اوروں میں نہ تھیں۔ اگرچہ صحابہؓ میں سے ہر ایک کو فضیلت اور سبقت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مصاحف کے لکھنے کے کام میں ترجیح دی اور دوسرے تمام مہاجرین وانصار کو چھوڑ کر یہ کام ان کے سپرد کیا تھا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ کا راستہ اختیار کیا۔ انہیں بھی زید کے سوا اس کام کے لئے اور کوئی مناسب معلوم نہ ہوا حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد کے لوگوں ابوبکر اور عمرؓ کی اقتداء کرو۔ اس اعتبار سے بھی حضرت عثمانؓ نے حضرت زید کو یہ کام سونپا اور ان کے ساتھ قریش کے کچھ بزرگ شریک کر دیئے تاکہ قرآن ان کی زبان اور لہجے میں جمع ہو اور اس میں ساری باتیں دوسری لغات اور لہجوں کو چھوڑ کر قریش ہی کی زبان اور لہجے کے مطابق ہوں۔ دوسری لغات اور لہجات اور قراءات درست نہیں اور نہ ثابت ہیں۔ سو جو سوال ہم سے کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔

باللہ التوفیق وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دار الاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی مع عنوانات جدید کتابت ۲ جلد — علامہ شبیر احمد عثمانی / حضرت مولانا محمود حسن
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں — قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی
قصص القرآن ۴ حصے ۲ جلد کامل — مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
تاریخ ارض القرآن — علامہ سید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات — انجینئر شفیع حیدر صدیقی
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن — ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری
لغات القرآن — مولانا عبد الرشید نعمانی
قاموس القرآن — قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی) — ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
ہلال البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی)
امثال قرآنی — مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن کی باتیں — مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد — مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دیوبند
تفہیم المسلم ۳ جلد — مولانا زکریا اقبال، فاضل دار العلوم کراچی
جامع ترمذی ۲ جلد — مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابو داؤد شریف ۳ جلد — مولانا سرفراز احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب فاضل دیوبند
سنن نسائی ۳ جلد — مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۴ جلد ۸ حصے کامل — مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد — مولانا عابد الرحمن کاندھلوی، مولانا عبد اللہ جاوید
ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح — از امام بخاری
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل اعلیٰ — مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف ۳ حصے کامل — حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجرید بخاری شریف ایک جلد — علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تنظیم الاشتات شرح مشکوٰۃ اردو — مولانا ابو الحسن صاحب
شرح اربعین نووی ترجمہ و شرح — مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی
قصص الحدیث — مولانا محمد زکریا اقبال، فاضل دار العلوم کراچی

ناشر: دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی ۱ پاکستان، فون و فیکس
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں، بیرون ملک بھیجنے کا انتظام ہے / فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

Email : ishaat@digicom.net.pk